بزرگان کیتھل

سید مقبول محی الدین گیلانی

Marfat.com

بزرگان کیتھل

سید مقبول محی الدین گیلانی

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

وَاللّٰهُ يَهۡدِىۡ مَنۡ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ (القرآن)۔

اور اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں راہِ راست بتلا دیتے ہیں۔

بُزرگانِ کیتھل

مع ترمیم و اضافہ

ترجمہ و تلخیص "تذکرۃ الانساب"

از شیخ محمد شاکر قریشی

سید مقبول محی الدین گیلانی

دربار عالیہ قادریہ، ڈیرہ غازی خاں

2005

Marfat.com

فہرست مضامین

عنوانات	صفحہ
قصیدہ	6
تعارف مصنف	8
سید مقبول احمد محی الدین گیلانی	9
اظہار خیال	11
عرض حال	14
تاثرات	15
تعارف	16
اظہار خیال	17
کیتھل قدیم سے جدید دور تک	19
ابتدائیہ	24
مسلمانوں سے پہلے	32
مسلمانوں کی آمد کے بعد	38
کیتھل اور اس کی روحانی فضا	42
تاریخی عمارات	50
مقبرہ رضیہ سلطانہ	61
جامع مسجد	62
مسجد شیخ طیب	63
فہرست ہائے مساجد	64
سید السادات حضرت سید کمال ترمذی۔	66
حضرت مخدوم امان اللہ خراسانیؒ	69
حضرت شیخ صلاح الدین بلخیؒ	73
حضرت امام ناصر الدین سپہ سالارؒ	75
شاہ ولایت حضرت خواجہ عبدالرشیدؒ بدھنی	79
شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال قادریؒ	83
حضرت شاہ سکندر روس محبوبؒ الٰہی	85
جانشین	88
حضرت شاہ گدا رحمن عباسؒ	88
حضرت شاہ محب اللہ زاہدیؒ	89
حضرت سید محمد شاہ علی قادری	90
حضرت سید علی سیدؒ	92
نمونہ کلام	93
حضرت سید عبدالعلی شاہؒ	99
حضرت میاں علی احمد شاہؒ	105
حضرت سید حامد نو بہارؒ	110
حضرت مخدوم اللہ دیاؒ	111
حضرت حلیم بخت بالا بخشی اولیاؒ	112
حضرت سید ابراہیم المعروف پیر گھوڑاؒ	113
حضرت سید شہاب الدینؒ	113
حضرت حاجی دریائیؒ	113
حضرت خواجہ سید نصر الدین مکیؒ	114

Marfat.com

عنوانات	صفحہ
حضرت سید شاہ ابراہیم المعروف بہرامؒ	114
حضرت خواجہ سید علی شہیدؒ	115
حضرت سید حسین زیدی المعروف پیر جھاڑیؒ	116
حضرت امام سید حسین محدثؒ	116
حضرت سید علی رضا شہیدؒ	117
حضرت میراں سید احمد کبیر رفائیؒ	117
حضرت سید زید شہید سالار لشکرؒ	119
حضرت شیخ طیبؒ	120
حضرت شیخ سجنؒ	122
حضرت سید مبارک شہیدؒ	122
حضرت سید رمضان غازی شہیدؒ	123
حضرت شیخ زیرک عرف پیر میدانیؒ	123
حضرت ننھے پیرؒ	124
وہ مشائخین کرامؒ جو مستقل قیام فرما نہ ہوئے	124
حضرت معین الدین چشتی	125
حضرت قطب الدین بختیار کاکیؒ	125
حضرت خواجہ سید محمد حسینی بندہ نواز گیسو درازؒ	126
حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ	126

عنوانات	صفحہ
حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر۔	128
حضرت سخی سرورؒ	129
حضرت شیخ چہلیؒ	130
حضرت مجدد الف ثانیؒ	131
حضرت سید محمد شریف نیا ولیؒ	131
حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ	132
حضرت سید علی احمد کرمانیؒ	132
حضرت سید نصر الدینؒ	133
حضرت شیخ نظام الدین سہروردی	133
حضرت شاہ ولی اللہ بن شیخ نظام الدین	133
حضرت سید محمد یوسف بن خواجہ سبز قط	134
حضرت شیخ عبداللہؒ۔	134
حضرت عبداللہ خان۔	134
حضرت پیر نوشا شہید۔	134
حضرت رمضان غازی۔	134
حضرت سید غالب شاہ۔	134
حضرت پیر فرخ شاہ۔	135
حضرت سید عبداللہ شاہ۔	135
حضرت مردان شاہ غیب غازی۔	135

Marfat.com

عنوانات	صفحہ	عنوانات	صفحہ
حضرت سید عمر شاہؒ	135	حضرت سید شاہ محمدؒ	140
حضرت سید نورنگ شاہؒ	135	حضرت سید وزیر شاہؒ	141
حضرت طالب مولیٰؒ	136	حضرت ضمیر شاہؒ	141
حضرت خواجہ شہید	136	حضرت پیر بیدیاؒ	141
حضرت پیر نوگزاؒ	136	حضرت سید شمس الدین شہیدؒ	141
حضرت غائب غازیؒ	136	حضرت سید فخر الدین شہیدؒ	141
حضرت شاہ مبارک ترت مرادؒ	136	حضرت شاہ جمال الدین شہیدؒ	142
حضرت پیر غازی غائب شہیدؒ	137	ہفت شہداء	142
حضرت شاہ مبارک ثانی شہیدؒ	137	بابا سیتل پوری	142
حضرت خواجہ غلام بھیک چشتی	137	کرامات اولیائے کیتھلؒ	142
حضرت الٰہی بخش شہیدؒ	137	رسالہ تذکرۃ السادات	153
حضرت سید قطب الدینؒ	138	در ذکر حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ	156
حضرت نوشہ شہیدؒ	138	در ذکر حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ	157
حضرت شیخ بلاول عرف بلو پیرؒ	138	نقشہ کیتھل شریف	158
حضرت ابوبکر تہاوڑی شاہؒ	139	خاندان کمالیہ میں موجودہ تبرکات	159
حضرت مہتاب شاہؒ	139	شاہی فرامین	160
حضرت سید نظام الدینؒ	139	پانی پت کے نام	171
حضرت پیر کول شاہؒ	139	در مدح حضرت شاہ سکندر کیتھلی	173
حضرت شاہ بیگؒ	139	کتابیات	174
حضرت شاہ جمال قادریؒ	140	نقشہ درگاہ کمالیہ	175
حضرت سید رستم علی شاہؒ	140	فاصلے	176

Marfat.com

قصیدہ

در جہاں شہرے ندیدم ہمچوں کیتھل خوش مقام
زانکہ آسود ند دروے اولیاء صاحب کرام

نام پیراں معظم شرح سازم یک بیک
کز کرامت در جہاں ہستند مشہور العوام

شیخ صوفی بدہنی صاحب ولایت کیتھل است
صد درو داز مارسد برروح پاکش و السلام

شیخ نصیر الدینؒ ، رستمؒ ، حاجی و احمد شکرؒ
ہفت شہداؒ ، وغازیؒ ، وہم شیخ عبداللہؒ انام

اعلیٰ حضرت شاہ کمال قادریؒ پیرکبیر
بعدہ شاہِ سکندرؒ دیں پناہ قطب الا نام

شیخ زیرکؒ عرف پیر میدائیؒ مخدوم امان اللہ شہیدؒ
ہم دگر سید کمال ترمذی پیرِ عظام

حضرت خواجہ ولی اللہؒ ، نیز پیر بدیہہؒ
شاہ ابراہیم سہر وردی پیر فرخندہ نام

سید ابراہیم غازی باصد مردے شہیدؒ
باز قطب الدین پیر ہست با عظمت تمام

Marfat.com

پیر بہلیم بالا و دیگر مخدوم ماموں بھانجہ

نیز پیر غیب مردان واصل ہر صبح و شام

شیخ ابراہیم گورستانی و شہاب الدین شاہ

بعد ازاں پیر بیاباں است باصد احتشام

شیخ صلاح الدین بلخی و دیگر تھن شہید

روضہ اش تعمیر کردہ است باصد احترام

بابا ستیل داس راز ازعارفانِ بداں

زانکہ اواز خاندان قادری نوشیدہ جام

ہر کہ درہر روز و شب ایں نامہا یاد آورد

باشد اواندر جہاں بافتح و نصرت مدام

وانکہ درشب جمع ساز دطوف ایشاں را بدل

بامراد خود رسدوزبخت گرد و شاد کام

تاج محمود آنکہ مدح شان نوشت ازجان ودل

گشت مشہورر جہاں طوطی صفت باخوش کلام

تاج محمود شاہ آبادی

متوفی ۱۱۱۱ھ

☆☆☆☆

Marfat.com

تعارف مصنف

تذکرہ الانساب، شیخ محمد شاکر خلف محمد باقر قریشی متوطن شاہ آباد ضلع کرنال کی تالیف ہے مولف کا بارہویں صدی ہجری، اٹھارہویں صدی عیسوی سے تعلق ہے شیخ محمد باقر قریشی، حضرت شاہ محبّ اللہ الیاس زہدیؒ سے بیعت تھے۔ ان کے بیٹے شیخ محمد شاکر حضرت شاہ محمد علی قادری نبیرہ حضرت شاہ سکندر روس الاولیا، محبوب الٰہیؒ سے بیعت تھے۔ خاندان کمالیہ سکندریہ سے بے پناہ عقیدت رکھتے تھے۔ شیخ محمد باقر قریشی کا ۱۱۳۹ھ میں سن وفات کا پتہ چلتا ہے۔ اس سے زیادہ ان کے بارے میں معلومات حاصل نہیں ہو سکی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

سید مقبول احمد محی الدین گیلانی

(لقب میاں سرکار)

سید مقبول محی الدین لقب میاں سرکار ۲۸ اپریل ۱۹۳۵ء کو کیتھل ضلع کرنال میں پیدا ہوئے۔ آپ برصغیر پاک و ہند کے ایک عظیم روحانی سلسلہ قادریہ کمالیہ کے نامور بزرگ حضرت شیخ الآفاق شاہ کمال کیتھلی کے خانوادے کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت مخدوم سید علی احمد شاہ قادری عصر حاضر کے مشائخ عظام میں انتہائی برگزیدہ بزرگ اور فقر و تصوف کے مرد میدان تھے۔ آپ کا سلسلہ نسب پیران پیر محبوب سبحانی حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے جا ملتا ہے۔ مخدوم سید علی احمد شاہ کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ پیدائشی ولی تھے۔ تقسیم ہند کے بعد پاکستان تشریف لائے۔ اور دسمبر ۱۹۶۲ء میں وصال فرمایا۔ آپ کا مزار مبارک ڈیرہ غازی خان میں سرچشمہ فیض و برکات ہے اور دربار قادریہ کے نام سے مشہور ہے۔ آپ کے عقیدت مندوں کا سلسلہ پورے ملک میں پھیلا ہوا ہے۔

چنانچہ میاں سرکار نے مذہبی گھرانے میں پرورش پائی ابتدائی دینی تعلیم گھر پر حاصل کی۔ اسلامیہ کالج لاہور سے ایف اے تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ ادیب اور فاضل کے امتحانات پاس کیے۔ آپ اپنی دینی و ملی خدمات کی بنا پر اہل بینش و دانش کے حلقوں میں نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ کشادہ دل اور علم دوست ہیں۔ دردمند دل رکھتے ہیں۔ جس میں ملت اسلامیہ کی سربلندی و بہبود کی آرزوئیں آپ کی سب سے بڑی تمنائیں ہیں آپ کے نزدیک معاشرے کی

Marfat.com

موجودہ خرابیوں کا سبب خدا اور آخرت سے بے نیازی اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعلیمات سے روگردانی ہے۔آپ حضرت شیخ الآفاق شاہ کمال کیتھلی ؒ کے تیرھویں سجادہ نشین ہیں۔ چشمۂ فیضان کمالی اب آپ کے دست مبارک سے جاری ہے۔

آپ علم و ادب ، فلسفہ و اخلاق سے دلچسپی رکھتے ہیں۔ سیارہ ڈائجسٹ کا اولیاءِ کرام نمبر آپ ہی کی مشاورت سے ترتیب دیا گیا تھا.اس کے علاوہ سلسلہ قادریہ کمالیہ کی کتب : الکمال ، تذکرہ حضرت شاہ سکندر کیتھلی ، حضرت طاہر بندگی لاہوری اور دیگر کتب آپ کے ایماء پر لکھی گئیں اور آپ ہی کے حکم پر شائع ہوئیں۔ یہ سب آپکی علم دوستی کا ثبوت ہے۔زیر نظر کتاب ''بزرگان کیتھل'' آپکی ذاتی تالیف ہے۔آپ نے اس کتاب میں شیخ محمد شاکر کی فارسی تصنیف ''تذکرہ الانساب'' کو معہ ترمیم و اضافہ پیش کیا ہے اور شہر کیتھل کے متعلق اور بھی بہت سی قیمتی معلومات یکجا کر دی ہیں۔ یہ شہر آپ کی جنم بھومی ہے۔آپ کا بچپن یہیں گذرا اس لحاظ سے آپ کی یادیں اس شہر سے ہمیشہ وابستہ رہیں ہیں دوسرے آپ کے بزرگوں کا آبائی شہر ہونے کی وجہ سے بھی آپ کی جذباتی طور پر اس شہر سے وابستگی ہے۔اس پس منظر کے حوالے سے آپ نے اپنی قیمتی یادداشتوں کو بھی اس کتاب میں سمو دیا ہے۔ جو اس شہر کی تاریخ بن کر سامنے آئیں ہیں۔

اخلاق احمد قادری

☆☆☆☆

Marfat.com

اظہار خیال......

اللہ تعالیٰ نے اپنی بیکراں رحمت سے سید مقبول احمد محی الدین گیلانی مدظلہ کو بے حد نوازا ہے اور انہیں بے شمار اوصاف وفضائل سے آراستہ کیا ہے۔ میاں صاحب جہاں اپنے فیض رساں بزرگوں سے خاندانی نسبت رکھتے ہیں۔ وہیں ان میں اکتساب عرفان و آگہی کا جوہر موجود ہے۔ ان کے بزرگ اور اسلاف دین وتقویٰ تصوف وعرفان علم وفضل اور روحانیت و اخلاقیات کے ارفع مراتب پر فائز تھے۔ میاں صاحب ان صفات حمیدہ میں ان کے وارث ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میاں صاحب ''کسب کمال کن کہ عزیز جہاں شوی'' کے مصداق ہیں۔ وہ جہاں اپنے تصوف معرفت اور روحانیت سے اہل عقیدت کو فیض پہنچار ہے ہیں وہیں اپنے علم وادب کو ضیا پاشیوں سے علمی طبقوں کے اذہان وقلوب کو بھی منور کر رہے ہیں۔ مختلف اور متنوع موضوعات پر ان کی کتب کثیرہ اس امر کا بین ثبوت ہے۔

اب میاں صاحب نے الا ماشاء اللہ ''بزرگانِ کیتھل'' کے عنوان سے ایک نہایت مفید اور پر از مقاصد کتاب تالیف وترتیب دی ہے جو ایک طرف تو شیخ محمد شاکر کی فارسی تصنیف تذکرۃ الانساب کا ترجمہ اور تلخیص ہے اور جس میں ترمیم واضافہ کے ساتھ بہت سی متعلقہ معلومات کو یکجا کر دیا ہے۔ دوسری طرف اس ضمن میں جس تذکرے سے جو متعلقہ مواد فراہم ہوا اس کو شامل کر کے اس گلستان تحریر کو نہ صرف گلہائے نو بہ نو سے آراستہ کیا ہے بلکہ اسے ''سدا بہار'' بھی بنا دیا ہے۔

یہ کتاب ہریانہ کے خطے سے متعلق ہے اور اس میں گردونواح کے علاقوں

Marfat.com

اور شہروں کی معلومات کو سمیٹنے کے ساتھ ساتھ "کیتھل" کو مرکزیت دی ہے جو کہ میاں صاحب کا مولد و مسکن رہا ہے اور جس کے ساتھ ان کو ایک قدرتی وابستگی بھی ہے۔ میاں صاحب نے کلیدی اور مرکزی طور پر تو اس خطہ فیض اور اس شہر علم و معرفت کے اولیائے کرام اور صوفیائے عظام کا تذکرہ قلمبند کیا ہے لیکن اور متنوع معلومات کو بھی اپنی تحریر کی لڑی میں پرو دیا ہے۔ کیتھل کب وجود میں آیا اس کی قدامت سے آج تک کے احوال، واقعات، اس کا محل وقوع اس کا حدودِ اربعہ، اس کی جغرافیائی، تاریخی، تہذیبی، معاشرتی اور علمی ادبی حیثیتوں کا تذکرہ و جائزہ، یہاں کی عمارات مزارات، مساجد مدارس اور دوسری فیض گاہوں کا ذکر یہاں کے اہل اللہ کی تعلیمات، ارشادات، کشف و کرامات اور ان کی برکات و فیوض کی مثالیں۔ ان اہل اللہ کے علاوہ اس علاقے کے علما، ادبا، اور مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے اہل کمال۔ کیتھل کے حوالے سے نہ صرف گردونواح بلکہ دور دراز تک کے علاقوں تک یہاں سے رواں ہونے والے چشمہ ہائے فیض کی رسائی۔ ایک نہایت اہم بات یہ ہے کہ ان بزرگان دین کا ذکر جو اسلامی ملکوں اور اسلامی مراکز سے ہند میں وارد ہوئے ان کی تشریف آوری کے زمانوں کا ذکر، ان زمانوں میں ہندوستان کے سلاطین و امرا کا ذکر اور پھر ان بزرگوں کی تعلیمات و ارشادات نیز ان کے اعمال حسنہ کی برکات سے اسلام کا فروغ اور بت پرستوں کے توحید پرست ہو جانے کی سعادت کا ذکر۔

الغرض ہم اس تالیف کے کس کس رخ، کس کس پہلو اور کس کس گوشے کی وضاحت کریں۔ یہ کتاب ایک تحقیقی کوزہ ہے جس میں معلومات کے سمندر کو بند کر دیا گیا ہے۔ اس میں جو معلومات محفوظ کی گیئں ہیں ان میں سے اکثر سے ہم لوگ بھی

Marfat.com

واقف نہیں ہیں۔ ایک طرف تو اس دقیع اور گراں قدر تالیف کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے عصر حاضر کے لوگ بہرہ ورہ ہونگے اور اپنے علم تاریخ میں حیرت انگیز معلومات کا اضافہ کریں گے، دوسری طرف آنے والی نسلیں مستقبل میں اسکے مطالعے سے فیضیاب ہونگی اور اپنی ذہنی، فکری اور عملی تربیت میں اس کتاب سے راہ نمائی حاصل کریں گی۔ گویا یہ کتاب تاریخی معلومات کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہونے کے ساتھ ساتھ ایک عمل حسنہ اور ایک صدقہ جاریہ بھی ہے جو بزرگان دین اور اہل کمال کے فیوض و برکات کو معاصرین اور آئندگان تک پہنچائیگی اور جو افراد بھی آج سے لے کر مستقبل بعید تک بلکہ رہتی دنیا تک اس کتاب کے حوالے سے ہدایت پائیں گے اس کا اجر وثواب یقیناً سید مقبول احمد محی الدین گیلانی دام برکاتہ کو لگاتار ملتا رہے گا۔

ڈاکٹر عاصی کرنالی (ملتان)

۱۲/شوال ۱۴۲۶ھ

۱۵/نومبر ۲۰۰۵ء

(سہ شنبہ)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......عرض حال......

جب گمراہی کھلے بندوں عام ہو جاتی ہے تو پھر کوئی ہادی، رسول، پیغمبر اور اوتار، اولیاء کرام دنیا میں چراغ ہدایت بن کر آتا ہے یہی نفوس قدسیہ اپنی آمد سے لوگوں کے دلوں کو مالک حقیقی کی طرف لگا دیتے ہیں۔

ایسا ہی بدترین دور تھا جب ہندوستان میں جگہ جگہ الگ الگ ریاستیں قائم تھیں ہر طرف کفر و شرک اور ظلم و ناانصافی کا دور دورہ تھا۔ گوتم بدھ، رام اور کرشن جیسے اوتار صرف پتھر کے مجسموں میں قید ہو کر رہ گئے تھے۔ بت پرستی ہی بت پرستی تھی آدرش پرست کوئی نہ تھا۔ ان کی سچی تعلیمات گم ہو کر رہ گئی تھی۔

برصغیر پاک و ہند کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک تقریباً ہر شہر اور خطہ میں اہل اللہ موجود ہیں۔ ان میں اکثریت ایسے بزرگوں کی ہے جو باہر سے آ کر یہاں سکونت پذیر ہوئے یہ خود نہیں آئے بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے باطنی طور پر براہ راست ہدایت ملی کہ وہ ہندوستان جائیں اور یوں گمراہیوں کے اندھیروں میں ہدایت کی روشنی پھیلی۔

یہ بزرگان دین جو پیغام لے کر آئے اس کی بنیاد سراسر روحانیت پر ہے اسی کا نام تصوف ہے۔ تصوف مادہ پرستی کی نقیض کرتا ہے اور پوری انسانیت کو درس توحید اور محبت کا پیغام دیتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......تاثرات

یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ حضرت بابا شاہ کمالؒ کے سجادہ نشین میاں سرکار سید مقبول محی الدین گیلانی ادبی ذوق وشوق رکھتے ہیں انہیں اپنے آبائی شہر کیتھل اور اس علاقہ کی تاریخ سے بڑی دلچسپی ہے۔ میرے ساتھ پروفیسر امرت لال مدان صاحب بھی ایک نشست میں شریک گفتگو تھے۔ اخلاق احمد قادری نے جو پاکستان سے میاں صاحب کے ساتھ کیتھل آئے تھے اس محفل میں میاں صاحب کی تازہ ترین تصنیف ''بزرگان کیتھل'' کا مسودہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں اس شہر کی مختصر تاریخ اور قدیم عمارات کا بھی ذکر تھا جو دلچسپی سے خالی نہیں۔ سرکار میاں صاحب کی یہ تالیف تاریخ کیتھل میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ کسی بھی مؤلف کی تالیف کا مقصد تاریخ کو کتابی شکل دے کر اسے آنے والی نسلوں کیلئے محفوظ کرنا ہے۔ سرکار صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اپنی اس تالیف میں تاریخ کو آئندہ نسلوں کیلئے محفوظ کر دیا ہے۔ اور اس کے ساتھ اس کتاب کے خادم اخلاق احمد قادری بھی۔ انہیں کی فرمائش پر یہ چند سطور تحریر کی گئی ہیں۔ ہمارے قابل قدر دوست مدان صاحب کے بھی اس تالیف کے بارے میں یہی تاثرات ہیں۔

پروفیسر کملیش شرما
پروفیسر تاریخ گورنمنٹ کالج کیتھل انڈیا

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......تعارف......

پروفیسر ڈاکٹر پرتاپ سنگھ راناؔ گنوری

پروفیسر گورنمنٹ کالج کیتھل (ہریانہ) انڈیا

آپ ہریانہ کے ادبی حلقوں میں کسی تعارف کے محتاج نہیں آپ کے کئی شعری مجموعے ''رعنائی خیال''۔ ''سناٹے کی آواز'' اور ''تذکرۂ شعرائے ہریانہ''، اردو زبان میں شائع ہو کر مقبول ہوئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا شمار انڈیا کے ان ادباء وشعراء میں ہوتا ہے جو ادب کو سنوارنے اور نکھارنے میں لگے ہوئے ہیں۔ آجکل سروس کے سلسلہ میں پانی پت میں قیام پذیر ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

اظہار خیال......

ہریانہ اپنی موجودہ شکل میں یکم نومبر 1966ء کو وجود میں آیا یہ ایک ایسا صوبہ ہے جو بھارت کی راجدھانی دہلی کو تین اطراف سے گھیرے ہوئے ہے۔ ایک چھوٹا سا صوبہ ہوتے ہوئے بھی ملک کی راجدھانی کے سب سے زیادہ نزدیک ہونے کے سبب اپنی پرانی اور اہم تواریخ کے سبب ایک خاص اہمیت کا حامل ہے۔ پانچ ہزار سال قبل ہریانہ کے شہر کوروکشیتر میں نیکی بدی کی فیصلہ کن جنگ ''مہا بھارت'' ہوئی جس میں نیکی کی فتح ہوئی اور حق شکن فریق کو منہ کی کھانی پڑی بھگوان شری کرشن نے یہیں پر گیتا کا امر سندیس سنایا یہ فوجی اجتماعی اڑتالیس کوس کے ایریا میں تھا۔ کیتھل چونکہ کوروکیشتر سے بیس بائیس کوس پر واقع ہے اس لئے یہ بھی اس رقبہ میں شامل تھا اور اس محاذ آرائی میں کیتھل کو خاص اہمیت حاصل تھی اسی وجہ سے یہ شہر اپنے مذہبی تقدس کے لحاظ سے کوروکیشتر (تھانیسر) کے بعد دوسرے درجہ پر شمار ہوتا ہے۔ اس مہا بھارتی علاقہ میں ایک سو چونسٹھ تر تھ ہیں ان کی زیادہ تر تعداد خاص شہر کیتھل اور خطہ کیتھل میں واقع ہے۔ اسلامی دور حکومت میں پانی پت اور کیتھل اور اس سے بھی پہلے ترائن (موجودہ تراوڑی) میں عظیم جنگیں ہوئیں جن میں ہندوستان کے مقدر اور مستقبل کا فیصلہ کیا جاتا رہا۔ یہ سب اس وقت ہوا جب ہریانہ اپنی الگ صوبائی حیثیت میں ابھر سامنے نہیں آیا تھا۔ اور یہ متحدہ پنجاب کا ایک حصہ تھا۔ اردو جو ایک لشکری زبان مانی جاتی ہے اسی ہریانہ کی سرزمین میں جمی اور پھولی پھلی اور اپنے عہد شباب میں لاہور، دہلی، لکھنو، رام پور اور دکن میں اپنی پوری شان وشوکت کیساتھ آگے بڑھی،

Marfat.com

اور بھی کئی باتوں میں ہریانہ کو فضیلت حاصل ہے۔ مختلف اقوام کو ایک دوسرے کے نزدیک لانے میں اہل تصوف صوفیاء کا بڑا ہاتھ ہے جنہوں نے مختلف الزبان اور مختلف العقیدہ ستم دیدہ لوگوں کو گلے سے لگایا اور انہیں جینے کا حوصلہ بخشا انہوں نے محبت اور پیار کا درس دیا اور اپنی زندگی میں عملی طور پر انسانیت کے اصولوں کو پیش نظر رکھا نجات کی خوش خبری دی اور فلاح کی نشان دہی کی۔ اس میل ملاپ سے ایک دوسرے کلچر سے روشناس کرانے ایک دوسرے کو قریب لانے کی عوامی اور قومی خدمت سرانجام دی۔ اس سلسلہ میں ہریانہ کی سرزمین کے ان عظیم صوفیا میں یہ نام سرفہرست ہیں۔

حضرت شرف الدین بوعلی شاہ قلندرؒ پانی پت، حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ، اور حضرت شیخ جلال الدین تھانیسریؒ جو متیازی مقام رکھتے ہیں۔ اس ضمن میں حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ اور بابا سیتل پوری کی دوستی اور محبت کی مثال بھی قابل ذکر ہے

حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے بابا سیتل پوری سے دوستی اور محبت و عقیدت کے بہت سے قصے زبان زد خاص و عام ہیں ان دونوں درویشوں کے تعلقات محبت و یگانگت کی ایک رسم ہے۔ یہ رسم پگڑی اور چادر پوشی اب تک جاری ہے۔

:: پروفیسر ڈاکٹر پرتاپ سنگھ ناگوری

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کیتھل قدیم سے جدید دور تک

ہندو دھرم کی قدیم کتابوں میں ورہا میہر کی ''برہم سہیتا'' ایک اہم کتاب ہے۔ اس سے ہمیں ہندوستان کے بہت سے قدیم شہروں کے بارے میں معلومات ملتی ہے۔ انہیں قدیم شہروں میں ایک کیتھل ہے۔ مہابھارت کی روایت کے مطابق یہ کپش ٹھل نامی ایک سادھو یا ہندو مہاتما کی جگہ تھی۔ ''برہم سہیتا'' میں بھی اس شہر کو کپش ٹھل ہی کے نام سے یاد کیا گیا ہے۔ کچھ اور ہندو روایت کے مطابق یہ مشہور ہندو دیوتا ''ہنومان جی'' کا جنم استھان ہونے کی وجہ سے کپس تھل'' کہلاتا تھا۔ ہنومان جی کی ماں جو ہندو روایات میں'' انجنی'' کہلاتی ہے۔ ان سے منسوب ایک ٹیلا آج بھی شہر میں موجود ہے۔ (آجکل یہاں ایک مندر تعمیر کر دیا گیا ہے)۔ کہتے ہیں اس مقام پر کبھی انجنی کی رہائش گاہ تھی جو کھنڈرات بنتے بنتے ایک ٹیلہ کی شکل اختیار کر گئی تھی۔ تقسیم سے قبل تک یہ ٹیلا موجود تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ شہر دھرم راج ''یدھشٹر'' کے عہد میں آباد کیا گیا تھا۔ انہوں نے یہاں نوکنڈ (نوتالاب) بنوائے تھے۔ ان تالابوں میں سے زیادہ تر آج موجود نہیں رہے۔ لیکن قدیم تذکروں میں ان کا ذکر ملتا ہے۔

مشہور مسلم جغرافیہ دان اور سیاح البیرونی نے اپنی کتاب میں اس شہر کا ''کوئی تال'' کے نام سے ذکر کیا ہے۔ کپش ٹھل، کپس تھل یا کوئی تال ہی بگڑتا بگڑتا آج کا کیتھل بن گیا۔ زمانہ قدیم سے کیتھل امراء کا شہر رہا ہے۔ راجہ ہرش وردھن کے عہد میں آنے والے چینی سیاح ہیون سانگ نے اس شہر کی امارت کا ذکر کھلے دل سے کیا ہے۔ اس کے عہد میں یہاں بدھ مت کو بہت اہمیت حاصل تھی۔ اس دھرم کی تعلیمات کے لئے ہیون سانگ یہاں آیا تھا۔

Marfat.com

کیتھل ان دنوں ایک مشہور شاہراہ پر آباد ایک اہم تجارتی شہر تھا۔ یہ شاہراہ ہندوستان کی شمال مغربی سرحد سے لاہور اور پھر براستہ کیتھل دہلی جاتی تھی۔ شیر شاہ سوری کی تعمیر کردہ شاہراہ سے پہلے بیرون ملک سے دہلی آنیوالے تمام حملہ آور اور تاجر یہیں سے ہوتے ہوئے دہلی پہنچتے تھے۔ قدیم زمانے کی اس آمدورفت کی وجہ سے کیتھل تجارت کا مرکز بن گیا تھا۔

اگر ہم ماضی کے جھروکوں میں جھانکیں تو سیاسی طور پر کیتھل کئی رنگوں میں نظر آتا ہے۔ کبھی تحصیل کبھی ضلع کبھی کمشنری اور کبھی دیسی ریاست کی راجدھانی۔ اس شہر نے ان شکلوں میں زمانے کے بہت سے نشیب و فراز دیکھے۔

کیتھل ہندوستان کی تاریخ کو نئی جہت دینے والے اہم تاریخی واقعات کا چشم دید گواہ بھی رہا ہے۔ 1240ء میں سلطنت دہلی کی پہلی خاتون حکمران اور ہندوستان کی پہلی عورت حکمران رضیہ سلطانہ کا قتل بھی یہیں ہوا تھا۔ آج بھی اس مظلوم ملکہ کا مقبرہ نہایت خستہ حالت میں یہاں موجود ہے اور اس اہم واقعہ کی یاد دلاتا ہے۔

دہلی کے سلطان بلبن 1266ء۔ 1286ء نے کیتھل کی عسکری اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسے پہلی بار کمشنری کا درجہ دیا تھا اور اپنے قابل جرنیل جلال الدین خلجی کو یہاں کا کمشنر مقرر کیا تھا۔ بلبن کی موت 1286ء کے بعد جلال الدین خلجی نے بلبن کے پوتے کیقباد کو قتل کر کے دہلی میں خلجی خاندان کی بنیاد رکھی تھی۔ خلجی سلاطین نے کیتھل کو تحصیل کا درجہ دیا تھا۔

1230ء عیسوی کا سال کیتھل کی تاریخ میں بہت اہمت کا حامل سال ہے۔ بغداد پر منگولوں کے حملہ کی وجہ سے بہت سے سادات نے بغداد سے دہلی کی طرف ہجرت کی ان سادات میں سے کچھ نے راستے میں کیتھل میں قیام کیا۔ کچھ سادات گھرانوں کے یہیں

Marfat.com

مستقل آباد ہونے سے یہاں تعلیم وادب اور موسیقی کو بڑا فروغ حاصل ہوا۔

مشہور تاریخ دان ضیاء الدین برنی نے اپنی تعلیم کیتھل ہی میں مکمل کی تھی۔ برنی کی والدہ کا تعلق کیتھل کے حضرت کمال ترمذیؒ کے گھرانے سے تھا۔ سادات کیتھل دہلی سلطنت میں اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔ دہلی سلطنت میں خاندان سادات کی بنیاد رکھنے والے سید خضر خان (1414ء) کا تعلق بھی کیتھل کے سادات سے تھا۔

(کمال ترمذیؒ متوفی ۶۱۲ ہجری۔ کے گھرانے سے تھا)

جب امیر تیمور شہروں اور قلعوں کو فتح کرتا ہوا دہلی کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تو حدود کیتھل میں داخل ہونے سے پہلے کچھ سادات اسے دریائے گھگھر کے کنارے ملے اور شہر میں قتل وغارت نہ کرنے کی درخواست کی۔ دونوں فریقین میں ایک زبانی معاہدہ طے پایا کہ کیتھل کے مندر اور راجپوت اسکی مخالفت نہ کریں گے اور اسکے جواب میں تیمور بھی قتل و غارت سے اجتناب برتے گا۔ ایسا ہی ہوا اور کیتھل اس فاتح عالم کی تلوار خون آشام سے محفوظ رہا۔

مغلیہ سلطنت کے عہد میں کیتھل تنظیمی نقطۂ نظر سے دہلی کے صوبہ سرہند کا ایک پرگنہ رہا۔ عسکری اہمیت کے لحاظ سے ہر ایک مغل حکمران نے اپنے قابل ترین جرنیلوں کو سرہند کے صوبے کا صوبیدار مقرر کیا۔ مثال کے طور پر اکبر نے یہاں بیرم خاں کو انتظامی امور کا انچارج مقرر کیا تھا۔ اکبر ہی نے کیتھل کا قلعہ تعمیر کرایا تھا۔ سکھ عہد میں اس قلعہ کی تعمیر نو کی گئی تھی۔ آجکل یہ انتہائی خستہ حالت میں ہے اور محکمہ آثار قدیمہ ہندوستان کی غفلت کا شکار ہے جبکہ اسکا آدھا حصہ گرا کر اس پر ایک مندر (گیتا بھون) تعمیر کر دیا گیا ہے اور قدیم حصہ میں ایک تھانہ قائم ہے۔

شیر شاہ سوری کے عہد میں مشہور مسلمان صوفی بزرگ حضرت شاہ کمال قادری

Marfat.com

یہاں تشریف لائے اور یہاں اسلام کی روشنی کو پھیلایا۔ آپ کے دامن ارادت سے بلاتفریق رنگ و مذہب بہت سے لوگ وابستہ ہو گئے جن میں ایک ہندو خاندان اگروال سے تعلق رکھنے والے میدنی مل تھے جنہوں نے باقاعدہ انکے ہاتھ پر اسلام قبول کیا اور مسلمان ہو کر شیخ طیب کہلائے۔ انکا مزار آج بھی کیتھل میں انکی ارادتمندی کی یادگار ہے۔ دوسرے ایک اور ہندو بزرگ بابا سیتل داس تھے جو اسلام تو شاید قبول نہ کر سکے مگر آپکے دامن ارادت سے تاحیات وابستہ رہے۔ حضرت شاہ کمالؒ کا مزار آجکلے کیتھل کے ایک خوشگوار تفریح پارک، جواہر پارک میں مرجع خلائق ہے۔ عرف عام میں شاہ کمال پارک بھی بولا جاتا ہے۔ چار سو قبل یہ ہمایوں بادشاہ نے حضرت شاہ کمال کی نذر کیا تھا۔

اورنگ زیب کے عہد میں سکھوں کے نویں (9) گرو تیغ بہادر 1666ء میں یہاں تشریف لائے۔ گردوارہ نیم صاحب اور گردوارہ منجی صاحب کی تعمیر اسی گرو کے کیتھل آنے کی یاد میں ہوئی تھی۔ اورنگ زیب کی وفات کے بعد مغلیہ سلطنت زوال کا شکار ہوئی تو گرو گوبند سنگھ کے حکمنامے کو لے کر بندہ بیراگی جیسا سفاک انسان پنجاب پہنچا اور اس نے کچھ سکھوں کی مدد سے کیتھل کے نزدیک ہی دہلی جانے والا شاہی خزانہ لوٹا تھا۔ کیتھل کے مغلیہ منصب دار نے کچھ گھڑ سوار اسکے تعاقب میں بھیجے مگر بندہ بیراگی نے انہیں شکست دے کر خود کیتھل کے منصب دار کو قید کر لیا اور خود کیتھل کے سیاہ و سفید کا مالک بن گیا۔ وہ 1717ء تک یہاں حکمران رہا۔ کیتھل کی تاریخ میں اس کا عہد، عہد افراتفری کہلاتا ہے۔

مغل شہنشاہ محمد شاہ رنگیلا (1719ء۔ 1748) کے عہد میں کیتھل ایک بلوچ سردار قمر الدین خاں کو بطور جاگیر عطا ہوا اور 1755ء تک بلوچوں کے زیر اثر رہا۔ 1756ء سے 1767ء تک افغان سرداروں کی حکومت رہی۔ 1767ء میں افغان حکمران نعمت خاں کی شکست کے بعد یہاں سکھا شاہی قائم ہوئی۔ یہاں کے سکھ حکمران بھائی کا

84245

Marfat.com

خاندانی خطاب اپنے نام کے ساتھ لاحقہ کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ یہ خطاب انہیں سکھوں کے گرو ہررائے نے بھائی دیسو سنگھ کے آباء بھائی بھگتو سنگھ کو عطا کیا تھا۔ بھائی دیسو سنگھ 1767ء۔ 1781ء تک حکمران رہا۔ اسکے بعد بھائی لال سنگھ 1781ء تک کیتھل پر حکمران رہا۔ اسی دوران پانی پت کی تیسری جنگ 1761ء میں احمد شاہ ابدالی اور مرہٹوں کے درمیان پیش آئی۔ اس جنگ میں شکست کے بعد کئی مرہٹہ خاندان کیتھل میں آباد ہو گئے اور رفتہ رفتہ یہاں کی سیاست میں حصہ لینے لگے۔ 1803ء میں دہلی پر انگریزوں کا قبضہ ہو گیا۔ انگریزوں نے کیتھل میں سکھا شاہی قائم رہنے دی۔ 1843ء میں آخری سکھ حکمران اودے سنگھ کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اسلئے اسکی موت کے بعد انگریزوں نے سکھوں سے یہاں کی عمل داری اپنے ہاتھوں میں لینے کا اعلان کیا بھائی اودے سنگھ کی بیوہ رانی صورت کور نے اسکے خلاف احتجاج کیا نتیجتاً 11 اپریل 1843ء کو انگریزوں نے مہاراجہ پٹیالہ کی افواج کی مدد سے یہاں قبضہ کر لیا۔ انگریزوں کے زیر اثر 1843ء سے 1849ء تک کیتھل ایک ضلع رہا۔ 1849ء میں اسے تھانیسر کے ضلع کا ماتحت بنا دیا گیا۔ 1862ء میں اسے ضلع کرنال کا حصہ بنا دیا گیا۔ اسطرح وہ شہر جو زمانہ قدیم سے ایک اہم انتظامی حیثیت رکھتا تھا اب انگریزوں نے اسے ذیلی حیثیت کا حامل شہر قرار دے دیا۔

آزادی کے بعد 1973ء تک کیتھل ضلع کرنال کا حصہ رہا۔ 1973ء میں اسے ضلع کورکشیتر کا حصہ بنا دیا گیا۔ پھر 1989ء میں کیتھل ایک بار پھر ضلع کی حیثیت اختیار کر گیا اور بھارت سرکار نے ضلع کا درجہ دے دیا۔

پروفیسر کملیش شرما، گورنمنٹ کالج کیتھل

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ابتدائیہ

ہمارے پیش نظر شیخ محمد شاکر قریشی م ۱۱۳۹ھ کی تصنیف ''تذکرۃ الانساب'' کے ایک قلمی نسخہ کے اقتباسات ہیں جن میں بزرگان کیتھل کے نہایت مختصر حالات اور ان کے سلسلہ انساب کا تذکرہ ہے۔ مؤلف کو تاریخ سے کوئی دلچسپی نہیں تھی یہ تالیف محض عقیدت مندی پر مبنی ہے۔ مولف مذکور نے کیتھل تشریف لانے والے جتنے بزرگوں کا ذکر کیا ہے اس میں بالعموم صرف سلسلہ نسب ہی کے مختصر بیان کو اپنا مقصدِ تحریر رکھا ہے۔ ایک صرف حضرت سید کمال ترمذی علیہ الرحمۃ کے کیتھل میں ورود مبارک کا زمانہ اتفاق سے ضمناً احاطہ تحریر میں آ گیا ہے۔ جس سے کیتھل میں مسلمانوں کے پہلے پہل آنے پر تعین کیا جا سکتا ہے۔ تالیف ہذا میں کہیں تاریخ یا کسی بزرگ کے سن کا اندراج نہیں۔ بہرکیف قطع نظر مذکورہ خامیوں کے یہ تالیف ہمارے مقصد کو پورا کرتی ہے۔ اس سلسلے میں ہمیں مؤلف کا شکرگذار ہونا چاہیئے کہ اسنے مشائخین کیتھل کا تذکرہ ایک ہی جلد میں ہمارے لئے یکجا کر دیا۔ اسکی اس نایاب تالیف کا یہاں صرف لفظی ترجمہ نہیں کیا گیا۔ چونکہ کتاب کی اصل عبارت فارسی زبان میں ہے جسکا یہاں نقل کرنا غیر ضروری تھا۔ ہم نے اس سلسلہ میں مختلف تذکروں، ضلع کرنال کے گزٹیر اور پرانی تاریخی کتب اور ان کے حوالوں سے استفادہ کر کے مشائخین کیتھل کا ایک مبسوط تذکرہ پیش کرنیکی کوشش کی ہے۔

قدیم تذکرہ نگاروں نے صوفیاء کے حالات لکھے مگر تاریخ لکھنے کی طرف توجہ نہیں دی۔ یہی وجہ ہے کہ ان میں ضروری اور بنیادی معلومات کی کمی کی شکایات عام

Marfat.com

ہیں۔ ایسی حالت میں ہم اسلاف کی علمی اور عملی زندگی کی صحیح تصویر کیسے دکھا سکتے ہیں؟ اور ہم قارئین کو کس طرح بتا سکتے ہیں کہ انہوں نے اپنے عہد پر کیا اثرات مرتب کئے؟ وہ کن حالات سے دوچار ہوئے؟ وہ کیسے تھے؟ انہوں نے ایک اجنبی ملک میں آکر کیسی کیسی تکالیف کا سامنا کیا؟ ایسے ہوشربا حالات میں انہیں کسی قسم کی رہنمائی بھی میسر نہیں آئی، لیکن تبلیغ واشاعت اسلام میں انہوں نے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔

کیتھل اور خطہ کیتھل کے ان عظیم المرتبت مبلغین اسلام کے ایک ایسے تذکرے کی ایک عرصہ سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی جس میں ان کے علمی وروحانی کمالات اور دینی و دنیاوی خدمات کا جائزہ لیا جائے۔ اب تک کیتھل کے تمام بزرگوں پر ایسی کوئی کتاب شائع نہیں ہوئی تھی۔ محض ایک کتاب تذکرۃ الانساب ملی ہے جو کہ مواد کے اعتبار سے ناکافی ہے اس کی حیثیت محض ایک Index کی سی ہے جس میں قدیم بزرگوں کے ناموں اور ان کے مدفن کی نشاندہی تو ضرور ہو جاتی ہے لیکن باقی تفصیلات سے اس کا دامن تہی ہے۔ تاہم جو روایات اور واقعات ان قدیم بزرگوں کے بارے میں دستیاب ہو سکے وہ ہدیہ قارئین ہیں۔ بعض بزرگوں کے حالات زندگی پر وقت کی اتنی دبیز تہہ جم چکی ہے کہ اب ان کا کھوج لگانا انتہائی ناممکن ہے۔ لیکن علاقہ کے لوگوں کی عقیدت ان کے مزارات سے وابستہ ہے اور وہاں زائرین کی آمدورفت کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ کرامات اور خوارق اپنی جگہ مسلمہ ہیں، لیکن ان برگزیدہ لوگوں کی سب سے بڑی کرامت یہ ہے کہ انہوں نے خود کو زہد تقویٰ اور نیکی و پاکبازی کا عملی نمونہ بنا کر پیش کیا۔ جسکی وجہ سے لوگوں کو اپنی زندگیاں اور عاقبت سنوارنے کا موقع ملا۔ مشائخین کرامؒ نے اپنے حسن عمل اور بلند اخلاق سے وہ

Marfat.com

کام کر دکھایا جو بادشاہوں سے نہ ہو سکا۔ ان اللہ کے بندوں کو بس ایک ہی دھن تھی کہ اللہ کے پیغام کو جگہ جگہ پہنچایا جائے۔ محض اللہ کی رضا کی خاطر اپنے وطن سے نکل کھڑے ہوئے نہ ان کے پاس افواج تھیں نہ کوئی ظاہرا قوت، دعوت اسلام کا جذبہ انہیں لئے پھرتا تھا۔

یوں تو ہندوستان میں اسلامی قافلوں کی آمد کا سلسلہ پہلی صدی ہجری کے وسط ہی سے شروع ہو گیا تھا۔ چونکہ ظہور اسلام سے پہلے ہی سے عربوں کے ہندوستان کے ساتھ تجارتی تعلقات قائم تھے اور عرب تاجر ہندوستان آتے جاتے تھے۔ اب ان تاجروں کے ساتھ ساتھ مبلغین اسلام بھی ادھر آنے لگے۔ تبلیغ کے نتیجے میں انہیں مقامی آبادی کے انتقام کا نشانہ بھی بننا پڑا ہوگا۔ اشاعت اسلام کا یہ سلسلہ جاری رہا پھر پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں اہل فضل و کمال، اور صاحبان تقویٰ کشاں کشاں کھنچے چلے آئے۔ مغربی پنجاب کے بعد مشرقی پنجاب دہلی اور شمالی ہندوستان میں بھی اہل حق کی آمد شروع ہوگئی تھی۔ یہ بندگان خدا جہاں بھی گئے وقت کے ظلمت کدوں میں اجالے بکھیرتے گئے۔ زیر نظر کتاب میں اس امر کو اجاگر کرنا مقصود ہے کہ اس سرزمین نے کن کن ہستیوں کی قدم بوسی کا شرف حاصل کیا اور آسمان ہدایت کے کیسے کیسے ستارے اس خطہ کو اپنی تابانیوں سے منور کر کے آج بھی رشک آسمان بنا رہے ہیں۔ انہیں کی بدولت ظلمت کدے انوار کے مرکز بن گئے۔ اور متعدد اصنام پرستی کرنے والے خدائے واحد کے پرستار بن گئے۔

خاص طور پر ہمارا موضوع خطہ کیتھل (سابقہ مشرقی پنجاب)، ہریانہ ضلع کرنال ہے۔ کیتھل، پانی پت، تراوڑی اور کرنال کے تاریخی میدانوں میں کئی بار قوموں اور

Marfat.com

سلطنتوں کی قسمت کے فیصلے ہوئے۔غزنوی ،غوری اور نادر شاہ کے کارناموں کو ان خونی میدانوں کی بدولت شہرت دوام حاصل ہوئی۔

سلسلہ قادریہ کے بزرگوں نے بھی اس خطہ کی آبیاری کی ہے۔خانوادہ قادریہ کے جن بزرگوں نے اس سرزمین کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا انہیں یہ فخر بھی حاصل ہے کہ وہ پیران پیر دستگیر محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست تعلق نسبی بھی رکھتے ہیں۔ان بزرگوں کی کوششوں سے برصغیر میں قادریہ سلسلہ کو بڑا افروغ حاصل ہوا۔قادری بزرگوں میں ایک بڑا نام حضرت شاہ کمال قادری کا ہے وہ ہندوستان میں کافی عرصہ سیاحت کے بعد ہمایوں کے عہد میں کیتھل تشریف لائے اور یہیں مستقل طور پر اقامت گزیں ہوئے۔آپ پیران پیرؒ کی بارہویں پشت میں سے تھے۔آپ کی اولاد میں بڑے بڑے پایہ کے بزرگ ہوئے ہیں جن کے علم وعرفان کی گونج پاک وہند کے قریہ قریہ اور شہر شہر آج بھی سنائی دیتی ہے۔یہی وہ بزرگ ہیں جو کیتھل کے سرمایہ افتخار وناز ہیں۔

کیتھل کے بزرگوں پر بہت قلیل مواد دستیاب ہے۔ان بزرگوں کے مزید حالات اور واقعات ملفوظات مولانا بدرالدین سرہندی اور ملاں عبدالحکیم سیالکوٹی کی تصنیف ''کرامت الاولیاء''میں بہت تفصیل سے ہیں مگر وہ نایاب ہے۔ملاں عبدالحکیم سیالکوٹی کی ''کرامت الاولیاء'' کا ایک ایڈیشن نول کشور لکھنو سے شائع ہوا تھا پھر دوبارہ نہ چھپ سکا۔

ہماری اس تصنیف کا مقصد اور غرض وغایت صرف اتنا ہے کہ خطہ کیتھل میں بسنے والی مسلم قوم کی آئندہ نسلیں اپنے بزرگوں کے آبائی وطن اور اس کے حالات سے

Marfat.com

باخبر ہوں اور اپنے اسلاف کے اخلاق وتمدن فضل وکمال کے رجحانات سے آگاہ ہو کر اپنی زندگی کو اسی سانچہ میں ڈھالیں جو کبھی ان کا طرۂ امتیاز تھا۔ قدیم تاریخی مقامات کی تفصیل، قدیم بزرگوں کے ناموں اور ان کے مدفون کی نشان دہی کر دی گئی ہے۔ ان بزرگوں کے روحانی کمالات سے نئی نسل قطعی لاعلم اور نا آشنا ہے۔ ہمیں اسے صرف یہ بتانا ہے کہ انہیں کے فیضان سے شمالی ہندوستان خاص طور خطہ کیتھل اور ہریانہ، مشرقی پنجاب اور ہماچل پردیش میں اسلام کی روشنی پھیلی۔

امید ہے کہ قارئین اس کے مطالعہ سے محظوظ ہونگے۔

پانی پت کے تاریخی اوراق کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ اس شہر کا قدیم نام پانی پرست تھا۔ راجہ ارجن نے جو پانڈوؤں کا جانشین تھا۔ اس شہر کو دوبارہ بسایا اور اس کا نام پانی پت رکھا۔ یہیں راج گرو کی تعمیلِ حکم میں حضرت سید اسماعیل بن امام محمد نقیؓ ابن امام محمد تقیؓ ابن امام جعفر صادقؓ کو ۱۳۹ ہجری میں شہید کر کے قلعہ کی چوٹی میں دفن کیا گیا۔ ۱۴۹ ہجری میں حضرت امام بدرالدین بدرؒ کی سرکردگی میں ایک سو ساٹھ مجاہدین کا ایک قافلہ وارد ہوا، اس قافلہ میں شامل تمام مجاہدین نے یہیں جام شہادت نوش کیا۔ اسی طرح کیتھل کی قدیم شخصیتوں میں امام ناصرالدین نبیرہ حضرت امام موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرفہرست ملتا ہے تذکرۃ الانساب کے مصنف نے انہیں حقیقی پوتا لکھا ہے۔ ان کے ساتھیوں میں حضرت سید حسینی شہید، سید رضا شہید، کے نام شامل ہیں۔ انہیں ہفت شہداء کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تاریخ سونی پت میں امام ناصرالدینؒ کا ذکر کثرت سے ملتا ہے، مقامی روایات سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

Marfat.com

ہندوستان پر سلطان محمود غزنوی نے کل سترہ حملے کئے۔ تھانیسر پر 403 ہجری مطابق 1013ء میں حملہ کیا ہندوستان پر یہ اس کا حملہ نمبر 9 تھا۔ تھانیسر کے قلعہ پر راجہ ہریش چندر حکمران تھا۔ پھر حملہ نمبر 12 انبالہ، کرنال، میرٹھ، دہلی اور قنوج پر کیا۔ یہ حملہ 408ھ یا 409ھ یعنی 1018ء میں کیا۔ بعدازاں بھٹنڈا اور ہانسی پر چڑھائی کی۔ راجاؤں کی فوج محمود غزنوی کی مزاحمت کے لئے دہلی سے روانہ ہوئی تو محمود نے بڑھ کر ضلع کرنال کے تاریخی مقام تراوڑی پر راجاؤں کی فوج کو منتشر کر دیا اور خود بھٹنڈا اور ہانسی کے قلعوں کی طرف پیش قدمی کی۔ کیتھل مغلوں سے پہلے سامانہ کے ماتحت تھا یعنی اس وقت صوبہ سامانہ تھا۔ محمود نے سامانہ سے کیتھل کے راستہ بھٹنڈا کے قلعہ کو فتح کیا۔ پانچویں صدی ہجری میں سلطان محمود غزنوی ہندوستان پر حملہ آور ہوا تو بہت سے اولیائے کرام اور مبلغین اسلام جہاد کے مقدس فریضہ کی انجام دہی کی خاطر اس کے لشکر میں شامل ہو کر ہندوستان آئے۔

۴۳۰ھ میں خواجہ عبدالرحمان گازرونی سالار افواج غزنویہ نے پانی پت کو تسخیر کر کے یہاں اقامت اختیار کی۔ اسی طرح کیتھل میں حضرت سید احمد کبیر رفاعی، حضرت سید زید شہید سپہ سالار لشکر غزنویہ اور بخشئ اولیاء بہلیم بخت بالا شہید نے کیتھل کو تسخیر کر کے یہاں اقامت اختیار کی، افسوس کسی قابل ذکر تاریخی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ملتا البتہ پروفیسر اسلم نے اپنی کتاب سفرنامہ ہند میں جھنجھانہ کے کتب خانہ کے ایک قلمی نسخہ کتاب ''الشہادت'' کا ذکر کیا ہے۔ جس کا اردو ترجمہ ''تاریخ محمودی'' کے نام سے پروفیسر تنویر احمد علوی استاد شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی نے کیا ہے اس میں ان کا نام امام ناصر الدین محمود بیان کیا ہے، ورنہ ان کے بارے میں ہماری معلومات

Marfat.com

از حد تشنہ ہیں۔ تاریخ محمودی کے حوالہ سے سفر نامہ ہند سے اقتباس مندرجہ ذیل ہے۔

امام ناصر الدین محمود (م ۱۱۹۲ء) سلطان شہاب الدین غوری سے بہت پہلے ایک چھوٹے سے لشکر کے ساتھ بغرض جہاد یہاں آئے تھے۔ کسی مورخ نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ حال ہی میں کتاب ''الشہادت'' کے عنوان سے ایک مخطوط جھنجھانہ میں دریافت ہوا ہے جس میں امام ناصر الدین اور جھنجھانہ کے راجہ جھن جھن بدری پرشاد کے مابین ہونے والی جنگ کا ذکر آیا ہے۔ اس میں امام صاحب کے ساتھ شہید ہونے والے شہداء کے اسمائے گرامی بھی درج ہیں۔ ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے تاریخ محمودی کے عنوان سے اس کا اردو ترجمہ ۱۹۷۱ء میں شائع کر کے تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا ہے۔ تاریخ محمودی کے مطالعہ سے مترشح ہوتا ہے کہ امام ناصر الدین کے ساتھیوں نے اضلاع کرنال کیتھل، پانی پت، سہارنپور اور مظفر نگر میں مخالفوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا کرنال کے مقام پر امام موصوف کی انگشت سبابہ شہید ہوگئی اسے بڑے احترام کیساتھ کرنال میں دفن کیا گیا۔ دست مبارک کیتھل اور سر مبارک جھنجھانہ میں، جسد مبارک بڈھانہ میں دفن ہوا۔ ان مقامات پر امام صاحب کے مزار مبارک موجود ہیں ان معرکوں میں جلال الدین کاشغری نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا وہ قتال کے لقب سے مشہور ہوئے اور اس طرح ان کے ساتھی امام رکن الدین ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ اور سید محمود کرنالی نے بھی بڑی بہادری دکھائی۔ ان شہداء کے مزارات مختلف مقامات پر موجود ہیں۔

بڑے بڑے جلیل القدر بزرگان دین یہاں آکر سکونت پذیر ہوئے پانچویں اور چھٹی صدی ہجری میں مبلغین کی توجہ کا مرکز بن گیا۔ سونی پت، پانی پت

Marfat.com

میں ایسے متعدد آثار موجود ہیں جن سے اس خیال کی تائید ہوتی ہے۔

چوتھی صدی ہجری میں غازیان اسلام نے اضلاع کرنال پر قدم رکھے جب کفر وظلمت کے گھٹاٹوپ اندھیرے یہاں ہر طرف چھائے ہوئے تھے اور کوئی یہاں اسلام کا نام لیوا نہ تھا۔ ان نفوس قدسیہ نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر توحید و رسالت کا علم بلند کیا۔ چھٹی صدی ہجری سے اسلام کی برگزیدہ ہستیوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ حضرت سید کمال ترمذی (م ۶۱۲ ھ) پہلے مرد حق آگاہ ہیں جنہوں نے مع اپنے عزیز واقارب اور رفقاء کے اس سرزمین پر باقاعدہ تبلیغ دین اور اشاعت اسلام کا آغاز کیا۔ آپ نے ایک ہزار سے زاید لوگوں کو مسلمان کیا۔ بعد ازاں تراوڑی تھانیسر قدیم نام (تھان ایشور) کرنال پانی پت اور کیتھل کے میدانوں میں کئی بار قوموں اور سلطنتوں کی قسمت کے فیصلے ہوئے۔ غزنوی، غوری تیموری اور نادر شاہ کے کارناموں کو ان خونی میدانوں کی بدولت شہرت دوام حاصل ہوئی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مسلمانوں سے پہلے

نام نیک رفتگاں ضائع مکن

تا بماند نام نیکت برقرار

تاریخی اعتبار سے کیتھل بہت پرانا شہر ہے۔ جنگ مہابھارت کے زمانہ میں جس کو ہندو شاستروں کی روایات کے مطابق تقریباً سات ہزار سال کا عرصہ گذر چکا ہے کہ یہ شہر آباد تھا۔ اور ہندو مذہب و تہذیب کا مرکز تھا۔ اس عظیم جنگ میں جو ہندوؤں کے مشہور ترین اور مقدس ترین شہر تھانیسر (کورکشیتر) کے مقام پر لڑی گئی تھی کیتھل کو خاص اہمیت حاصل تھی اور اسی وجہ سے یہ شہر اپنے مذہبی تقدس کے لحاظ سے تھانیسر کے بعد دوسرے درجے پر شمار ہوتا ہے۔ اس جنگ میں برصغیر کے تمام راجاؤں کے علاوہ ہندو دھرم کے تمام رشیوں اور دیوتاؤں نے بھی شرکت کی تھی۔ اسی جنگ میں ہندوؤں کے سب سے بڑے اوتار سری کرشن جی نے ارجن کو جو تلقین کی تھی اسی کو بھگوت گیتا کہتے ہیں جو ہندو دھرم کی سب سے زیادہ مقدس کتاب ہے۔ کرشن جی کا پڑاؤ کورکیشتر میں اس مقام پر تھا جہاں اب سیناہیت تالاب واقع ہے۔ سیناہیت کے معنی ''مقتل سپاہ'' کے ہیں۔ کہتے ہیں کہ یہ تالاب انسانوں کے خون سے لبالب بھر گیا تھا۔ یہ فوجی اجتماع اڑتالیس کوس کے طول و عرض میں تھا اور کیتھل چونکہ تھانیسر سے جانب جنوب مغرب قریباً بیس بائیس کوس پر واقع ہے اس لئے یہ بھی اس رقبہ میں شامل تھا۔ چنانچہ اس جنگ میں شریک ہونے والے رشیوں اور دیوتاؤں کی یادگار کے طور پر اس مہابھارتی علاقہ میں جو ایک سو چونسٹھ تیرتھ ہیں ان کی غالب تر

Marfat.com

تعداد خاص شہر کیتھل اور اس کے گردونواح میں واقع ہے۔ یہ تیرتھ ہندو دھرم میں نہایت مقدس ومتبرک سمجھے جاتے ہیں۔

ہندوؤں میں یہ عام دستور ہے کہ برصغیر کے جس حصہ میں کوئی ہندو مرتا ہے تو اس کے جسم کی راکھ کو لے جاکر دریائے گنگا میں بہایا جاتا ہے کہ ان کے اعتقاد کے بموجب جب تک مردے کے پھول دریائے گنگا میں نہ بہائے جائیں اس وقت تک اس کی مکتی یعنی نجات نہیں ہوتی مگر مذکورۃ بالا اڑتالیس کوس کے مہابھارتی رقبہ میں جس کو مہا بھارت بھومی کہتے ہیں۔ جو بھی ہندو مرتا ہے اس کی نجات وہیں ہو جاتی ہے اور اس کے مردہ جسم کی راکھ کو دریائے گنگا میں بہانے کی ضرورت نہیں رہتی۔

مہابھارت سے پہلے رامائن کا زمانہ آتا ہے جس کو ہندو مذہب میں بہت شہرت حاصل ہے۔ اس واقعہ کے ہیرو شری رام چندر جی ہیں جن کی لڑائی راون والئی لنکا سے ہوئی تھی اس واقعہ کی یاد ''رام لیلا'' کے نام سے ہندوستان بھر میں ہر سال دوسہرہ تہوار کے عشرۃ اول میں بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ اس واقعہ کے وقت شہر کیتھل آباد تھا۔ اور اپنی مذہبی خصوصیت کا بدستور حامل تھا۔

ہندو روایات کے مطابق رامائن کے قصہ کا ایک مشہور کردار ہنومان بھی ہے یہ کیتھل ہی میں پیدا ہوا تھا اس کی ماں کا نام آنجنی تھا چنانچہ بدکیار تالاب کے کنارے پکے پل سے متصل موجودہ شہری آبادی سے ایک فرلانگ کے فاصلے پر جانب مشرق انجنی ٹیلہ مشہور ومعروف ہے جو اس کے مکان کا کھنڈر بیان کیا جاتا ہے اس ٹیلہ سے متعلق بیر کا ایک باغ بھی ہے جو ایک بنیئے کے قبضۂ ملکیت میں ہے اس نے انجنی کے یادگار ٹیلہ کو ۱۹۴۰ء کے لگ بھگ ہموار کروادیا تھا۔ بہرکیف یہ مقام مشہور اب بھی انجنی

Marfat.com

کے ٹیلہ ہی کے نام سے ہے۔ شہر کے عین وسط میں ہنومان کا مندر بھی ہے جو محلّہ حضرت شاہ ولایت میں مسجد حضرت شاہ ولایت کی پشت سے ملا ہوا ہے۔ اس مندر کی جائے وقوع سرتاسر مسلمانوں کی آبادی میں تھی۔

کہتے ہیں۔ ہنومان ایک نہایت قوی ہیکل دم دار انسان تھا، جس کی شکل وشمائل بالکل بندر سے مشابہ تھی اور یا پھر وہ درحقیقت ایک بڑا قوی ہیکل بندر ہی ہو؟ جس کو کسی ہنرمند نے سدھار کر انسان کی زبان سمجھنا اور شاید کچھ خود بھی بولنا سکھا دیا تھا۔ ہندوؤں کا عقیدہ یہی ہے کہ وہ بندر ہی تھا اور بندر کی موجودہ نسل اسی سے ہے۔

کیتھل میں اب بھی بندر بے شمار پائے جاتے ہیں۔ اتنے بندر میں نے ہردوار کے علاوہ اور کسی مقام پر نہیں دیکھے ان بندروں کے مسکن شہر کے تالابوں اور تیرتھوں کے گھاٹ۔ مندر اور شوالے ہیں۔ ہندو لوگ ہنومان کی نسبت سے اس حیوان کو متبرک خیال کرتے ہیں۔ کیتھل کے تالابوں پر جو سب کے سب تیرتھ ہیں جب وہ لوگ اشنان کرنے جاتے ہیں تو مرد وعورت وہاں روٹیاں دانے اور مٹھائیاں وغیرہ پھینکتے ہیں، جن کو بندر فوج در فوج پہنچ کر چشم زدن میں چٹ کر جاتے ہیں۔ بسا اوقات بندروں کی فوج شہری آبادی پر بھی یورش کرتی ہے اور گھروں میں سے گوشت کے علاوہ ہر قسم کی کھانے پینے کی چیزیں زبردستی اٹھا لے جاتی ہے۔ اگر اسکا مقابلہ سختی سے نہ کیا جائے تو تاخت وتاراج کا ہنگامہ بھی برپا کرتی ہے۔ میں نے کئی ایسے سرکش بندروں کو بندوق سے ہلاک کیا جو زبردستی مکان میں داخل ہو کر اشیائے خوردنی لے جانے کے علاوہ مستورات اور بچوں پر بھی حملہ آور ہوتے تھے۔

قبل اس کے کہ کیتھل کی پرانی تاریخی عظمت کا بیان شروع کروں۔ ایک

Marfat.com

دلچسپ واقعہ اور بھی بیان کرتا چلوں جو اس علاقہ سے متعلق ہے۔ کیتھل میں ایک نوجوان سب ڈویژنل مجسٹریٹ جے۔ ایم شری نگیش آئی۔ سی ایس تعینات تھا۔ ایک مرتبہ وہ اور میں بغرض شکار کیتھل سے پانچ میل جانب غرب پولٹر کے جنگل میں پہونچے۔ وہاں دریائے سرسوتی کے کنارے ایک بڑا عظیم ٹیلہ تھا جو پولٹر کا تہہ کہلاتا تھا۔ زبان سنسکرت یا ہندی میں لفظ ''تھے'' منہدمہ عمارات کے ٹیلہ کو کہتے ہیں۔ ہم اس ٹیلہ پر کھڑے ہر چہار طرف کے دلفریب منظر کو دیکھ رہے تھے۔ ڈھاک اور پھنی گھاس کا بے پایاں جنگل سمندر کی مانند ہماری آنکھوں کے سامنے لہرا رہا تھا۔ وہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر کیتھل شہر کی سمت میں سیون گاؤں اونچائی پر کھڑا دکھائی دے رہا تھا۔ یہ موضع نام کو تو موضع تھا لیکن درحقیقت اپنی چھ سات ہزار کی آبادی کے باعث قصبہ کہلانے کا مستحق تھا۔ جس میں غالب تر تعداد مسلمان راجپوتوں کی تھی۔ جو سب ہی بڑے با اثر زمیندار تھے۔

نگیش نے مجھ سے اس مقام کے تاریخی حالات کے متعلق استفسار کیا۔ میں نے بتایا کہ جس ٹیلہ پر ہم اس وقت کھڑے ہیں یہ کسی وقت ایسا عظیم الشان شہر تھا کہ اس کی آبادی بارہ کوس میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس آبادی کا سلسلہ موجودہ قصبہ پیوہ تک پھیلا ہوا تھا۔ جو تھانسیر سے جانب غرب اب دس بارہ میل واقع ہے۔ یہاں کے علاقہ میں یہ روایت عام مشہور ہے کہ دو بھائی کاروبار تجارت کی غرض سے بہ اوقات مختلف اس شہر میں وارد ہوئے اور سالہا سال تک یہاں رہنے کے بعد جب اپنے وطن کو واپس پلٹے تو معلوم ہوا کہ وہ ایک طویل مدت تک ایک ہی شہر میں سکونت پذیر رہنے کے باوجود ایک دوسرے کی موجودگی سے بے خبر رہے۔ اب یہ شہر کھنڈرات کا

Marfat.com

ایک سلسلہ ہے جو دریائے سرسوتی کے کنارے کنارے بہت دور تک چلا گیا ہے۔ ایک مرتبہ حکومت انگریزی نے اس کی کھدائی کی تھی کافی گہرائی میں جا کر مکانوں اور گلیوں کے نشانات نکلے تھے اور بہت سے تانبے کے سکے بھی برآمد ہوئے تھے۔ مگر وہ کام غالباً اس وجہ سے بند کر دیا گیا کہ مزید تاریخی نوادر کے انکشافات کی کوئی توقع نظر نہ آئی۔

اس بیان کے بعد موضع سیون کے متعلق میں نے بتایا۔ کہ یہ کبھی بہت گھنا جنگل تھا۔ جو دریائے سرسوتی کے کنارے، کنارے بہت دور تک پھیلا ہوا تھا اور اس کو ''سیت بن'' یعنی ٹھنڈا جنگل کہتے تھے۔ چنانچہ یہ موضع اس پرانے ''سیت بن'' نام کی نسبت سے اب سیون کہلانے لگا۔

جب میں خاموش ہوا تو نگیش بولا۔ تمہارا یہ بیان بالکل صحیح ہے شاستروں میں اسی طرح لکھا ہے اور میں تمہاری معلومات میں اتنا اضافہ اور کرتا ہوں کہ راون کا باپ اسی شہر میں رہتا تھا اور یہ ''سیت بن'' اس کا رمنا تھا۔

کیتھل شہر کے مندروں شوالوں اور تیرتھوں گھاٹوں کی عظیم الشان تعمیرات ظاہر کرتی ہیں کہ یہ خطہ قدیم ہندو تہذیب اور تمدن کا گہوارہ تھا۔ یہاں بڑے بڑے دودان پنڈت ہو گذرے ہیں۔ انیسویں صدی میں دو پنڈت تھے بولچند اور بلاتی رام جو اپنی شاستری علمیت اور جوتش و نجوم میں مہارت کے باعث شہر اور علاقہ میں بہت احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ ارباب سیر و تاریخ کی دلچسپی کے لئے علاقہ تھانیسر (کوروکشیتر) کے تیرتھوں کے حالات جن کی غالب تر تعداد تھانیسر کے علاوہ کیتھل میں واقع ہے، اس تصنیف میں درج ہیں جس کے مصنف سید ریاض حسین

Marfat.com

زیدی تھے۔ موصوف نے یہ حالات اس زمانہ کے ایک مشہور و معروف پنڈت جوتی لال طہان نامی کی مدد سے قلم بند کیے تھے۔ پنڈت جوتی لال اپنے علم و فضل کے باعث جوتشیوں اور برہمنوں میں نہ صرف شہر کیتھل بلکہ دور دور کے علاقہ میں بڑا مشہور تھا اور شاستری علوم پر مکمل دسترس رکھتا تھا۔ ۱۹۲۸ء، ۱۹۲۹ء کا واقعہ ہے کہ کوروکیشتر میں سورج گرہن کا وہ میلہ منعقد ہونے والا تھا جو ہندو روایات کے مطابق سات ہزار برس کے بعد عین انہی تاریخوں میں وقوع پذیر ہوا تھا۔ اس میلہ میں یاتریوں کی تعداد ہندوستان کے طول و عرض سے بیس لاکھ کے لگ بھگ پہنچ گئی تھی۔ اس موقع پر اس وقت شہر کے متعدد ہندو احباب کی فرمائش پر پروفیسر سید سرفراز حسین تسنیم نے ایک رسالہ تصنیف کیا اور اس کو پرکاش سٹیم پریس لاہور سے چھپوا کر ہندو احباب میں تقسیم کیا تھا۔ اس تصنیف کا نام ''رسالہ کلچھتر'' تھا۔ اس رسالہ میں ۱۷۴ تیرتھوں کا حال بڑی تفصیل سے بیان کیا گیا تھا۔ چونکہ عام مسلمان قارئین کو ان تفصیلات سے کوئی دلچسپی نہیں، اس لئے انکو نظر انداز کیا جاتا ہے البتہ شہر کے اردگرد جو تیرتھ اور گھاٹ واقع ھیں ان میں سے کچھ کے نام یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ مثلاً بدھ کیار (بدکدار)، سورج کنڈ، بدھ کنڈ، برسپت کنڈ، دیوی نال، سرپ دیو، پھلگو اور پیہوا۔

ماخذ از ''عہد گل''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مسلمانوں کی آمد کے بعد

داستانِ عہد گل راز نظیریؔ بشنید

بلبلاں آشفتہ تر گفتہ اند ایں افسانہ را

(نظیریؔ)

محمد بن قاسم اور محمود غزنوی کے بعد سلطان شہاب الدین محمد غوری پہلا حملہ آور تھا جس کا مدعا ہندوستان میں مستقل حکومت قائم کرنا تھا۔ اور یہی ہندوستان میں مسلمانوں کی حکومت کا بانی ہوا۔ اس الوالعزم بادشاہ نے حملہ کا جو راستہ اختیار کیا۔ بعد کے حملہ آور بھی تقریباً اسی راستہ سے آتے رہے۔ یعنی پشاور سے اتر کر دین کوٹ۔ بھیرہ۔ بٹھنڈہ اور سرسوتی کو عبور کر کے سامانہ آتے تھے۔ پھر سامانہ سے کوچ کر کے کیتھل سے گزرتے ہوئے پانی پت کی راہ دہلی پہنچتے تھے۔ خاندان غلامان کی تیسری فرمانروا سلطانہ رضیہ بھی باغی امیروں سے لڑنے کے لئے بٹھنڈہ سے چل کر کیتھل ہی آئی اور یہیں خوں ریز جنگ کے بعد ماری گئی۔ زاں بعد ۱۳۳۸ء میں امیر تیمور بھی کیتھل ہی سے گذرا۔ چنانچہ کیتھل کا ذکر کرتے ہوئے اپنی تزک میں خود لکھتا ہے۔

”کافراں و بیدیناں راہ فرار گرفتہ شہر را ویران ساختند“

یعنی کافر اور بے دین لوگ خوفزدہ ہو کر شہر چھوڑ کر ادھر ادھر بھاگ نکلے اور شہر کو سنسان حالت میں چھوڑ گئے۔ کوئی پوچھے مرزا جی۔ بے چارے کافراں و بیدیناں، اگر بھاگ نہ جاتے تو اور کیا کرتے۔ آپ کی تیغ ناز سے کبھی کسی کو امان ملی ہے جو انہیں ملنے کی امید ہوتی۔

Marfat.com

کچھ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ روزازل ہی سے کیتھل، تھانیسر ۔ کرنال اور پانی پت کی سرزمین کی قسمت میں یہ لکھدیا گیا تھا کہ ہندوستان کی قسمت کے فیصلے یہیں ہوا کریں گے ۔ اس تمام علاقہ کے چپہ چپہ پر تاریخی مہریں ثبت ہیں اور خونیں افسانوں کی داستانیں یہاں کی خاک کے ذرہ ذرہ پر لکھی ہوئی ہیں ۔

سلطان شہاب الدین محمود غوری کا پہلا حملہ ۱۱۹۱ء اور دوسرا ۱۱۹۳ء میں ہوا۔ میرے مقصد کا تعلق صرف ۱۱۹۳ء کی جنگ تراوڑی سے ہے ۔ ''تراوڑی کا گھاٹ'' آج تک زبان زدِ خاص وعام ہے کہ اس جنگ کے بعد مسلمانوں کا سیاسی غلبہ دہلی اور اجمیر وغیرہ کے علاقوں میں ہو جانے کے ساتھ ہی ہندوؤں کے اس عظیم و مقدس شہر کیتھل میں مسلمان داخل ہوئے ۔ اور پھر بعد کو بزرگانِ دین اور اولیاء اللہ کے قدوم کی برکت سے مسلمانوں کے لئے بھی متبرک بن گیا اور ''کیتھل شریف'' کہلانے لگا۔

خطہ کیتھل شاہان تغلق اور پھر لودھی خاندان کے حکمرانوں کے عہد تک صوبہ سامانہ کے ماتحت تھا۔ مغلوں کے زمانہ میں سرہند سے متعلق ہوگیا تھا عہد شاہجہانی اور اس کے بعد کے شاہی فرامین کے علاوہ خطہ کیتھل صوبہ سرہند اور دارالخلافہ شاہجہان آباد کی عبارت اور دیگر قسم کی دستاویزات میں یہی کچھ لکھا ہوتا تھا ۔ خاندان کمالیہ قادریہ کے بزرگوں کے نام جو جاگیروں کے فرامین جاری ہوئے میں نے خود ملاحظہ کئے ہیں ۔ اورنگ زیب کے بعد سلطنت مغلیہ زوال پذیر ہوگئی شاہ عالم بادشاہ کے عہد حکومت میں سلطنت کا انتظام ایسا درہم برہم ہوا کہ ۔ ۔ ۔ بادشاہی شاہ عالم از دہلی تا پالم کی مثل ہر کہنے والے کی زبان پر تھی ۔ چنانچہ کیتھل میں دیگر خودمختار ریاستوں کی

Marfat.com

طرح ایک چھوٹی سی ریاست پٹھانوں نے قائم کر لی تھی باوجود خود مختار ہونے کے پھر بھی دہلی کا دباؤ اس قدر تھا کہ خود مختاری کے باوجود سالانہ خراج خزانہ شاہی میں داخل کیا جاتا تھا۔ اس ریاست کے حکمران اچھے نہ تھے۔ آخری حکمران کے ظلم واستبداد سے تنگ آ کر شہر کے سربر آوردہ اصحاب نے مل کر بھائی دیسو سنگھ کو ریاست پر قبضہ کرنے کی دعوت دی۔ دیسو سنگھ سکھ قوم کا ایک فرد تھا۔ جس کا لقب یا گوت بھائی تھا۔ اس نے دعوت کو فالِ نیک سمجھا اپنی بھاری جمعیت کے ہمراہ نقارے بجاتا ہوا اچانک شہر میں داخل ہوا کیونکہ اس کی آمد بالکل غیر متوقع تھی اس لئے پٹھان عیاش حکمران کی جانب سے کسی مقابلہ کی نوبت نہ آئی۔ شہر پر قبضہ ہو گیا۔ دیسو سنگھ کو مذہبی نقطہ نظر سے دیگر عام سکھوں پر برتری حاصل تھی ریاست پٹیالہ اور دیگر ریاست ہائے پھلکیاں کے سکھ حکمران کیتھل کی گدی کا احترام کرتے اور اس کو گوروکی گدی کہتے تھے۔ تخت دہلی کو یہ خراج ادا کرتے تھے اور مغلوں سے وفاداری کا اقرار کرتے ہوئے دہلی کا باج گذار رہنا قبول کرتے تھے۔ راجہ دیسو سنگھ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام لال سنگھ اور چھوٹے کا نام اودے سنگھ تھا۔ انہی پر ریاست کا خاتمہ ہوا۔ لال سنگھ کے بعد اودے سنگھ گدی نشین ہوا۔ یہ اخلاق و عادات میں اپنے بھائی سے سراسر برعکس تھا۔ انتہائی مغرور نہایت ضدی اور متعصب واقع ہوا تھا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اس کی مجلس میں حضرت مخدوم سید امان شہیدؒ معروف بہ پیر مخدوم کے کشف و کرامات کے باب میں کوئی گفتگو ہوئی۔ چونکہ اس کو چڑھی ہوئی تھی بگڑ گیا۔ فوراً سواری طلب کی کہ جا کر ان کے مزار مبارک کی بے حرمتی کرے درباریوں نے منع کیا مگر نہ مانا حضرت مخدومؒ صاحب کی تربت پر بیٹھ کر غسل کرنے لگا۔ اس بے ادبی کی سزا اس کو فوراً یہ ملی

Marfat.com

کہ غسل سے فارغ ہو کر اٹھنا چاہا تو نہ اٹھ سکا۔ اور نیچے کا آدھا دھڑ ہمیشہ کے لئے بیکار ہو گیا۔ اس واقعہ گستاخی کے بعد بارہ سال زندہ رہا۔ اور یہ تمام زمانہ چارپائی ہی پر بسر ہوا۔ اس کی تفصیل آپ کو حضرت مخدوم سید امان شہیدؒ کے حالات میں ملے گی۔ راجہ مذکور اودے سنگھ ۱۸۴۳ء لاولد مر گیا۔ اس وقت مشرقی پنجاب کے اضلاع حکومت انگریزی کی عمل داری میں آ چکے تھے۔ راجہ کی وفات کی خبر پا کر حکومت نے میجر کرسٹ کو قبضہ کے لئے فوج دے کر بھیجا راجہ کی ماں اور رانیوں نے قبضہ دینے سے انکار کیا ایک زبردست لڑائی کے بعد میجر کرسٹ ہیڈ لے نے کرنل کلارک کی مدد سے شہر پر قبضہ کر لیا اس طرح یہ انگریزوں کی عمل داری میں آ گیا۔

۱۸۴۹ء میں انگریزوں نے سکھوں سے جنگ لڑ کر کیتھل کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔

ماخذ کتاب ''عہد گل''

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کیتھل اور اس کی روحانی فضا.......

1930ء میں ایک اہل دل صاحب حال بزرگ حضرت سعد اللہ خان رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ سراجیہ کندیاں سے کیتھل تشریف اسٹیشن پر قدم رکھتے ہی فرمانے لگے ''سبحان اللہ! کیتھل کی فضا انوارِ قادریہ سے بھرپور نظر آتی ہے''۔

میرے نامور بزرگوں کا مدفن اور میرا سابقہ وطن کیتھل اب بھارت میں ہے اور اتنی دور ہے۔ کہ اب وہاں تک رسائی مشکل ہے۔ اس شہر کا خیال آتے ہی مسرت و الم کی ایک لہر رگ و پے میں دوڑ جاتی ہے۔ ۱۹۴۷ء تک اسکی آبادی 40,50 ہزار نفوس پر مشتمل تھی۔ آدھے میں مسلمان تھے۔ اور آدھے میں ہندو۔ گنگا جمنی تہذیب کے حامل باشندے ایک دوسرے کے ساتھ اتفاق و اتحاد سے رہتے تھے یہاں سے جو ریلوے لائن گزرتی تھی وہ دو اسٹیشنوں کو ملاتی تھی۔ مغرب میں نروانہ جنکشن تھا۔ جہاں سے لاہور والی ریلوے لائن گزرتی تھی۔ مشرق میں کوروکشیتر جنکشن تھا۔ جہاں کالکا ریلوے لائن گزرتی تھی۔ علاقہ تمام بارانی تھا۔ لیکن تھا بہت زرخیز جب ساون بھادوں میں بارشیں ہوتی تھیں۔ تو زمین سونا اگلنے لگتی تھی۔ ہر طرف جنگل تھا۔ ہمہ قسم کے جانور پائے جاتے تھے۔ کیتھل تحصیل تھی اور ضلع کرنال میں واقع تھی۔ مندروں، تالابوں، گنبدوں، خانقاہوں، کلیساؤں اور مزاروں کا یہ شہر بہت قدیم تھا۔ سنا ہے کہ یہ گوتم بدھ سے بھی پہلے کا بسا ہوا تھا۔ نہیں معلوم یہ شہر کتنے ہزار سال کی داستان اپنے سینے میں چھپائے ہوئے ہے۔ اس نے بے شمار انقلاب دیکھے۔ کئی بار حملہ آوروں کی تگ و تاز نے اسے خون میں نہلایا۔ امیر تیمور کی شمشیر بے محابا نے یہاں قتل

Marfat.com

وغارت کیا۔ بندہ بے راگی نے اسے اپنی ستم رانیوں کا تختہ مشق بنایا۔ حکومتوں کے انقلاب کئی بار آئے۔ مغل حکومت کے کمزور ہوتے ہی پٹھانوں اور سکھوں نے یہاں راج کئے۔ انگریز آئے اور انہوں نے اپنی بساط حکومت جمائی۔ لیکن ہر چیز کو فنا ہے۔ بقا ہے تو اسی ایک ذات باری تعالیٰ کو۔ 1947ء میں انگریز بھی یہاں سے رخصت ہوئے۔ یہ سب کچھ ہوا لیکن اس شہر کی عظمت واستقامت میں کوئی فرق نہ آیا اس نے ہر انقلاب کا ایک مسکراہٹ کے ساتھ استقبال کیا۔ اور ہر انقلاب کے بعد اپنے آپ کو بحال کیا۔ اور سب سے اہم اس شہر کی یہ خصوصیت تھی کہ یہاں گلی گلی کوچہ چپہ چپہ بزرگان دین کے مزارات تھے۔ مختلف ہندو مسلم محلوں میں سینکڑوں مزارات شہیدوں کے ملتے ہیں۔ جن کے متعلق کچھ معلوم نہیں کہ یہ کون بزرگ ہیں اور کہاں سے آئے تھے؟ اور انکے اصل نام کیا تھے، جن کے انفاس قدسیہ سے یہاں کی فضا مہکی مہکی تھی۔ یہ ان شہیدان وفا کے مزارات تھے۔ جنہوں نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے اپنا وطن چھوڑا اور جذبہ شہادت سے معمور یہاں آئے۔ جنگیں لڑیں اور رتبہ شہادت پر سرفراز ہوئے۔ ان میں بہلیم بخت بالا شہید، خواجہ علی شہیدؒ اور ترکستان کے سید کمال ترمذی شہیدؒ کے نام قابل ذکر ہیں۔ کیتھل اس شاہراہ پر واقع تھا۔ جس پر سے شمال کی طرف سے آنے والے حملہ آواروں کا رخ دہلی کی طرف ہوتا تھا۔ قدم قدم پر ہندو آبادی مزاحم ہوتی تھی۔ لیکن مجاہدین کے عزم میں کوئی فرق نہیں آتا تھا۔ جانیں قربان کرتے تھے۔ اور حیات جاوید پاتے تھے۔

بنا کردند خوش رسمے بخاک وخون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

Marfat.com

بعض بزرگان دین نے اپنے روحانی کمالات اور انوار تجلیات سے اس شہر کی فضا کو منور کیا۔ اور بعض نے اپنے خون سے یہاں کی تاریخ لکھی۔ آج کی صحبت میں ہم کیتھل کی اس خصوصیت کی یاد تازہ کرتے ہیں۔ ایک قدیم شاعر نے کیتھل کے متعلق ایک نظم لکھی ہے۔ اس کا مطلع قابل داد ہے۔

در جہاں شہرے ندیدم ہمچو کیتھل خوش مقام
زانکہ آسودند دروے اولیاء صاحب کرام

وسط شہر میں خواجہ عبدالرشید شاہ ولایتؒ کا مزار ہے۔ یہ مزار اور اس کے ساتھ ملحقہ مسجد فاتح غزنی علاؤ الدین جہاں سوز کی تعمیر کردہ ہے۔ داخلہ کا دروازہ اور مسجد کے گنبد بڑے عظیم تھے۔ جنہیں دیکھ کر دل حیرت سے مرعوب ہو جاتا تھا۔ کیتھل کے مغرب میں تین میل دور پیر مخدوم صاحبؒ کا مزار تھا۔ ان کا اصل نام مخدوم امان اللہ تھا۔ یہ امام حسنؓ کی آل سے تھے۔ چھٹی صدی ہجری میں خراسان سے تشریف لائے تھے۔ یہاں کسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ ان کے مزار کا گنبد نہیں تھا۔ ساون کے مہینے میں ہر جمعہ کو ان کا میلہ لگتا تھا۔ چنے کی دال کی کھچڑی پر ان کا ختم آتا تھا۔ صبح سے لوگ جانا شروع ہوتے تھے۔ کھچڑی کی دیگیں پکتی تھیں، دوکانیں لگتی تھیں۔ جنگل میں منگل کا سماں نظر آنے لگتا تھا۔ شام کو سب کچھ پھر وہی سکوت اور سناٹا جو اس مزار کی خصوصیت تھا۔ کیتھل کے باشندے بڑے خوش مزاج اور خوش خصال تھے وہ منافقت کی دیوانگی اور سیاست کی پیچیدگی سے نا آشنا تھے۔ بات کے سچے اور قول کے پکے تھے وفا شعار اور وفادار تھے۔ جس کے ہو رہے بس اس کے ہو رہے۔ میلوں ٹھیلوں کے شوقین تھے۔ چنانچہ مخدوم صاحب کے مزار پر ساون کے چار جمعہ خوب مجمع ہوتا تھا۔

Marfat.com

اور ہر چھوٹا بڑا اس میں شامل ہوتا تھا۔

یہی حال ساون کی ہر جمعرات کو حضرت شاہ کمالؒ کی درگاہ پر ہوا کرتا تھا۔ اور دلیہ پران کا ختم آتا تھا۔

یوں تو کیتھل کی سرزمین مزارات سے پر تھی۔ لیکن جو عظمت اور شہرت کبیر ملک العشاق، حضرت شاہ کمال قادری اور ان کے نامور پوتے حضرت شاہ عبداللہ سکندر روسؒ محبوب الٰہیؒ کے حصہ میں آئی۔ وہ اور کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ یہ دونوں مزارات اپنے محلِ وقوع اور تاریخی پس منظر کی روشنی میں بے عدیل اور بے نظیر تھے۔

کیتھل کے نواح میں یوں تو بہت سے تالاب تھے۔ لیکن مشرق کی جانب جو تالاب تھا۔ وہ کسی جھیل سے کم نہ تھا۔ اسی تالاب بدھ کیار کے مشرقی کنارے پر ان دونوں شہ سواران عرصہ طریقت اور نواحانِ بحرِ حقیقت کے مزارات تھے۔ ان کے گرد بہت بڑی چاردیواری تھی۔ جو آٹھ، دس ایکڑ پر محیط تھی۔ نواح میں کوئی آبادی نہ تھی۔ مزارات کو دیکھ کر یوں معلوم ہوتا تھا کہ جیسے کسی عالی وقار شہنشاہ کے مقصور و محلات ہیں کہ جن کے سایہ میں سائل آ کر چند لمحے تو ٹھہر سکتے ہیں۔ لیکن مستقل قیام نہیں کر سکتے۔ شام کے وقت یہ تاثر اور بھی گہرا ہوا جاتا تھا۔ جب روضہ مبارک کے صحن میں کھڑے ہو کر جانب مغرب نظر اٹھتی تھی تو انسان کیف و مستی وہ سرور کی ناقابل بیان کیفیت میں کھو جاتا تھا۔ سامنے حد نظر تک کنول کے پھولوں نے اپنی بساط پھیلائی ہوتی تھی۔ مزارات کے احاطہ میں بہت سے درخت تھے۔ جن میں سے بعض کمیاب تھے اور املی کے درخت صرف اسی احاطہ میں تھے۔

کہا جاتا ہے کہ بابر بادشاہ نے ہمایوں کے لئے یہ باغ تیار کیا تھا۔ سکوت

Marfat.com

شام میں زائر جب قدم یہاں رکھتا تھا۔ تو ان مزارات اور ان میں آسودہ بزرگوں کی عظمت وجلال سے مرعوب ہو جاتا تھا یہ دونوں وہ حضرات تھے کہ جنہوں نے اکبری دور کی بے دینی اور بے راہ روی کو ابتداء ہی میں محسوس کرلیا تھا اور اس کے انسداد کے لئے ایسے لوگوں کو تیار کیا تھا اور ان کی ایسی تربیت کی تھی کہ وہ بے خطر اس دور کی گمراہیوں سے ٹکرا گئے۔ یہ انہی حضرات کے فیوض و برکات کا اثر تھا۔ کہ عہد جہانگیری ہی میں وہ تمام اثرات محو ہو گئے کہ جنہوں نے دین دار طبقہ کے لوگوں کو مضطرب کر رکھا تھا۔ سلسلہ قادریہ کے یہ چشم و چراغ ایک منبع نور تھے۔ کہ جنہوں نے ان تاریکیوں کو شکست دی۔ جو مسلم ہندوستان پر مسلط ہو چکی تھیں۔

ہدایت کے یہ آفتاب اس وقت چمکے جبکہ یہاں ہر طرف اندھیرا تھا۔ سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کے بعد سلسلۂ قادریہ میں اعلیٰ حضرت شاہ کمالؒ سے بڑا اور کوئی بزرگ نہیں ہوا۔ اور شاہ سکندر محبوب الٰہیؒ وہ جلیل القدر ہستی تھے۔ کہ شیخ احمد سرہندیؒ کو ان کا قلب آفتاب سے بھی زیادہ منور نظر آتا تھا۔

تقسیم برصغیر کے بعد یہاں کوئی مسلمان نہ رہا۔ مسجدیں اذانوں کو ترس گئیں اور فضائیں "اللہ اکبر" سے محروم ہو گئی۔ لیکن قربان جائیں ان بزرگوں کے روحانی تصرفات کے ان مزارات کی حفاظت کا ذمہ اہل ہنود نے لے لیا۔ اور ایسی حفاظت کی کہ شاید مسلمان بھی نہ کر سکتے تھے۔ ہر سال نہایت شان وشوکت سے عرس منایا جاتا ہے۔ اور دور دور سے خلق خدا بلا امتیاز ہندو مسلمان یہاں آتے ہیں۔ اور ان حضرات کے فیوض و برکات اور روحانی تصرفات سے حظ اٹھاتے ہیں۔ اہل ہنود نے جس طرح ان مزارات کی تزئین و آرائش کی اسے دیکھ کر بے ساختہ کہنا پڑتا ہے۔

Marfat.com

پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

عشق الٰہی میں سرشاران بزرگوں کی یہ کرامت ہے۔ کہ غیر مسلموں سے اپنی عظمت کا خراج حاصل کیا۔ اور بزرگی کا لوہا منوایا۔ یہی ان حضرات کی حیات جاوید کا ثبوت ہے۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق

ثبت است بر جریدہ عالم دوام ما

کیتھل کی روح پرور فضا کے تذکرہ میں ایک مجلس کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ یہ مجلس حضرت قبلہؒ سید علی احمد شاہؒ صاحب کے وجود سے مزین تھی۔ یہ آپ ہی کی ذات گرامی تھی۔ جس نے سلسلہؒ قادریہ کو از سرنو فروغ عطا کیا۔ آپکی مجلس کیا تھی بحر فیوض و برکات تھی۔ جس سے ہر امیر و غریب، شاہ و گدا، پیر و جواں، مسلم اور غیر مسلم استفادہ کرتا تھا۔ آپ کے دربار میں صبح سے شام تک اژدہام رہتا تھا۔ دور دور سے تشنگانِ ہدایت آتے اور سیراب ہو کر جاتے تھے۔ آپ صاحب وقار، صابر و شاکر، متحمل و بردبار، پیکر شفقت اور مجسم رحمت تھے۔ آپکے متبسم چہرہ کی زیارت ہی درد مندوں کے درد کا مداوا تھی۔ غریب آئے یا امیر، حاکم آئے یا محکوم آپ کا سلوک سب سے یکساں تھا۔ آپ کی متانت، اخلاق اور خاموشی بے مثال تھی۔ انکسار کا یہ عالم تھا۔ کہ اگر کوئی ادنیٰ بھی بیٹھتا تو آپ اسے چھوڑ کر نہیں جاتے تھے۔ کیسی ہی ضرورت کیوں نہ ہو آپ نہیں اٹھتے تھے۔ اکثر و بیشتر آپ کی نشست تخت پر ہوا کرتی تھی۔

بقول شبلی

Marfat.com

پیری سے کمر میں ایک ذرا خم
توقیر کی صورت مجسم

تبسم کے سوا آپ بہت کم گفتگو کرتے تھے۔ اور یہی طبع دلنواز تھی۔ جس پر زمانہ فدا تھا۔ استغناء کا یہ عالم تھا۔ کہ ہر قسم کی سختی جھیل لیتے تھے۔ تنگدستی اور فراغت ہر دو حالتوں میں آپکا مزاج یکساں رہا۔

آپ کو حضرت غوث اعظمؒ سے بڑی عقیدت تھی۔ آپ اپنی زندگی میں ہر سال 11 ربیع ثانی کو سیدنا عبدالقادر جیلانیؒ کا عرس منایا کرتے تھے۔ اس عرس اور اس کے مجمع کی کیفیت قابل دید تھی۔ عشاء کی نماز کے بعد سے جلسہ شروع ہوتا تھا۔ اور نماز فجر تک جاری رہتا تھا۔

علماء کرام اور نعت خواں حضرت سیدنا جیلانیؒ کی خدمت میں گلہائے عقیدت پیش کرتے تھے۔ 8,7 ہزار کا مجمع ہوتا تھا۔ یہ مجلس کیتھل میں صبح تک جاری رہتی تھی۔ اور اس میں فیوض و برکات کی وہ بارش ہوتی تھی کہ بیان نہیں کی جاسکتی یہی وہ مجلس تھی کہ جس میں حضرت قبلہ کی کشش غیر مسلم، مسلم سنی وشیعہ اور دیو بندی حضرات کو بلاتخصیص کھینچ لاتی تھی۔ نا صرف باشندگان کیتھل اس مجلس میں جوق در جوق شامل ہوتے تھے۔ بلکہ باہر سے بھی زائرین اس مقدس محفل کی رونق بڑھاتے تھے۔ آپ کی ذات گرامی ایک پیکر نور تھی۔ کہ جس سے تاریکی میں بھٹکے ہوئے انسان صراط مستقیم کا نشان پاتے تھے۔

برصغیر کی تقسیم کے بعد آپ ڈیرہ غازی خان میں منتقل ہو گئے۔ جہاں کیتھل کے بہت سے خاندان آباد تھے۔ فیوض و برکات کا سرچشمہ جو کیتھل میں پیدا ہوا تھا

Marfat.com

یہاں آکر جاری ہوگیا۔ یہاں آنے کے بعد بہت جلد آپکی شہرت دور نزدیک پھیل گئی۔اور خلق خدا اس منبع نور سے استفادہ کرنے لگی جو آتا سیراب ہو جاتا ہے۔اور جو تمنا لے کر حاضر خدمت ہوتا ہے بامراد لوٹتا ہے۔اہل سلسلہ اور اہل اشتیاق کی نگاہیں اب اسی طرف لگی ہوئی ہیں۔اور اسی دیار فیض وکرامت کی جانب دل کھنچے جا رہے ہیں۔ہزار افسوس کہ وہ ماہ علم وعمل 21 دسمبر 1962ء کو ہمیشہ کے لئے غروب ہوگیا۔

تحریر: محمود حسن گیلانی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......تاریخی عمارات

برصغیر کے دیگر قدیم شہروں کی طرح کیتھل میں بھی کئی ایک قابل دید تاریخی عمارات ہیں۔جنہیں وقتاً فوقتاً یہاں کے حکمرانوں اور امراء نے تعمیر کروایا تھا۔ انیسویں صدی میں یہاں کے سکھ حکمران بھائی اودے سنگھ کو عمارات تعمیر کروانے کا بہت شوق تھا اور ہم اسے یہاں کا شاہجہاں کہہ سکے ہیں۔اسکے عہد میں کیتھل کو بہت وسعت اور خوبصورتی نصیب ہوئی اودے سنگھ نے کرنال میں ایک عالیشان محل تعمیر کروایا۔ بدھ کیار پر شہر کو ملانے والا پل بھی اسی کا تعمیر کردہ ہے دریائے سرسوتی پر ایک بند بھی اس نے تعمیر کروایا تھا لیکن یہ بند انگریزوں نے تباہ کر دیا تھا۔

۱۸۶۷ء میں پہلی دفعہ کیتھل میں تیسرے درجے کی میونسپل کمیٹی قائم کی گئی اور ۱۹۰۸ء میں پہلی دفعہ یہاں ایک اسلامیہ سکول و ہندوؤں کیلئے علیحدہ ایک سکول ایک گرلز سکول اور آریہ سماج سکول قائم کئے گئے۔جنہیں حکومت سے امداد ملتی تھی۔ اب یہاں یونیورسٹی کالج بھی کھل گئے ہیں۔

یہاں باجرے، گیہوں، دالوں، چاول، روئی اور گنے کی کاشت خوب ہوتی ہے۔کیتھل شروع ہی سے صنعت و حرفت کا مرکز رہا ہے۔اس امر کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۱۸ء میں یہاں روئی اونٹنے، چاول چھڑنے اور اناج پیسنے کے پانچ کارخانے قائم تھے۔جن میں سے زیادہ تر ہندوؤں کی ملکیت تھے۔اور اب تو روئی کاتنے اور اونٹنے کے کارخانے بکثرت ہیں۔تقسیم برصغیر کے بعد سے اب تک مزید کارخانے کھولے جا چکے ہیں اور اسے ایک صنعتی شہر بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے

Marfat.com

اس شہر کی خوبصورتی میں اضافہ ہو گیا ہے۔

دستکاریوں میں یہاں کے کمبل اور لکڑی کا کام مشہور ہیں۔ گھریلو استعمال کے برتن چارپائیوں کے پائے اور بچوں کے کھلونے بہت خوبصورت بنتے تھے۔ اب ان صنعتوں نے بہت ترقی کر لی ہے۔

تحصیل کیتھل کا رقبہ ایک ہزار دو سو اکیس مربع میل ہے۔ اور ۱۹۵۱ء کی مردم شماری کے اندازے کے مطابق تحصیل کیتھل کی آبادی تین لاکھ اکتالیس ہزار دو صد چھیانوے اور شہر کی آبادی پچیس ہزار سات سو بتیس نفوس پر مشتمل تھی۔

ایک فصیل جو نصف پکی اور نصف کچی ہے، شہر کے مخالف سمت کو گھیرے ہوئے ہے شہر کے آٹھ دروازے ہیں جن میں سے مشرق کی طرف کرنال دروازہ اور شمال کی طرف کیوڑک اور سورج کنڈ دروازے اور مغرب کی طرف قصائی دروازہ قابل ذکر ہے۔

رضیہ سلطانہ کے مزار اور قلعہ کی عمارت کے علاوہ کیتھل کی قدیم عمارتوں میں حسب ذیل عمارتیں قابل ذکر ہیں۔

قلعہ:۔ شہری آبادی کے شرق میں بدھ کیار تالاب کے کنارے واقع ہے۔ اسکی عمارت نے بہت بڑا رقبہ گھیرا ہوا تھا۔ جس کے کھنڈرات موجود ہیں۔ لیکن اس کی پانچ منزلہ عمارت کا ایک عظیم الشان حصہ اب بھی قائم ہے۔ قلعہ سے متصل رانیوں کے نہانے کے لئے نہایت خوبصورت پردہ دار تالاب ہے۔ جو عام طور پر کائی والا کنڈ کہلاتا ہے اس تالاب کے سوتے بدکدار تالاب سے ملتے ہیں۔ تالاب سے متصل و

Marfat.com

ملحق ایک باغ بھی تھا جس کے حوض اور آبشار ابھی تک موجود ہیں۔ آبشاروں سے ملحق ایک کنواں ہے جس کی نال بدکدار تالاب میں اتری ہوئی ہے۔ اس کنوئیں کا پانی شیرینی اور لطافت کے لحاظ سے شہر بھر کے کنوؤں سے افضل ہے۔

قلعہ کے دمدمے اور بروج قریباً سو فٹ بلند فصیل پر بنے ہیں۔ جو اس زمانہ میں دشمن کی دیکھ بھال اور دفاع کے لئے نہایت موزوں ہوں گے۔ تمام عمارت چھوٹی اینٹ کی بنی ہے۔ چھلائی اور سدھائی اس عمدگی سے کی گئی ہے کہ امتداد زمانہ کے باوجود درمیان میں کہیں اتنی بھی درز پیدا نہیں ہوئی جس میں ایک باریک تنکا بھی سما سکے۔ بلند اور ڈھلوان فصیل کے سہارے قلعہ کی سر بفلک منزلوں کو دیکھ کر یہ گمان ہوتا ہے کہ بدکدار کی شادابی سے یہ عمارت خود بخود زمین سے اگ آئی ہے۔

رانیوں کا محل :۔

قلعہ سے ملحق بدکدار کے کنارے نہایت بلند عظیم الشان عمارت ہے جس کا رقبہ ہزار ہا مربع گز ہے۔ بڑے بڑے وسیع و کشادہ صحن در صحن دالان در دالان جا بجا دلکشا شہ نشین اور دلفرب مہتابیاں عظمت و شان کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ بہت سے وسیع تہہ خانے ہیں جن میں سے اکثر کے دروازے اور کھڑکیاں بدکدار کے پانی پر کھلتے ہیں۔ اب ان عمارات کے ایک حصے میں سٹی پولیس کا سٹیشن ہے۔ دوسرے میں خزانہ، تحصیل اور اس کے متعلقات واقع ہیں۔

تیسرے میں حوالات جوڈیشل، چوتھے میں تحصیلدار کی عدالت اور دفتر۔ پانچویں میں نائب تحصیل دار کی عدالت اور دفتر۔ چھٹے میں قانون گو کا دفتر ساتویں میں

Marfat.com

آنریری مجسٹریٹوں کے دفاتر اور عدالتیں۔ آٹھویں میں سب رجسٹرار کا دفتر۔ پھر خاصے وسیع حصے میں جمعدار تحصیل اور چپراسیوں کی رہائش گاہیں۔ بالائی منزلیں تحصیلدار اور نائب تحصیلدار کی اقامت گاہوں کے طور پر استعمال ہوتی ہیں اور پھر زیریں و بالائی منزلوں میں عمارات کا بڑا حصہ اور تہہ خانے وغیرہ غیر مستعمل ہی رہتے ہیں۔ اس عمارت کے زینے اتنے کشادہ ہیں کہ پالکیاں بہ آسانی چڑھ اور اتر سکتی ہیں

کوٹھی :۔

رانیوں کے محل کے بالمقابل بدکدار کے دوسرے کنارے پر مغربی طرز کی چہار منزلہ نہایت عالی شان عمارت واقع ہے۔ آٹھ فٹ بلند کرسی کے نیچے چاروں طرف غلام گردش ہے جس کی چاروں سمتوں میں نہایت خوبصورت نیم دائرہ ہلال نما زینے چڑھتے ہیں۔ ہر زینہ کے ساتھ فراخ برآمدے اور چھوٹے بڑے بیسیوں کمرے ہیں۔ یہی نقشہ تیسری منزل میں ہے۔

اور چوتھی منزل میں صرف ایک وسیع کمرہ ہے جس کے آگے ساری عمارت کی وسیع و فراخ چھت صحن کا کام دیتی ہے۔

رانیوں کے محل کے تہہ خانوں میں سے ایک تہہ خانہ جو اس کوٹھی کے عین سامنے ہے۔ اس کا ایک بہت بڑا دروازہ تیغہ شدہ ہے۔ جو بدکدار کی سطح آب سے قریباً بیس فٹ کی بلندی پر ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ بانی عمارت کا ارادہ رانیوں کے محل کو بذریعہ پل کوٹھی مذکور سے ملا دینے کا تھا۔ لیکن پیام اجل آ پہنچا اور یہ ارادہ تشنہ تکمیل ہی رہ گیا ہے۔

Marfat.com

اب اس کوٹھی کے ایک حصہ میں سب ڈویژنل مجسٹریٹ رہتا ہے۔ دوسرے میں اس کا دفتر اور عدالت ہے۔ بقیہ حصہ عمارت دورہ کرنیوالے بڑے افسران کی عارضی فرودگاہ کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

باؤلی:۔

یہ ایک نہایت عظیم الشان کنواں ہے جس کا قطر قریباً ایک سو فٹ ہے۔ اس کی سطح آب تک پہنچنے کے لئے قریباً تیس چالیس فٹ چوڑا زینہ اترتا ہے۔

اس عمارت کی تین منزلیں ہیں۔ منزل زیرین جو سطح آب سے ملحق ہے۔ اس میں ایک محراب دار دروازہ کنوئیں کے پانی کو سیڑھیوں تک پہنچاتا ہے۔ دروازہ کے دونوں پہلوؤں میں سات سات آٹھ آٹھ فٹ چوڑے اور قریباً دس دس بارہ بارہ فٹ لمبے چبوترے تھے۔ جو پانی کے چڑھ جانے کے باعث ڈوب گئے ہیں۔ دوسری منزل میں ایک بڑا وسیع کمرہ ہے جس کا ایک محراب دار دروازہ کنوئیں میں کھلتا ہے۔

یہ کمرہ بھی پانی چڑھ جانے کے باعث ڈوب چکا ہے۔ تیسری منزل میں پھر ایک کمرہ منزل دوئم کی مانند ہے۔ اس کے بھی دروازہ کے برابر پانی چڑھ آیا تھا۔ اور ممکن ہے کہ گذشتہ بارہ سال کے عرصہ میں اس میں بھی پانی داخل ہوگیا ہو۔

منزل زیریں کے چبوترے اور کمرے کھلے رہتے تھے۔ جن میں گرمی کے دوپہر کے اوقات اکثر خوش باش لوگ گزارا کرتے تھے احباب کی منڈلیاں تاش، چوسر، اور گانے بجانے کے لہو ولعب میں بسر کیا کرتی تھیں۔ یہ عمارت سرکار انگریزی کے عہد میں محکمہ آثار قدیمہ کے تحویل میں آ گئی تھی۔

Marfat.com

شہر پناہ:۔

یہ ایک عظیم پختہ فصیل ہے جو شہر کو گھیرے ہوئے ہے اور محلّہ سادات جو اس فصیل کی تیاری سے قبل ’’باہر کوٹ‘‘ یعنی بیرون از حصار شہر واقع تھا۔آبادی کے بڑھ جانے پر عین وسط شہر میں آ گیا۔

ا: گھاٹی دروازہ:۔

اس دروازے کے باہر سرائے، سکول ریاستی کوٹھی اور بدکدار کے کنارے مندروں، شوالوں اور دیگر عمارات کا سلسلہ دور تک چلا گیا ہے۔

۲: کیوڑک دروازہ:۔

اس دروازہ کے باہر باؤلی، عالی شان تالابوں اور شوالوں کی عمارات ہیں جن کا ذکر آگے آئے گا۔

۳: سورج کنڈ دروازہ:۔

اس دروازہ کے باہر عالی شان تالاب اور تیرتھ ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۴: سیون دروازہ:۔

اس دروازہ کے باہر صرف ایک عیدگاہ کی عمارت قابل ذکر ہے۔

۵: ڈوگروں والا دروازہ:۔

اس دروازہ کے باہر جانب غرب قریباً ایک میل کے فاصلہ پر ایک عظیم

Marfat.com

تاریخی یادگار سلطانہ رضیہ کا مقبرہ ہے۔ مقبرہ محض ایک چبوترے کی شکل میں ہے جس پر دو تعویز ہیں۔ جن میں ایک سلطانہ کا ہے اور دوسرا اس کے شوہر التونیہ کا ہے۔ مقبرہ کے غرب میں اینٹ چونے سے بنی ہوئی مسجد ہے جس کی چاردیواری جو مسجد کے وسیع صحن کو گھیرے ہوئے تھی۔ امتداد زمانہ اور کس مپرسی کے باعث منہدم ہو کر زمین کے ہموار ہو گئی ہے۔ یہی حالت مسجد کے گنبدوں کی ہے کہ ان میں بھی سوراخ ہو گئے ہیں

مقبرہ کے مشرق میں پختہ باغ کے نشانات بھی ہیں، جہاں پختہ کنواں اب تک درست حالت میں موجود ہے۔ افسوس ہے کہ یہ عظیم تاریخی یادگار کس مپرسی روزگار کے ہاتھوں برباد ہو گئی ہے۔ متعدد بار حاکمان شہر و ضلع کو متوجہ کیا گیا کہ وہ اس عمارت کو محکمہ آثار قدیمہ کی تحویل میں لئے جانے کی تحریک کریں۔ لیکن کوئی مفید نتیجہ نہ نکلا۔

اسی دروازہ کے باہر تھوڑے فاصلہ پر سکھوں کا ایک پرانا گوردوارہ بھی ہے۔ جس کو سکھ قوم کے افراد اس وجہ سے نہایت متبرک سمجھتے ہیں کہ یہاں ان کے مشہور گورو گوبند سنگھ تشریف لائے تھے۔ جس نیم کے درخت کے نیچے انہوں نے قیام کیا تھا وہ نیم بھی اب تک موجود ہے۔

نیم کے مذکورہ درخت کے بارے میں ایک حیرت انگیز بات یہ ہے کہ اس کے ایک ٹہنے کے پتے پھیکے ہیں۔ ان میں تلخی نام کو بھی نہیں۔ اور باقی دوسرے ٹہنوں کے پتے حسب معمول تلخ ہیں سکھوں کا کہنا ہے کہ جس ٹہنے کے پتے تلخ نہیں ہیں وہ گرو جی کی برکت کے باعث ہے۔ کیونکہ گرو جی نے اس ٹہنے کے نیچے بسرام کیا تھا۔

Marfat.com

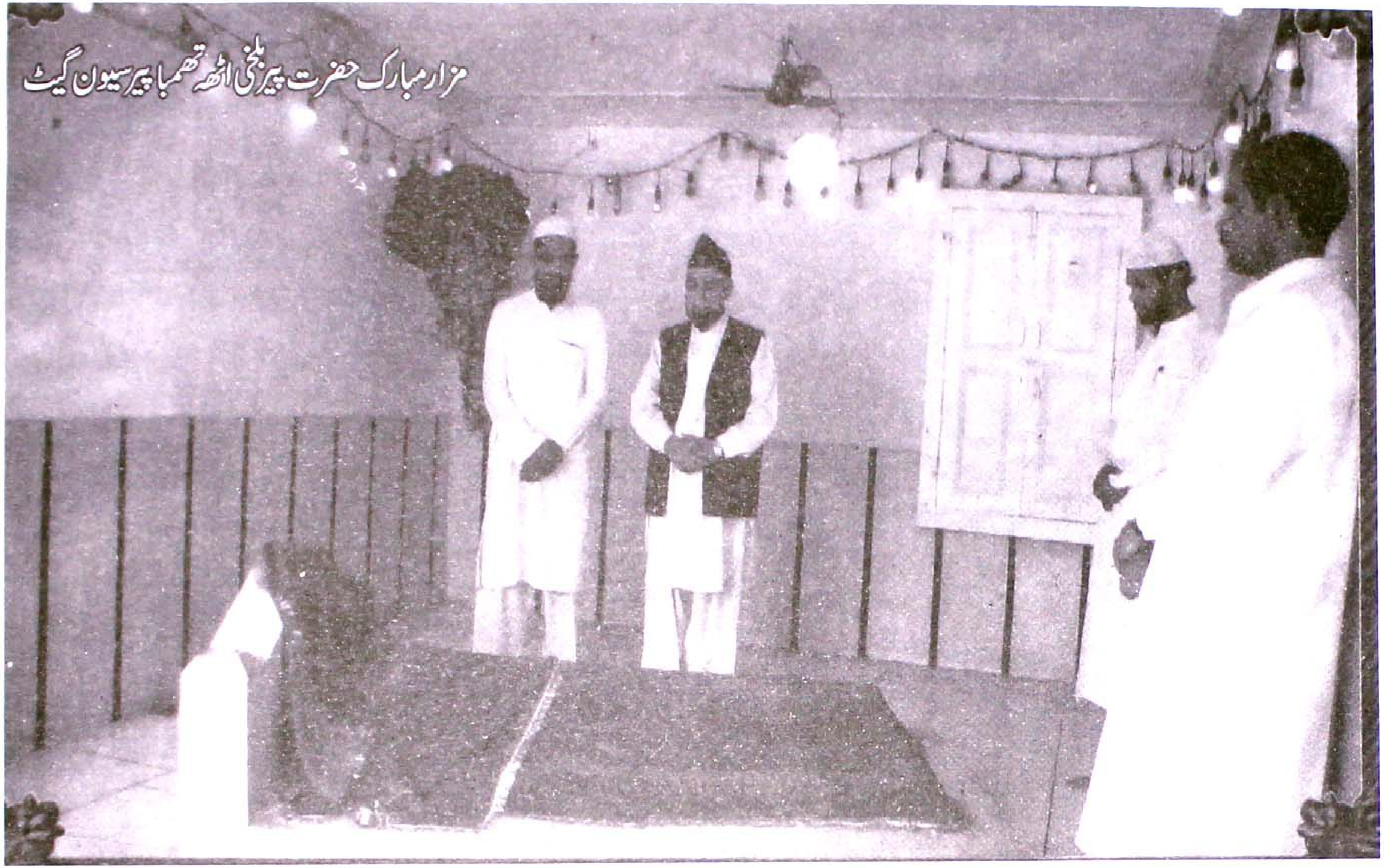

Marfat.com

انجنی کے ٹیلے پر نو تعمیر ایک مندر

Marfat.com

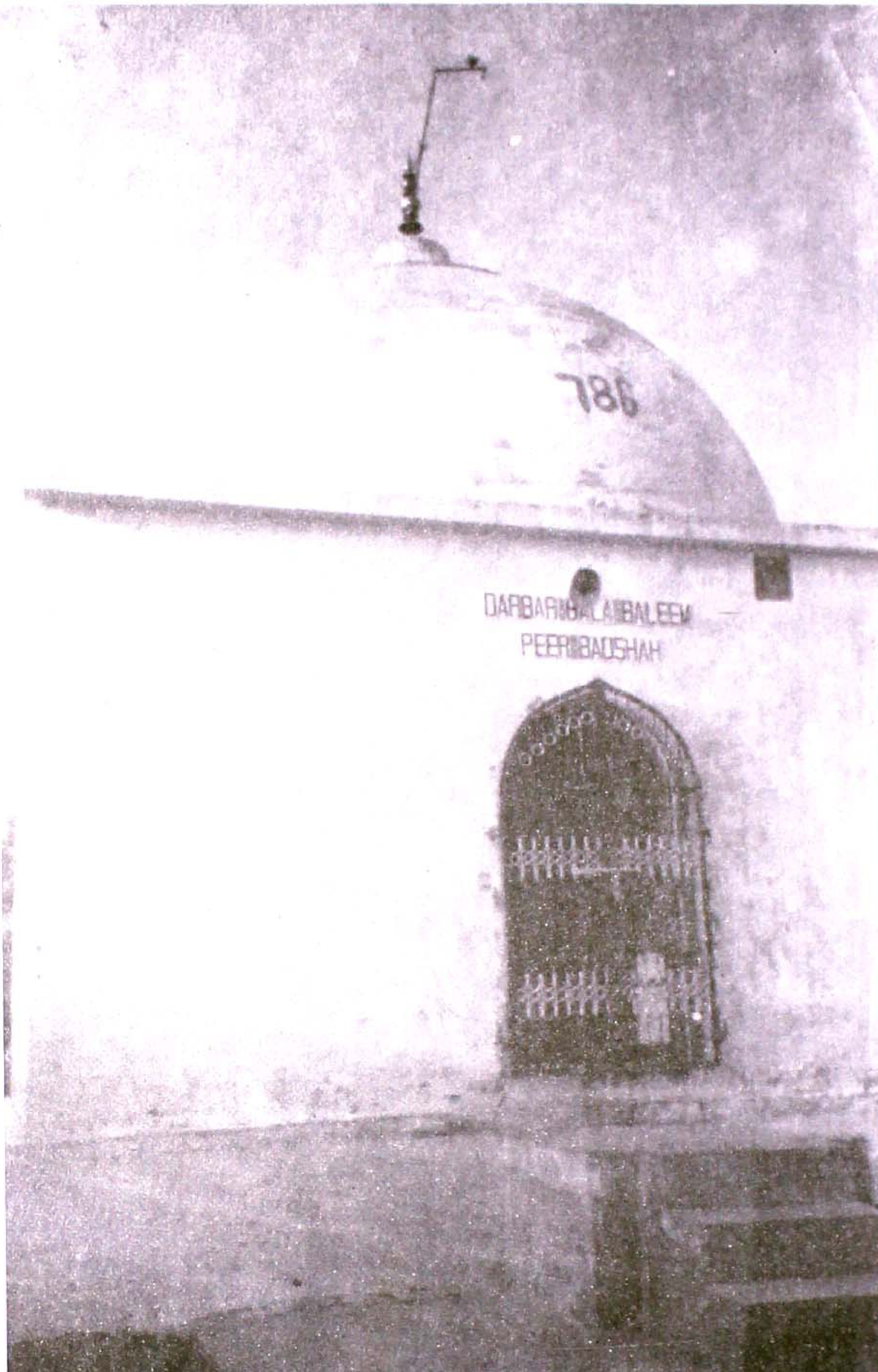

Marfat.com

دیوار بابا سیتل پوری

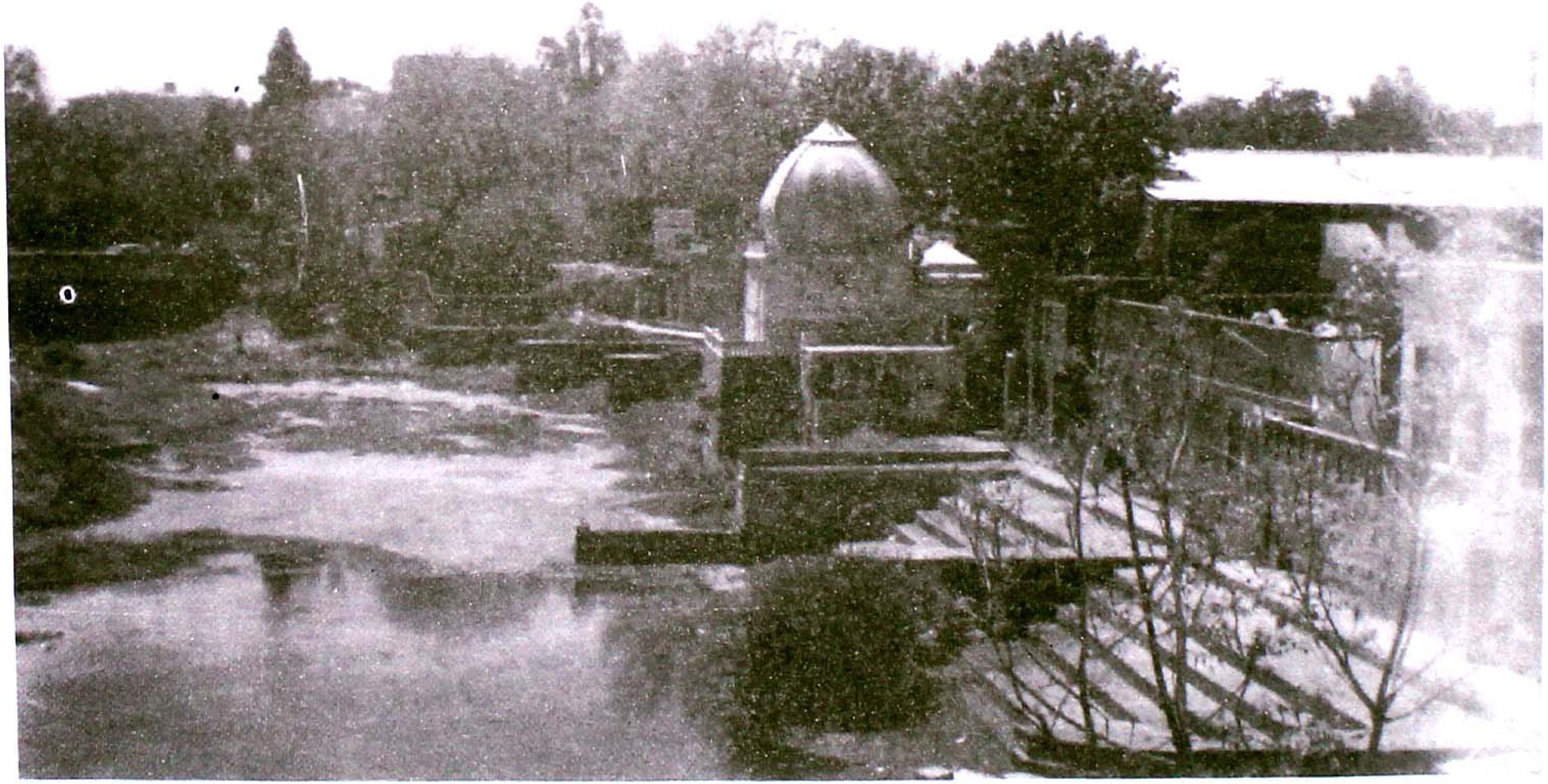

Marfat.com

مزار مبارک حضرت پیر رمضان غازیؒ (بیرون چندانہ گیٹ)

Marfat.com

مندر ہنومان اور اس سے ملحقہ مسجد شاہ ولایتؒ

Marfat.com

مزار مبارک حضرت سید علی شاہ ہشت ولی پیوا

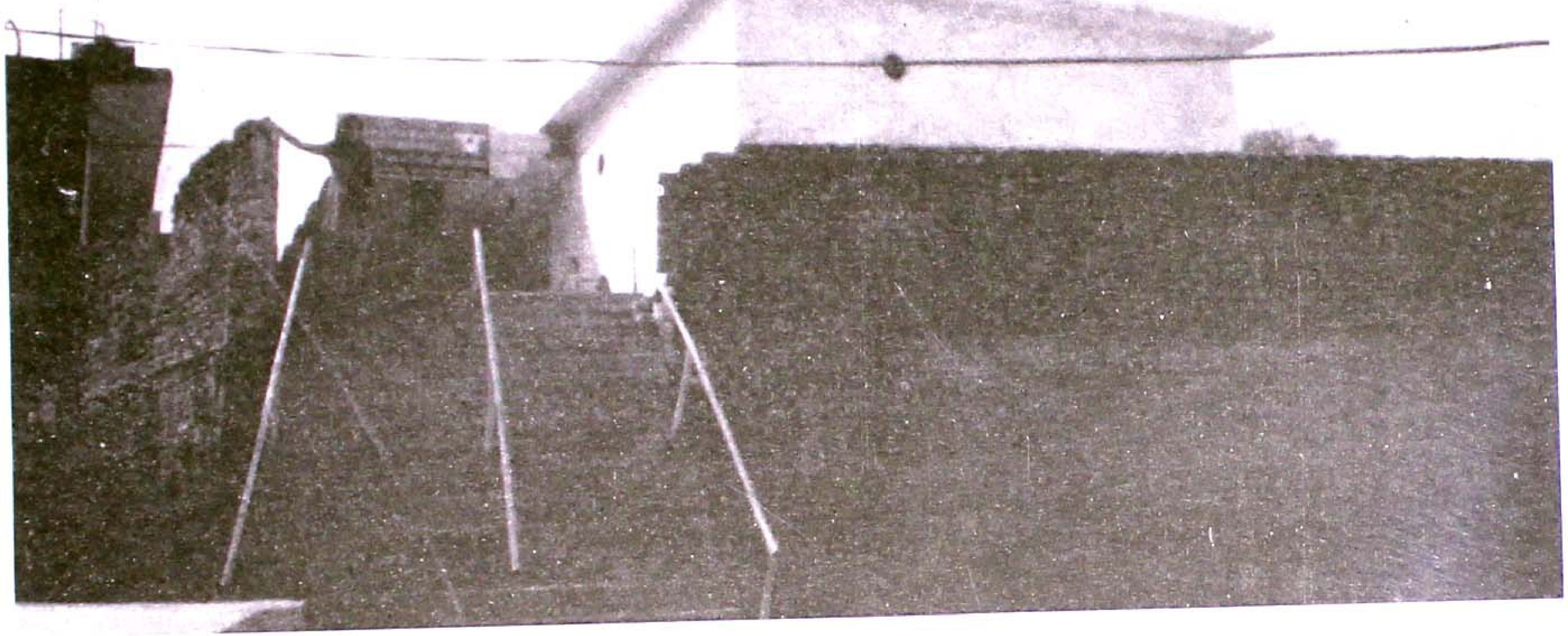

Marfat.com

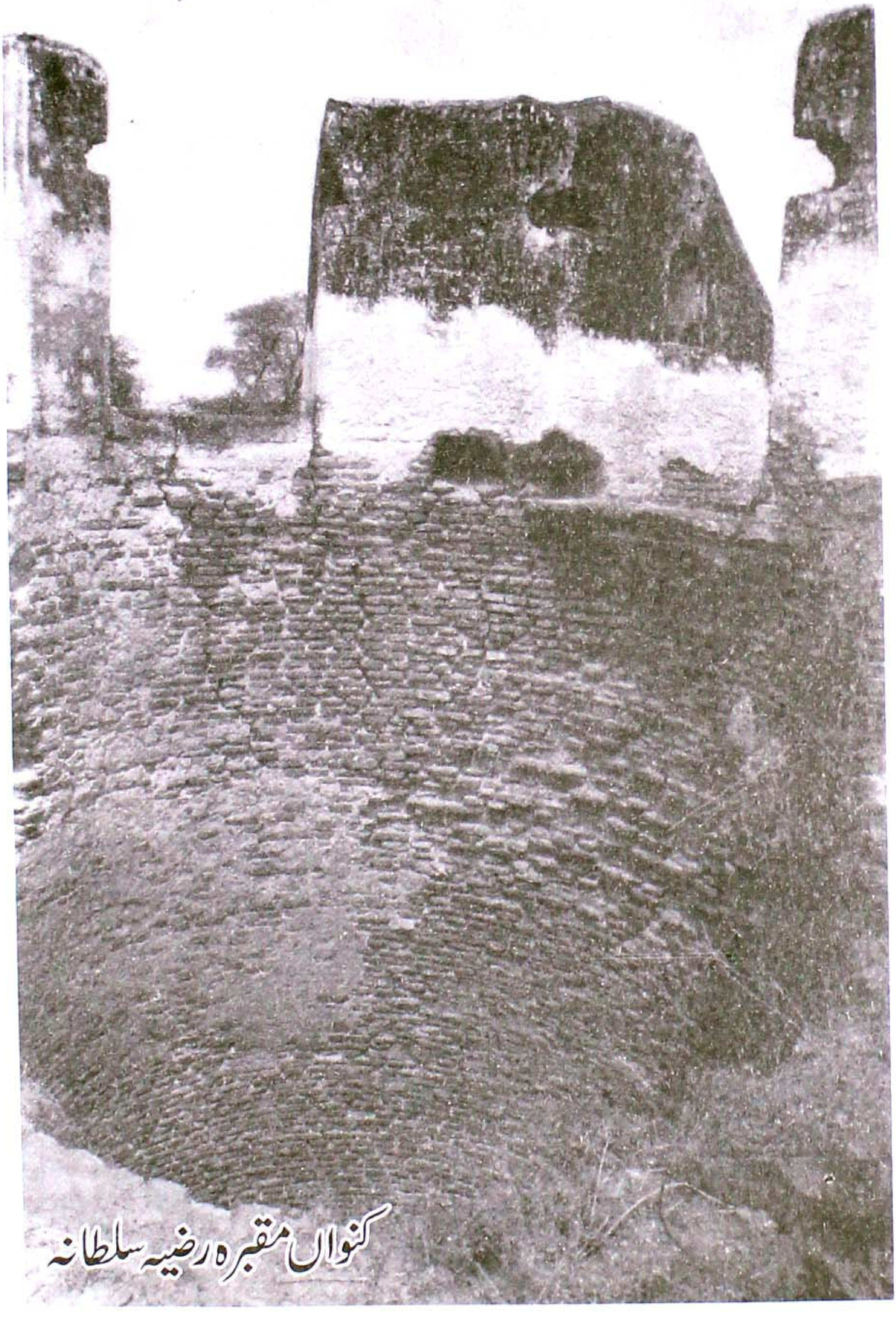

کنواں مقبرہ رضیہ سلطانہ

Marfat.com

روضہ مبارک حضرت خواجہ صوفی بدھنی شاہ ولائیت
کیتھل

Marfat.com

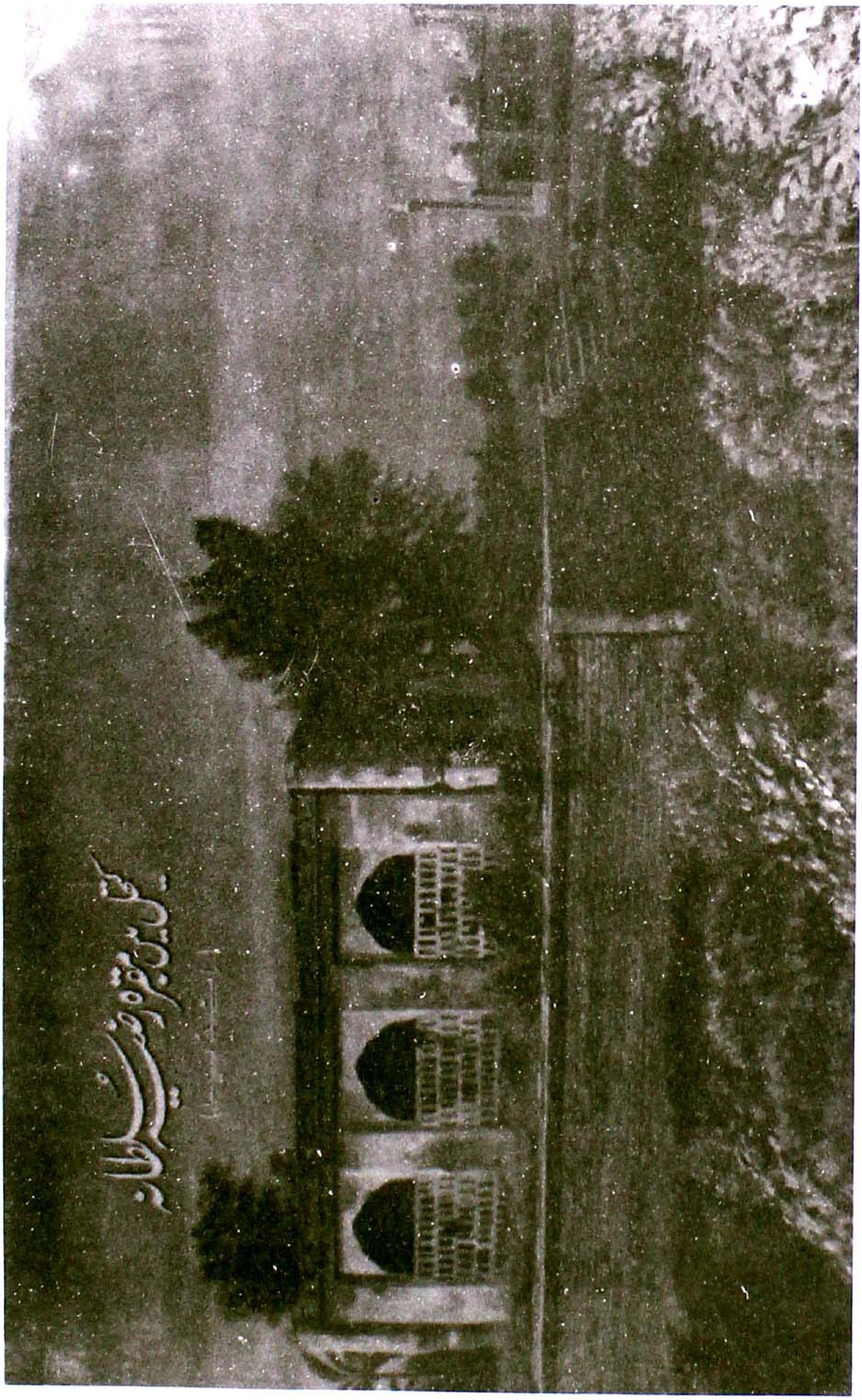

Marfat.com

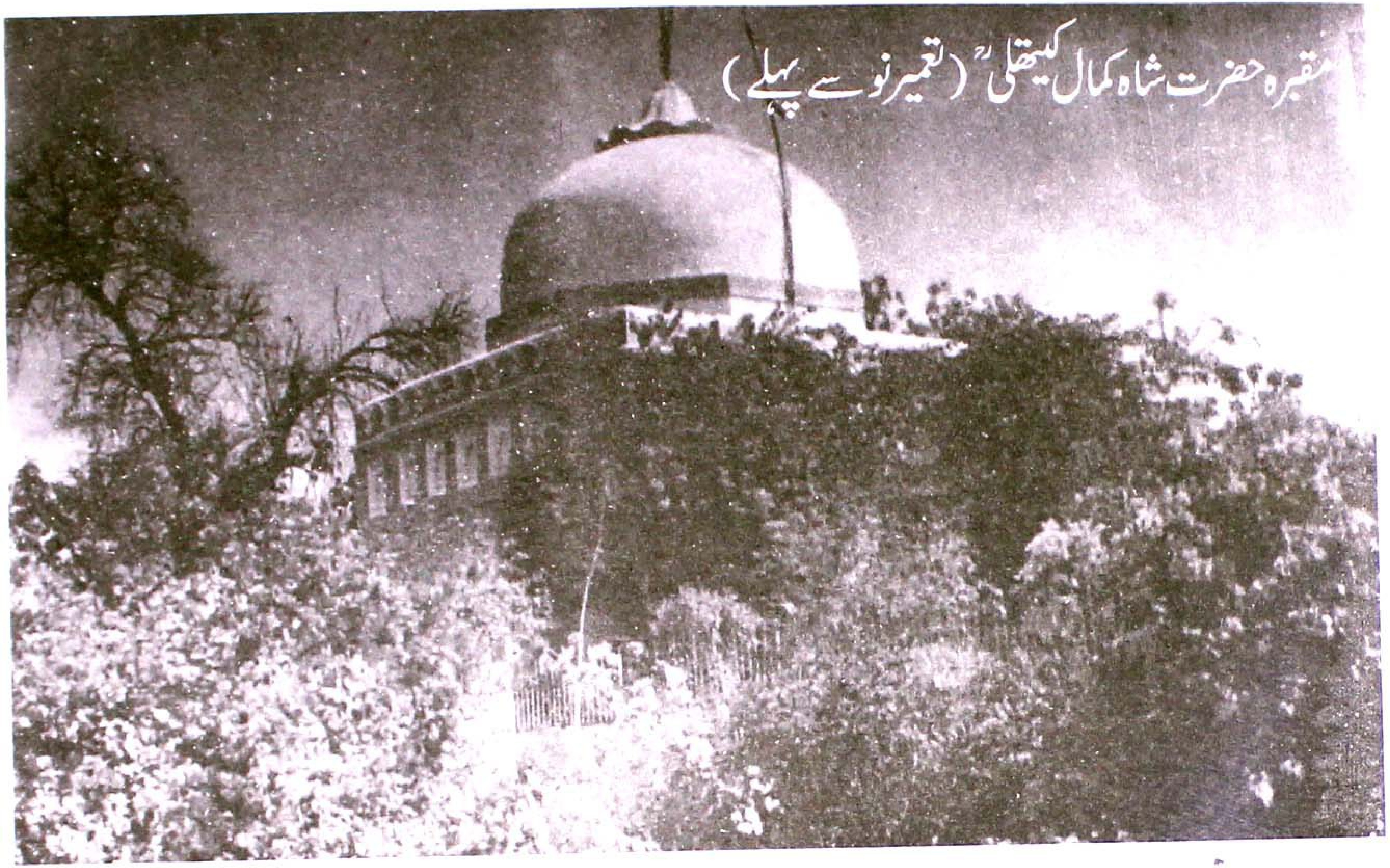

مقبرہ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ (تعمیر نو سے پہلے)

Marfat.com

Marfat.com

کیتھل کی مرکزی جامع مسجد جو علاؤالدین جہاں سوز نے تیرھویں صدی عیسوی میں تعمیر کرائی تھی

Marfat.com

Marfat.com

مزار مبارک حضرت پیر میدانی صاحبؒ (چندانہ گیٹ)

Marfat.com

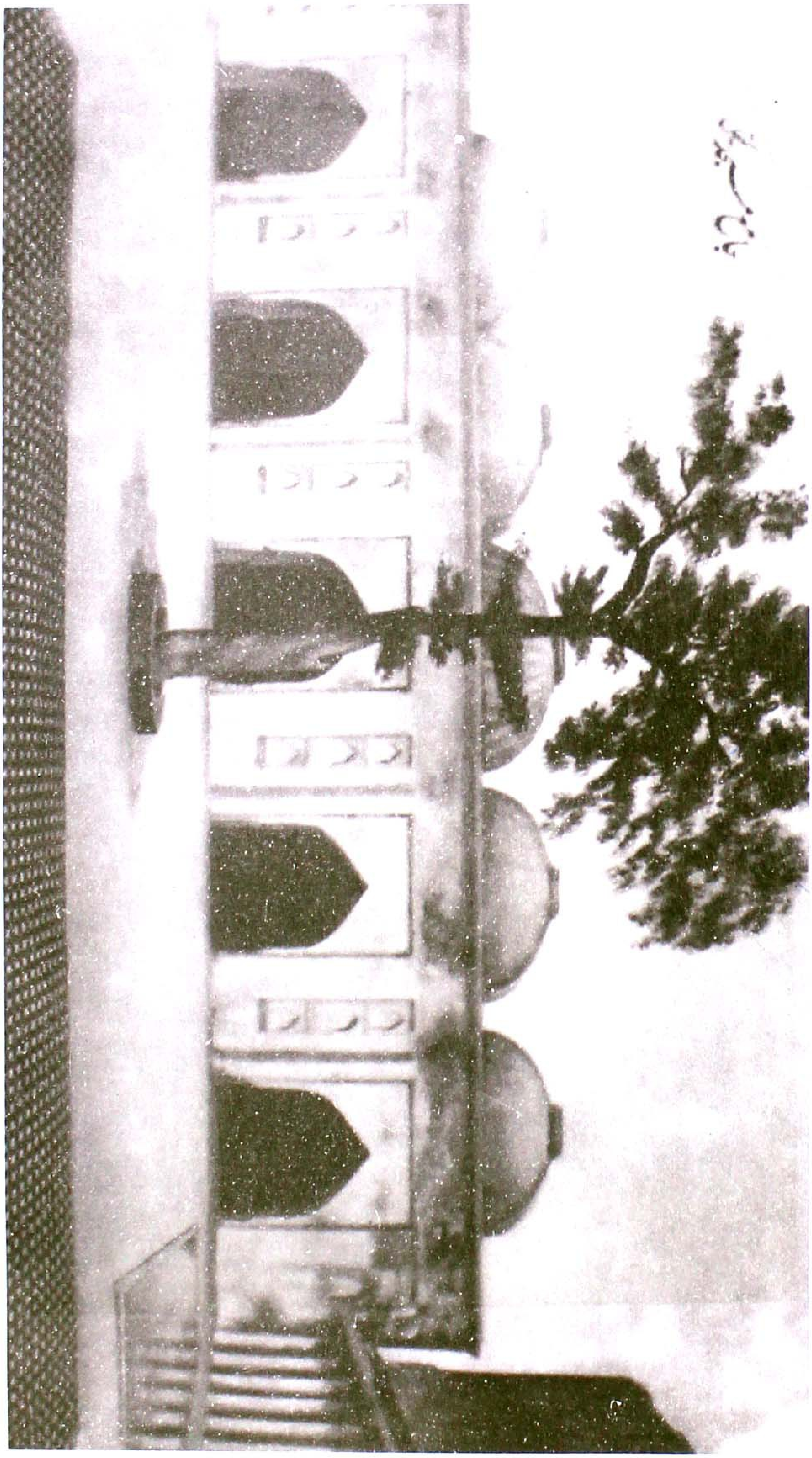

Marfat.com

Marfat.com

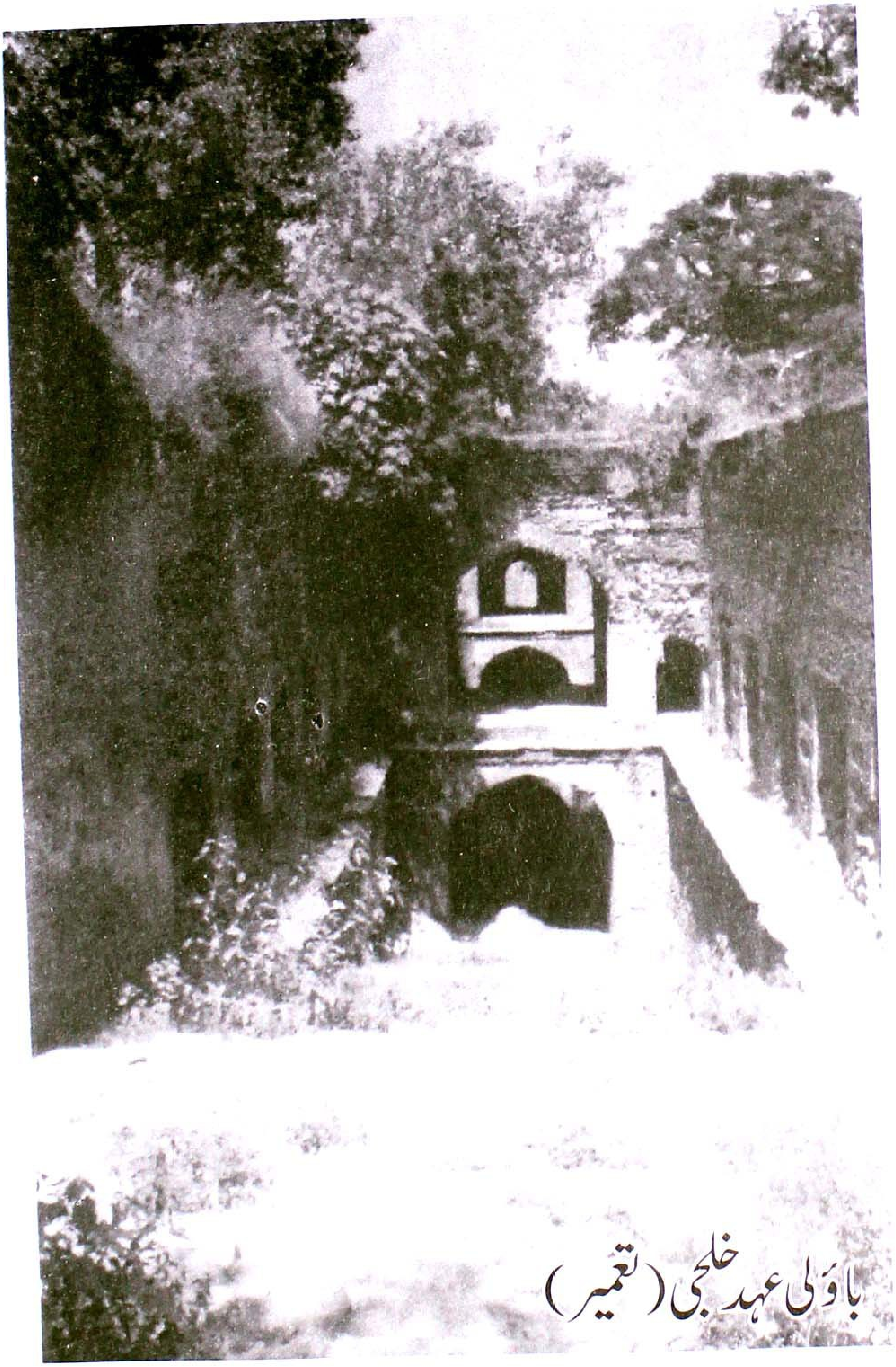
باؤلی عہد خلجی (تعمیر)

٧٥

Marfat.com

Marfat.com

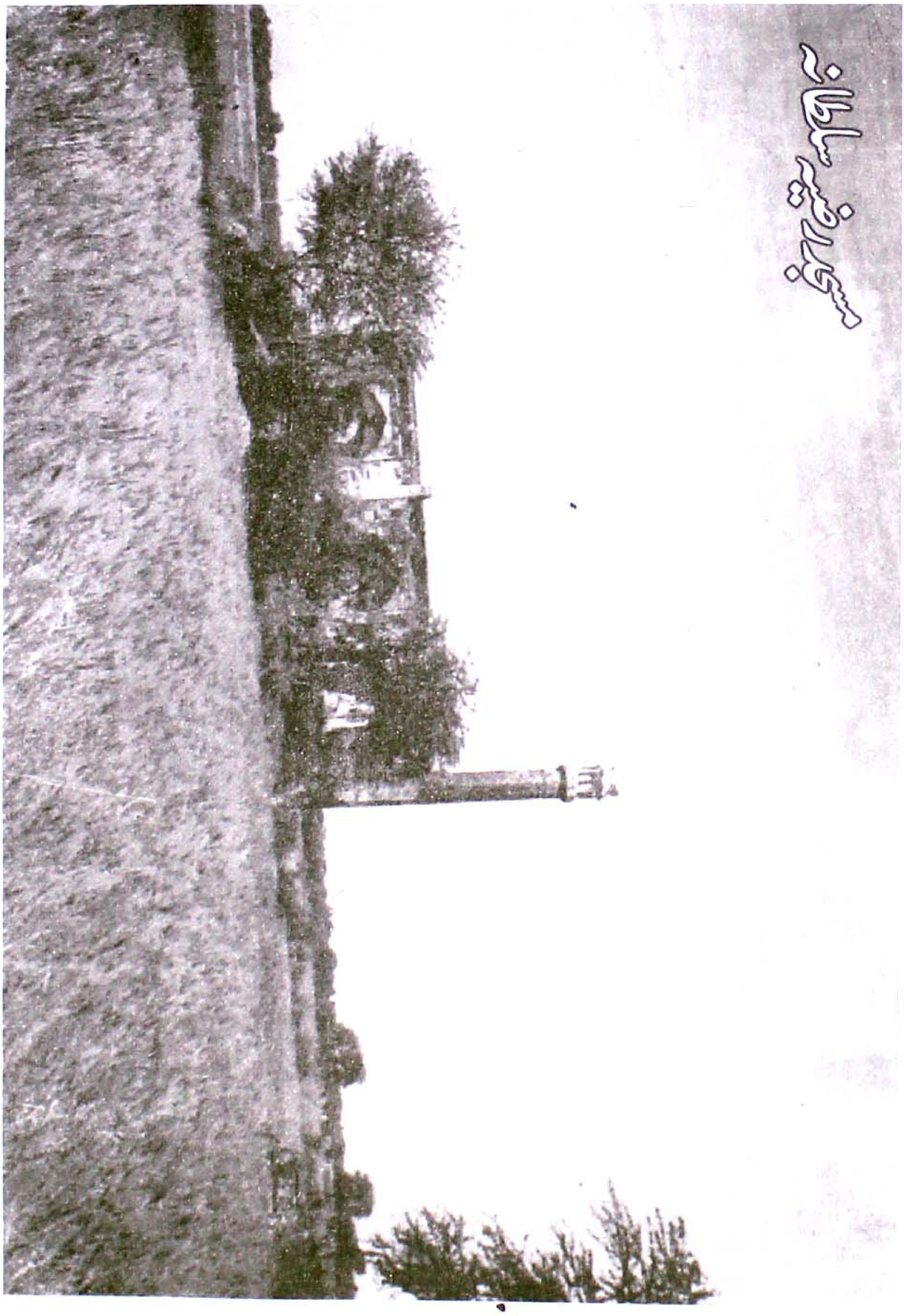

Marfat.com

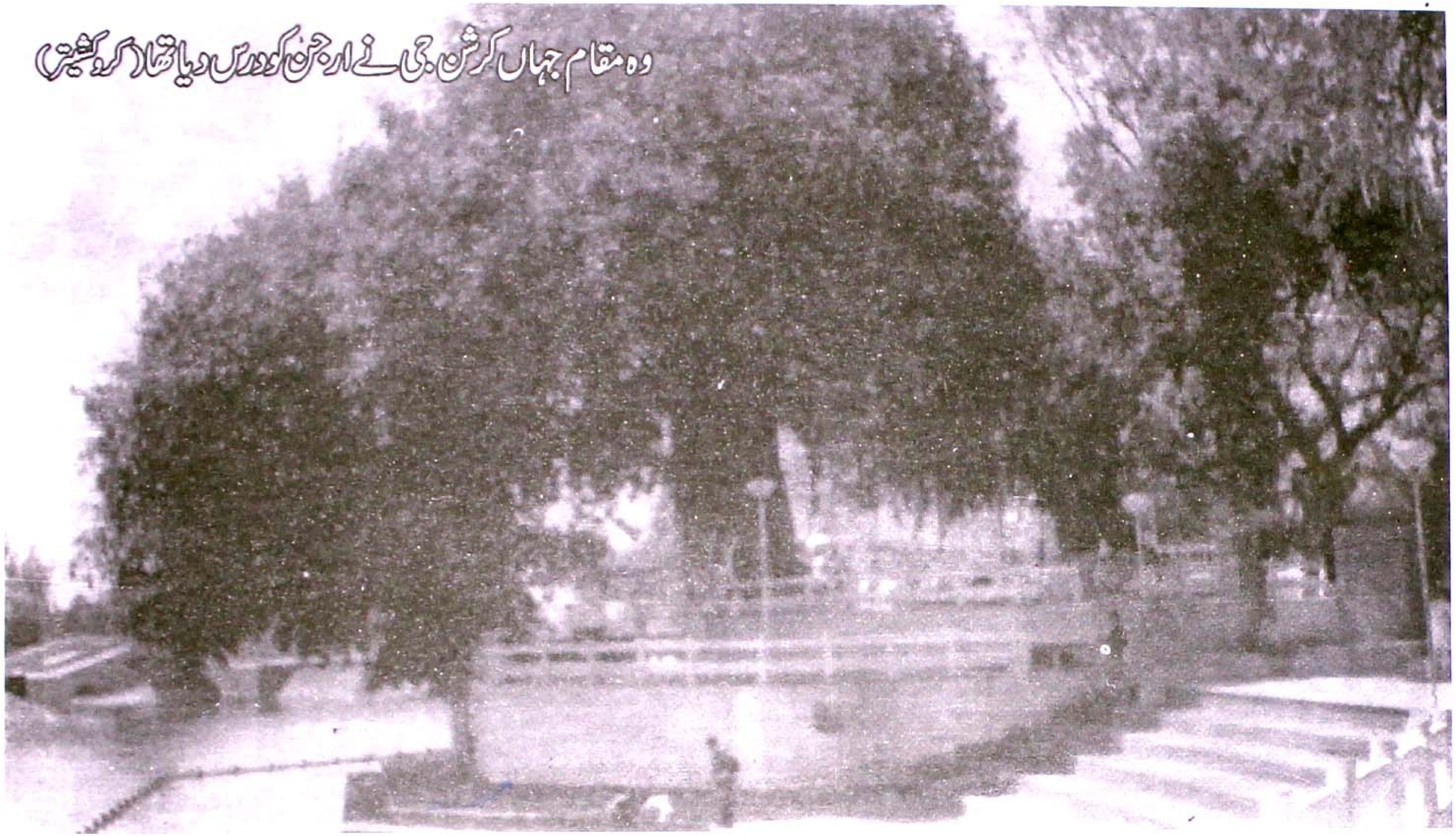

وہ مقام جہاں کرشن جی نے ارجن کو درس دیا تھا (کروکشیتر)

Marfat.com

مندر انبکیشور کیتھل (مندر انبکا دیوی)

Marfat.com

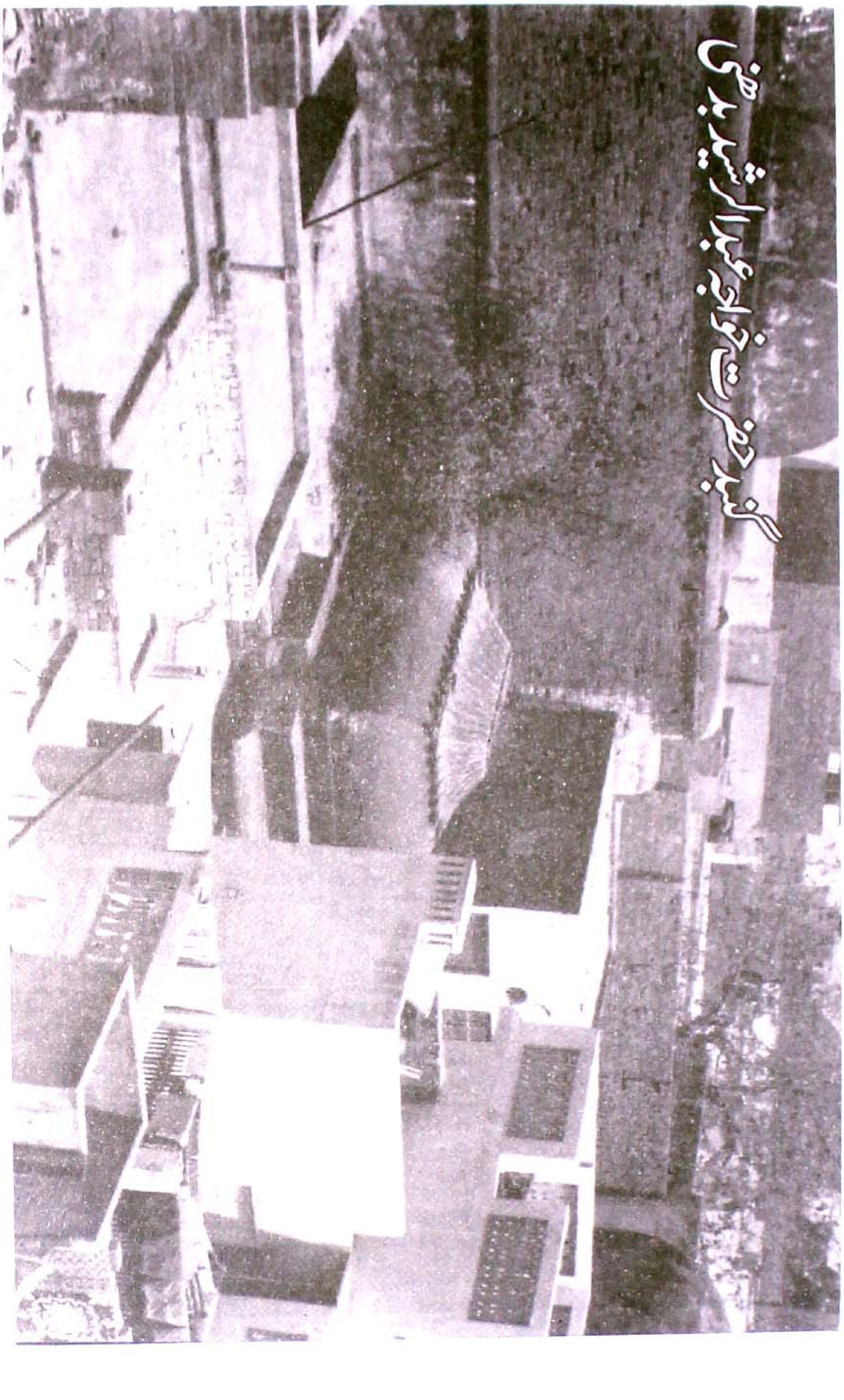

Marfat.com

حضرت پیر مخدوم امان اللہ صاحبؒ (تعمیر قدیم)

Marfat.com

۶: قصاب دروازہ:۔

۷: چندانہ دروازہ:۔

اس دروازہ کے باہر راج کماری انبکا کا تالاب اور تیرتھ واقع ہیں۔ نیز حضرت سید کمال الدین زیدی الترمذی علیہ الرحمہ کا مزار پرانور ہے۔

۸: پونڈری دروازہ:۔

اس دروازے کو اب عام طور پر ریل دروازہ بھی کہنے لگے ہیں۔اس دروازہ کے باہر ریلوے سٹیشن ہے اس کے علاوہ کانوں، منڈیوں اور مختلف قسم کے سینکڑوں کارخانوں کی عمارات ہیں۔ درحقیقت یہ حصہ شہر کیتھل کی آبادی کا اہم جزو ہے۔

فصیل میں متفرق مقامات پر اور ہر دروازہ کے پہلوؤں میں دمدے اور بروج بنے ہوئے ہیں جو اس زمانہ میں دفاع کی غرض سے بنائے گئے ہوں گے اب اس فصیل میں جا بجا رخنے پڑ گئے ہیں۔ جن کی مرمت کبھی نہیں کی گئی، اور غالباً اس امر کی جانب کبھی توجہ بھی نہ کی جائے گی۔ کیونکہ آج کے زمانے میں دفاعی تدابیر کی نوعیت ہی یکسر بدل گئی ہے۔

اودے سنگھ کی سمادھی:۔

لال سنگھ کے بعد گدی نشین ہوا۔ یہ اخلاق و عادات میں اپنے بھائی کے سراسر برعکس تھا۔ وضیع و جہلا اس کے انیس وجلیس تھے۔ کمینہ، خصائل، مغرور اور نہایت درجہ ضدی متعصب واقع ہوا تھا۔ اس کے متعلق یہ عام طور سے مشہور ہے کہ ایک مرتبہ اس کی مجلس میں حضرت مخدوم سید امان اللہ علیہ الرحمۃ کے کشف وکرامات

Marfat.com

کے باب میں کوئی گفتگو ہوئی۔ تو وہ اس پر بگڑ گیا اور کہنے لگا مرنے کے بعد وہ کیا کر سکتے ہیں جبکہ انہیں وفات پائے صدیاں گذر گئیں۔ اس کے بعد اس نے فوراً سواری طلب کی تا کہ جا کر ان کے مزار مقدس کی بے حرمتی کرے۔ ندیموں نے ہر چند سمجھایا مگر نہ مانا۔ حضرت علیہ الرحمۃ کی تربت مبارک پر بیٹھ کر غسل کرنے لگا۔ اس بے ادبی کی سزا اس کو فوراً یہ ملی کہ غسل سے فارغ ہو کر اٹھنا چاہا تو اٹھ نہ سکا۔ اور نیچے کا آدھا دھڑ ہمیشہ کیلئے بیکار ہو گیا۔ اس واقعہ گستاخی کے بعد بارہ سال زندہ رہا اور یہ تمام زمانہ چار پائی پر بسر ہوا۔

اس کی کوئی تعمیری یادگار نہیں۔ البتہ اس کے عہد کے ایک مخیّر رئیس لالہ چھجومل کی بنوائی ہوئی پانچ عمارتیں ایسی ہیں جو حقیقتاً بڑی شاندار یادگاریں ہیں۔

یہ قوم کے کھتری تھے اور اپنی امارت و دریا دلی کے سبب شہر میں عزت و احترام کی نظروں سے دیکھے جاتے تھے۔ اور آج تک ان کا نام عزت ہی سے لیا جاتا تھا۔

بڑے وضعدار اور رکھ رکھاؤ والے آدمی تھے۔ ان کا ایک یہ واقعہ بہت مشہور ہے کہ شہر کی طوائف سے آشنائی تھی وہ علیل ہوگئی۔ شب کی تاریکی میں کمبل اوڑھ کر اس کی مزاج پرسی کو جایا کرتے تھے۔ ایک روز باتوں میں رات زیادہ آ گئی۔ اس کے گھر سے نکلے تو پہرے کھڑے ہو گئے تھے۔ بازار میں سنتری سے ٹکراؤ ہوا۔ اس نے دور سے للکارا یہ چپ رہے اس نے پھر ڈانٹا۔ مگر یہ تب بھی نہ بولے اور اس کی طرف قدم اٹھائے بڑھتے چلے گئے۔ تا آنکہ اس کے قریب جا پہنچے اس نے غصہ سے پکڑ کر انہیں جھنجھوڑا اور گالی دی۔ انہوں نے چہرے سے کمبل ہٹایا۔ سنتری پہچان کر سہم گیا اور عذر خواہ

Marfat.com

ہوا۔ یہ مسکرائے اور ہیرے کی انگوٹھی انگلی سے نکال کر سنتری کی نذر کر کے اپنے گھر کی راہ لی۔اب ان کی اولاد نہایت نکبت وافلاس کی زندگی بسر کر رہی ہے۔

کسی کی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس
عروج مہر بھی دیکھا تو دوپہر دیکھا

ان کی حسب ذیل عمارتیں یادگار ہیں

چھجومل کا تالاب:۔

باؤلی مذکور سے ملحق شہری آبادی سے پچاس ساٹھ قدم جانب شمال واقع ہے کئی سو گز کا مربع چہار منزلہ تالاب ہے۔ جس کی پختگی کا یہ عالم ہے کہ ایک صدی سے اوپر گذر جانے کے باوجود آج بھی ایسا ہی ہے جیسا اپنی تعمیر کی تکمیل کے وقت ہوگا نقشہ اتنا حسین اور دلکش ہے کہ نگاہیں ہٹانے کو جی نہیں چاہتا۔

زنانہ گھاٹ:۔

اسی تالاب سے ملحق نہایت پردہ دار دو منزلہ عمارت ہے اس کی خوبصورتی اور سنگینی کی بھی وہی کیفیت ہے جو بڑے تالاب کی ہے لیکن طول ،عرض میں اس سے بہت کم ہے۔

گئو گھاٹ:۔

زنانہ گھاٹ سے ملحق نہایت شاندار پختہ گھاٹ ہے جو عام مویشیوں کے لئے ہے یہ بھی آج تک ایسا مستحکم ہے کہ کہیں سے ایک بھی اینٹ نہیں اکھڑی۔

شوالہ:۔

Marfat.com

بڑے تالاب کے کنارے بڑی عالیشان عمارت ہے جسنے بڑا کافی رقبہ گھیرا ہوا ہے شوالہ کے ساتھ فقیروں اور پجاریوں کے لئے بڑے سنگین پختہ حجرے بنے ہوئے ہیں۔

باغ:۔

یہ ایک پختہ باغ تھا جس نے مذکورہ بالا چاروں عمارتوں کوگھیر رکھا تھا اب اس کی حالت لٹی ہوئی بہار سے مشابہ ہے۔

پل بدکدار:۔

یہ پل بدکدار تالاب پر بنا ہوا ہے اور شہری آبادی کو کرنال کی شاہراہ سے ملاتا ہے اس کی تعمیر کی وجہ تسمیہ کے باب میں یہ روایت زبانِ زد خاص و عام ہے۔ کہ راجہ اودے سنگھ نے کسی معاملہ میں خفا ہوکران پر جرمانہ کر دیا تھا۔ مگر انہوں نے جرمانہ کو اپنی توہین خیال کر کے راجہ سے درخواست کی وہ جرمانہ کے عوض رفاہ عام کی کوئی عمارت بنانے کو تیار ہیں۔ چنانچہ راجہ نے اس پل کی فرمائش کی جو جرمانہ کی رقم سے سینکڑوں گنا زیادہ رقم میں تیار ہوا۔

مذکورہ بالا تمام عمارتیں نہ صرف لالہ چھجومل کی دریا دلی کی یادگار ہیں بلکہ فن تعمیر میں ان کے نفیس و نازک مزاج کی بھی آئینہ دار ہیں اور ان کے ستھرے مذاق طبیعت کا بین ثبوت بھی ہیں یہ خوبصورت تالاب سرستی ندی سے جاملتا ہے جو آج کل ایک تفریح گاہ ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

مقبرہ رضیہ سلطانہ

یہ ہشت دری تھا اس کے نیچے تہہ خانہ تھا۔ صدی ڈیڑھ صدی قبل تک جب یہ اچھی حالت میں تھا تو بالائی سوراخوں سے تہہ خانے میں جھانکا جا سکتا تھا۔ مقبرہ کے عقبی حصہ میں جہاں چبوترہ کی حد ختم ہوتی ہے وہاں سے رضی باغ شروع ہوتا تھا۔ ایک صدی قبل تک یہ باغ بھی خوشبودار پودوں اور درختوں سے بھرا ہوا تھا۔ امتداد زمانہ کی وجہ سے اسکے آثار بھی باقی نہیں رہے۔ وہیں سے تہہ خانے کا راستہ تھا۔ رضی باغ کی سیرابی کے لئے ایک کنواں تھا۔ یہ کنواں ابھی تک قائم ہے۔ اس عمارت کو سب سے زیادہ نقصان بندہ بیراگی نے پہنچایا۔ وہ خزانہ کی تلاش میں مقبرہ سے قیمتی پتھر اور اشیا لوٹ کر لے گیا۔ اس لوٹ کھسوٹ کے بعد سے تہہ خانہ مستقل طور پر تیغہ لگا کر بند کر دیا گیا تھا۔ مقبرہ کی مسجد بھی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔ ۱۹۳۸ء میں لارڈ لنلتھگو محض مقبرہ کو دیکھنے کیلئے کیتھل آیا تھا۔ اس نے اس کی درستی کے لئے ایک خطیر رقم پیش کی تھی، جو مقبرے کی درستگی پر خرچ نہ ہو سکی۔ اب یہ عالم ہے کہ بالائی فرش بھی دھنس چکا ہے۔ پورہ مقبرہ خودرو جھاڑیوں کی آماجگاہ بن چکا ہے۔ درودیوار میں جگہ جگہ شگاف نظر آتے ہیں۔ محسوس ہوتا ہے کہ یہ بہت جلد زمین بوس ہو جائیگا۔ مقبرہ کی مسجد پہلے ہی منہدم ہو چکی ہے۔ اس طرح آہستہ آہستہ محکمہ آثار قدیمہ کی غفلت سے کیتھل کی تاریخ کا یہ عظیم نشان ہمیشہ کے لئے مٹ جائیگا۔ اور اگلی نسلیں اسے نہ دیکھ سکیں گی۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

جامع مسجد

خلجیوں کی دس گنبدوں والی۔ وسیع و مستحکم تاریخی جامع مسجد جو قدیم تاریخی عظمتوں کی امین ہے۔

سکھوں کے بھائی خاندان (بھائی دیسو سنگھ، بھائی لال سنگھ اور بھائی اودے سنگھ) کی عمل داری ہیں یہ مسجد بطور فیل خانہ استعمال ہوتی رہی۔ بدامنی اور اقراتفری کے اس دور میں بہت سے شرفاء نقل مکانی کر گئے اور خاندان کمالیہ کے افراد بھی عارضی طور پر سامانہ منتقل ہو گئے اس نقل مکانی کے دوران خاندانی کتب خانہ کی بہت سی قیمتی کتب ضائع ہو گئیں۔

۱۸۴۷ء میں جب شہر کیتھل انگریزوں کی علمداری میں آیا تو عمائدین شہر کی درخواست پر یہ مسجد مسلمانوں کے لئے واگذار کر دی گئی اور مولانا فضل تدیرندوی کے دادا مولوی قمرالدین کو خطیب مقرر کیا گیا۔

اپنی مولانا فضل تدیرندوی نے مولف سے ایکبار بیان کیا تھا کہ ان کے پاس تانبے کی ایک تختی تھی جس میں مذکور تھا کہ یہ مسجد دوسدزادگان کی زیرنگرانی عہد ہمایوں میں خلجی طرز تعمیر پر بنائی گئی۔

یہ سیدزادگان اسی مسجد کی جنوبی دیوار (متصل مزار حضرت شاہ ولایتؒ) کے زیرسایہ مدفون ہیں۔

مبدا افسوس کہ یہ عظیم مسجد مسلسل ٹوٹ پھوٹ سے ملبہ کا ڈھیر بن چکی ہے اور وقف بورڈ کی مجرمانہ غفلت کا بین ثبوت پیش کر لی ہے۔

Marfat.com

...... مسجد شیخ طیب ......

اکبری عہد کی یادگار ہے۔ مسجد شیخ طیب کا شمار شہر کی اہم ترین مساجد میں ہوتا ہے۔ تعمیر کے اعتبار سے انتہائی خوبصورت اور دیواروں پر گل کاری اور نقاشی کی گئی ہے اس مسجد کے تین گبند ہیں۔ ڈسٹرکٹ کرنال میں اس کا ذکر کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

فہرست مساجد

کیتھل شہر میں مساجد کی تفصیل حسب درج ہے

1	مسجد قاضیان کرنالی دروازہ (کوٹھی دروازہ)۔	
2	مسجد ڈوگراں ماتا دروازہ (محلّہ کھتریان)۔	
3	مسجد جوگیان ماتا دروازہ (محلّہ جوگیان)۔	
4	مسجد اندرون سیون دروازہ۔	
5	مسجد قریشیاں نزد محلّہ محمد اکبر قریشی۔	
6	مسجد قریشاں سیون دروازہ۔	
7	مسجد خانقاہ پیر بلخیؒ (اٹھ تھمبا پیر) سیون دروازہ۔	
8	مسجد ڈوگراں۔	
9	مسجد عمر شاہؒ محلّہ چھیپڑاں۔	
10	مسجد ڈوگراں دروازہ۔	
11	مسجد خانقاہ پیر گھوڑا محلّہ شیخاں۔	
12	مسجد راج گراں۔	
13	مسجد صرافہ بازار۔	
14	مسجد خرادیان نزد پڑاؤ قلعہ۔	
15	مسجد سٹی تھانہ قلعہ۔	
16	مسجد شیخاں نزد پڑاؤ قلعہ۔	
17	مسجد کمہاراں نزد پڑاؤ۔	
18	مسجد سیداں محلّہ سادات۔	
19	جامع مسجد۔	

Marfat.com

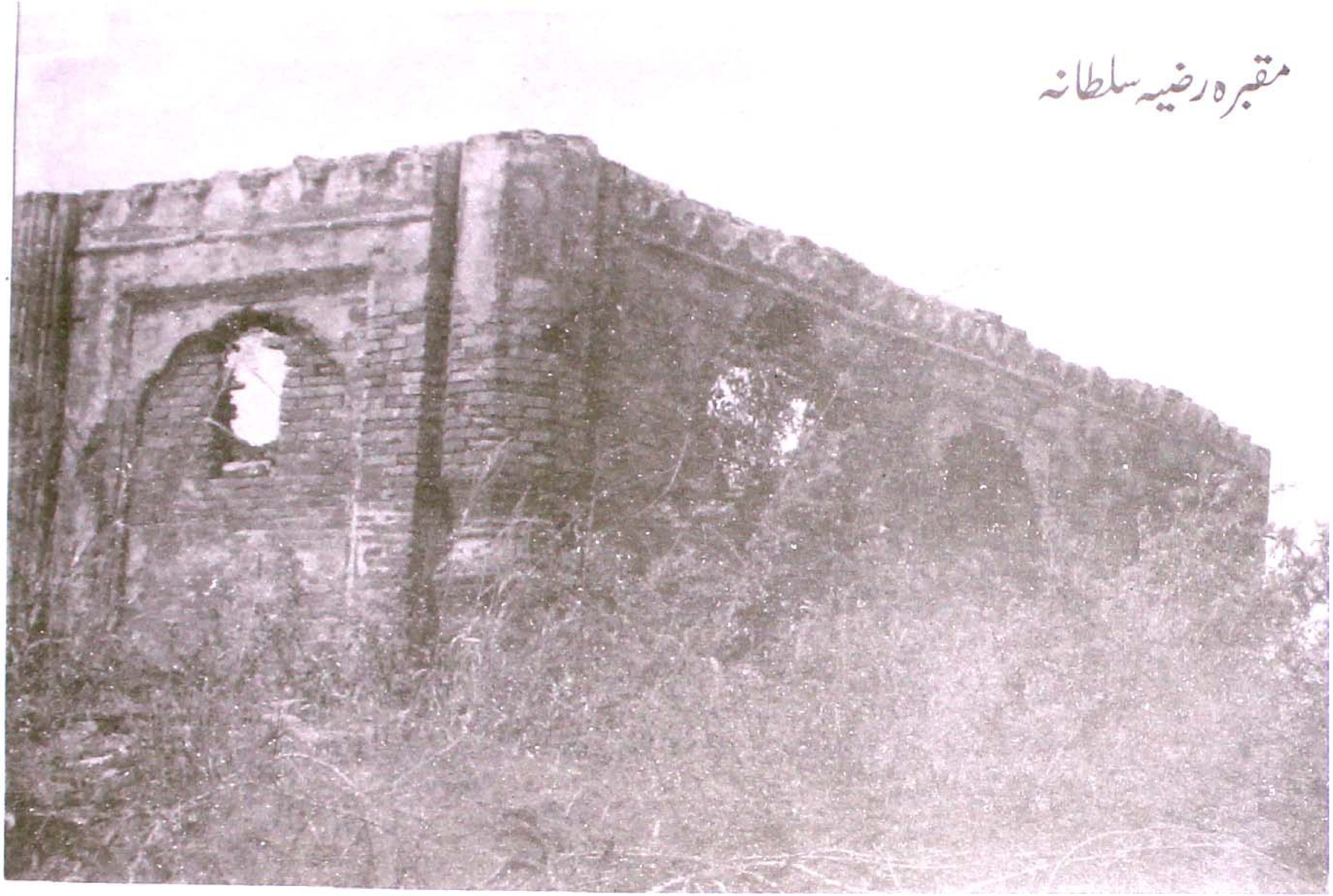

مقبرہ رضیہ سلطانہ

Marfat.com

مقبرہ حضرت شیخ طیب

Marfat.com

کروکشیتر میں وہ مقام جہاں مہابھارت کی جنگ لڑی گئی تھی اب ایک جھیل ہے

Marfat.com

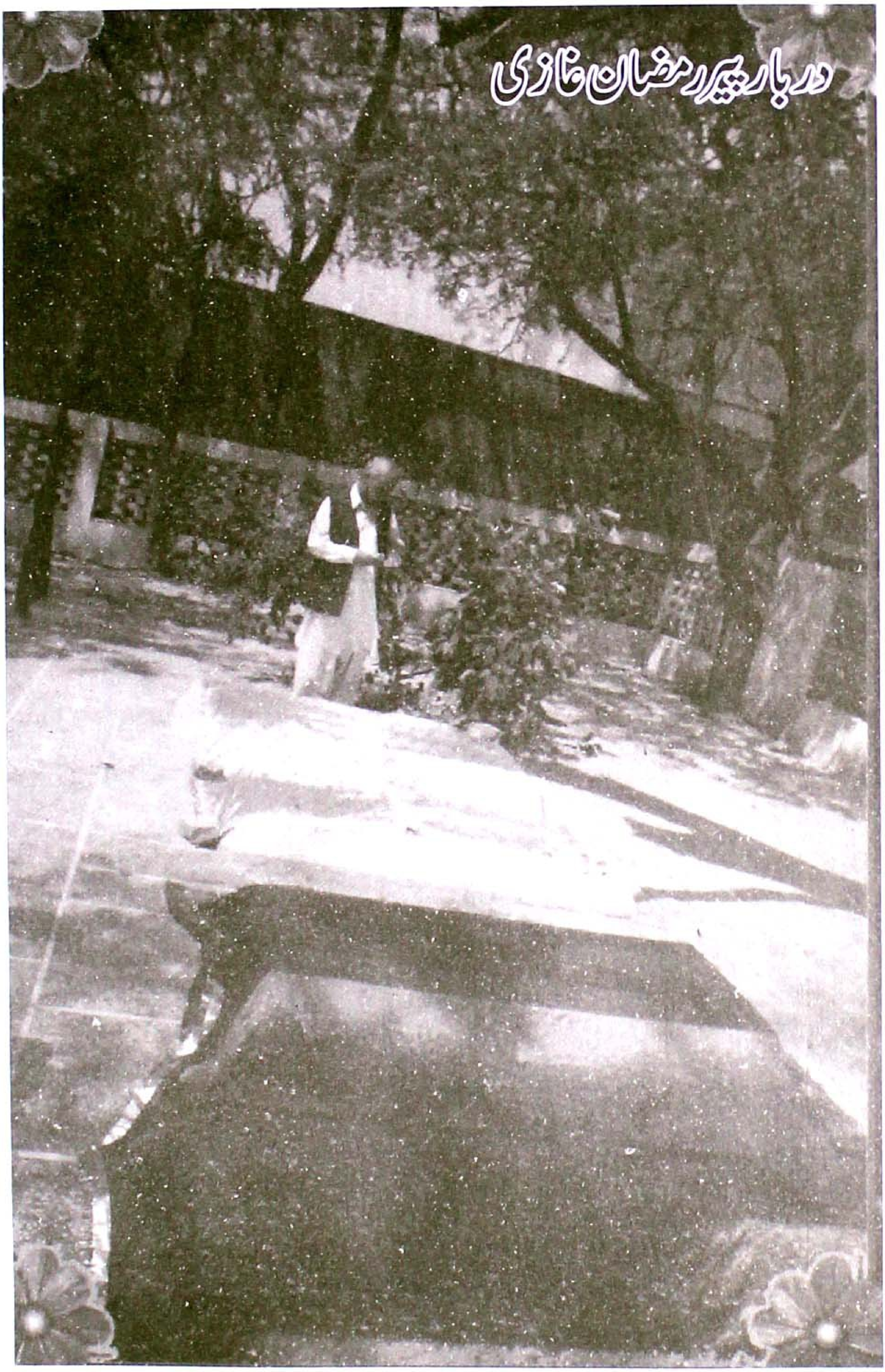

Marfat.com

مزار مبارک حضرت خواجہ سید شہاب الدین نظامی اندرون ڈوگراں گیٹ

Marfat.com

Marfat.com

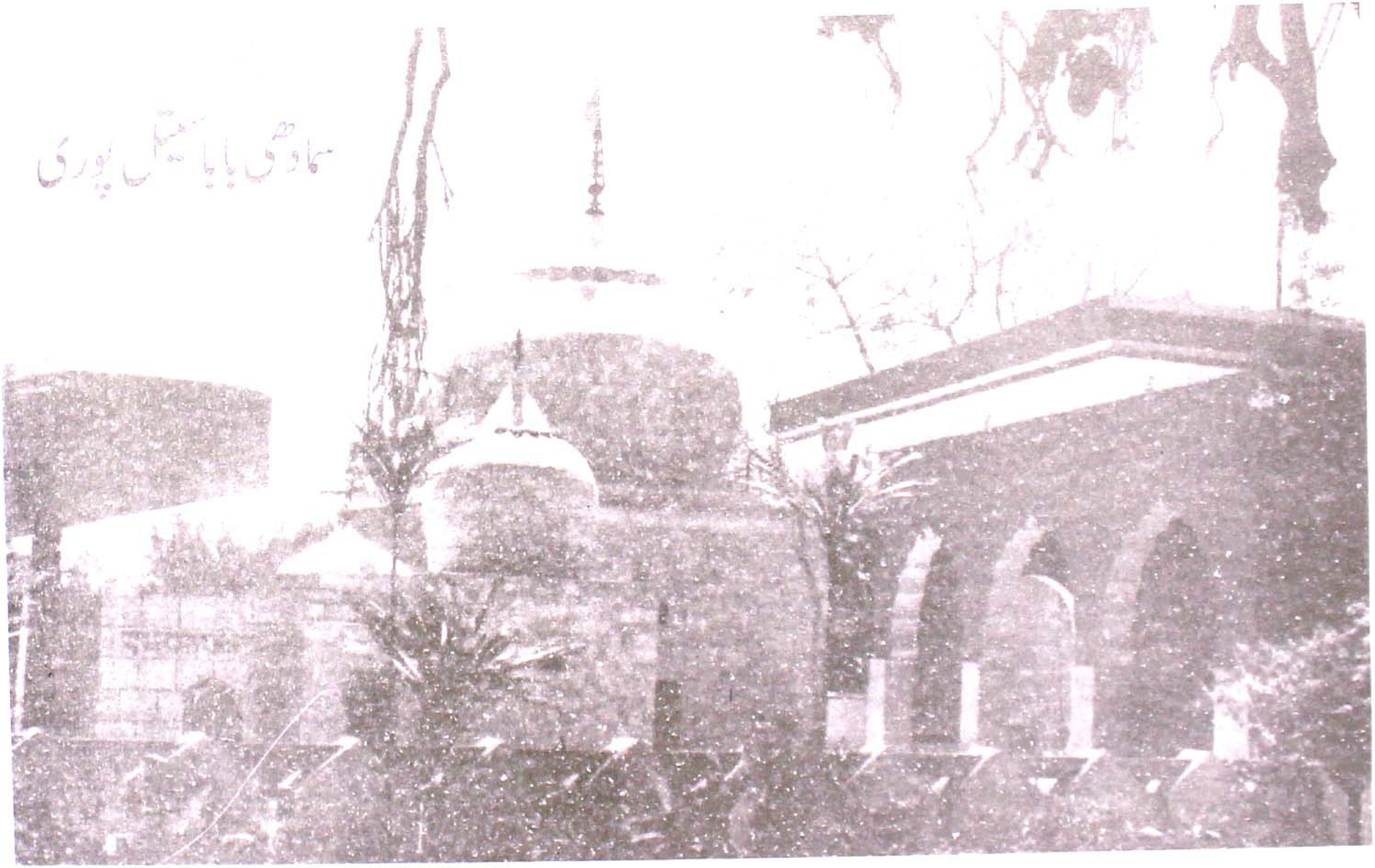

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

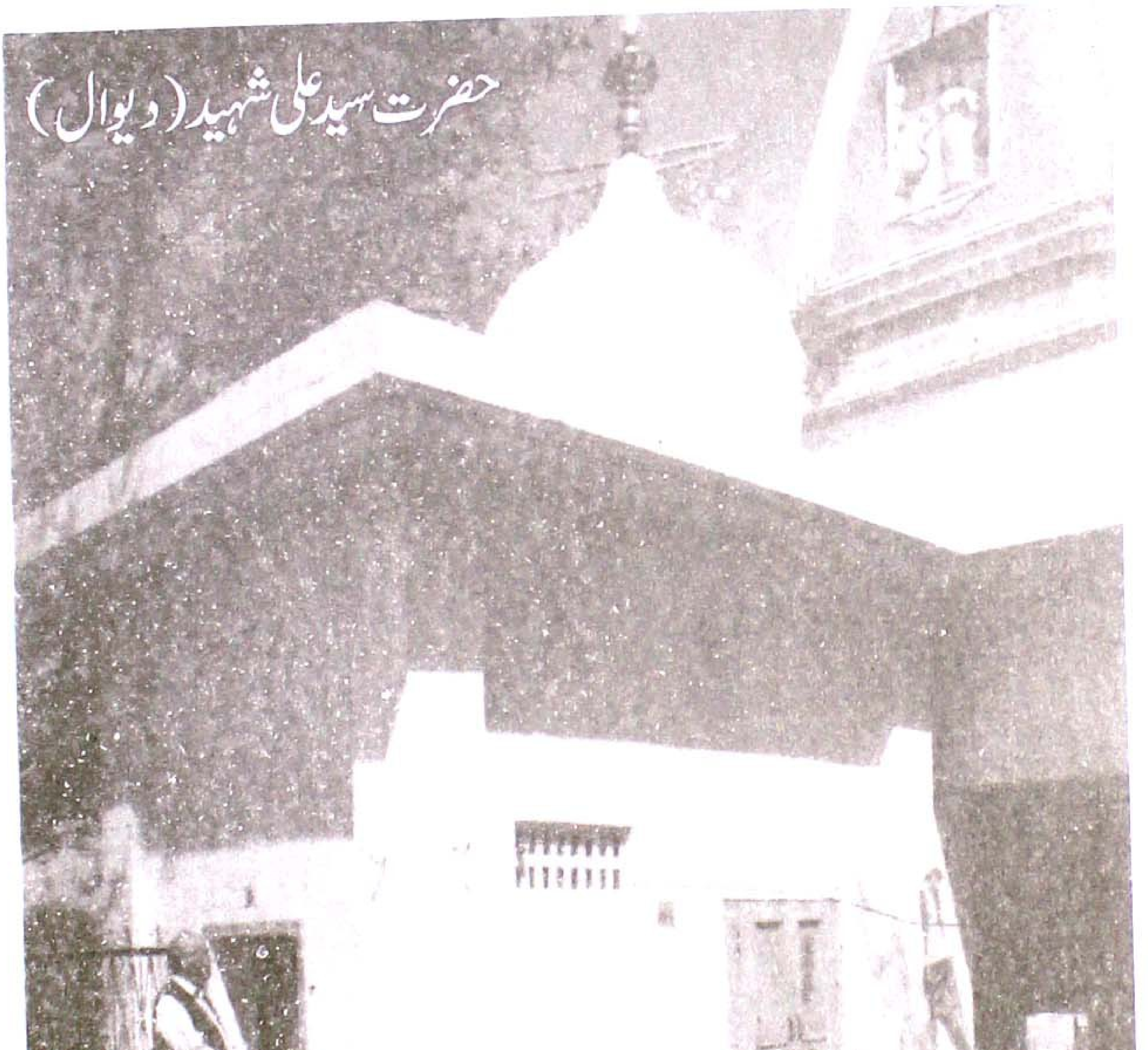

حضرت سید علی شہید (دیوال)

Marfat.com

مزار مبارک حضرت شاہ ابراہیم سہروردیؒ المعروف شاہ بہرام

Marfat.com

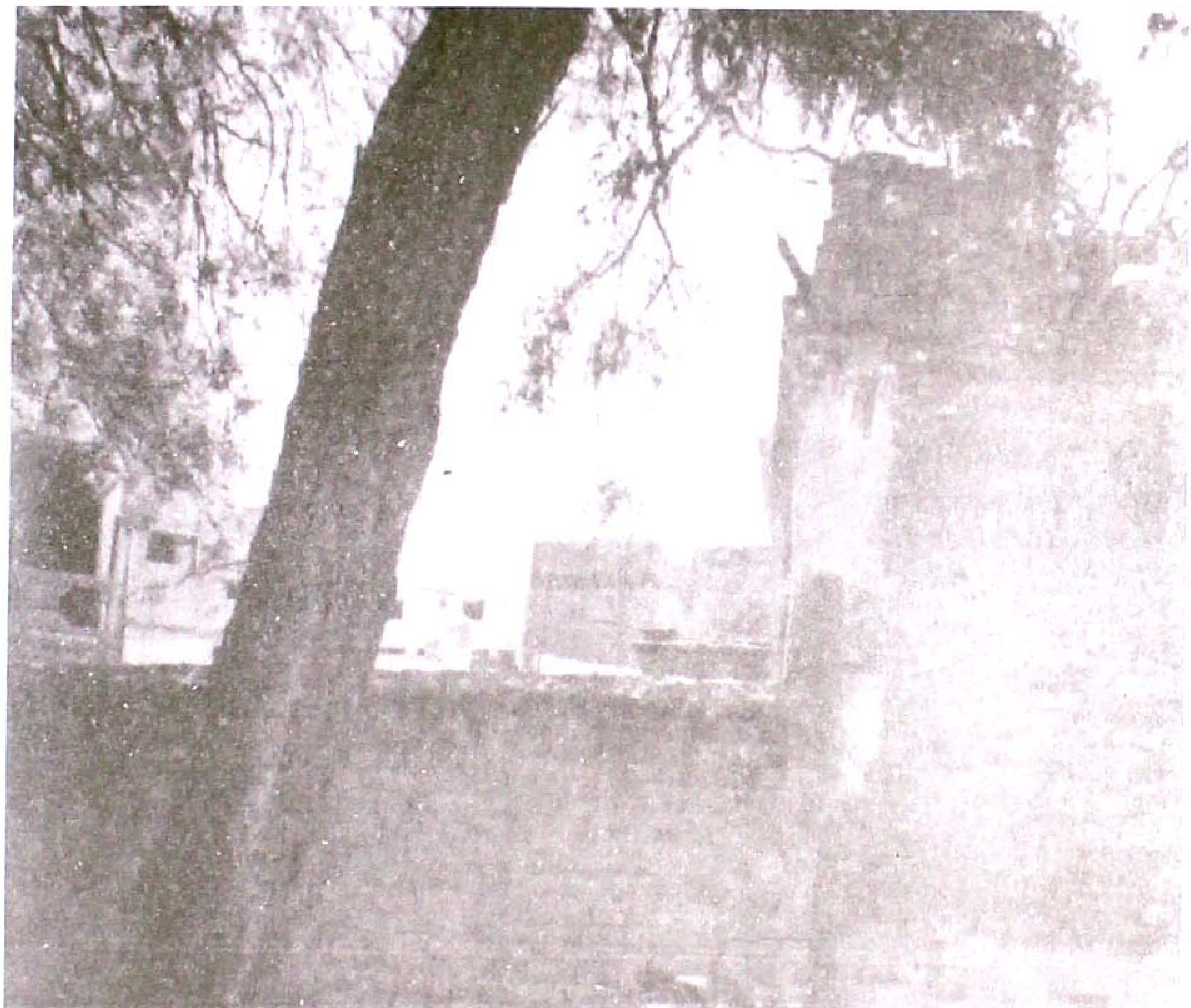

پیر گھوڑا، پرانی سبزی منڈی

Marfat.com

قدیم قلعہ شہر کیتھل

Marfat.com

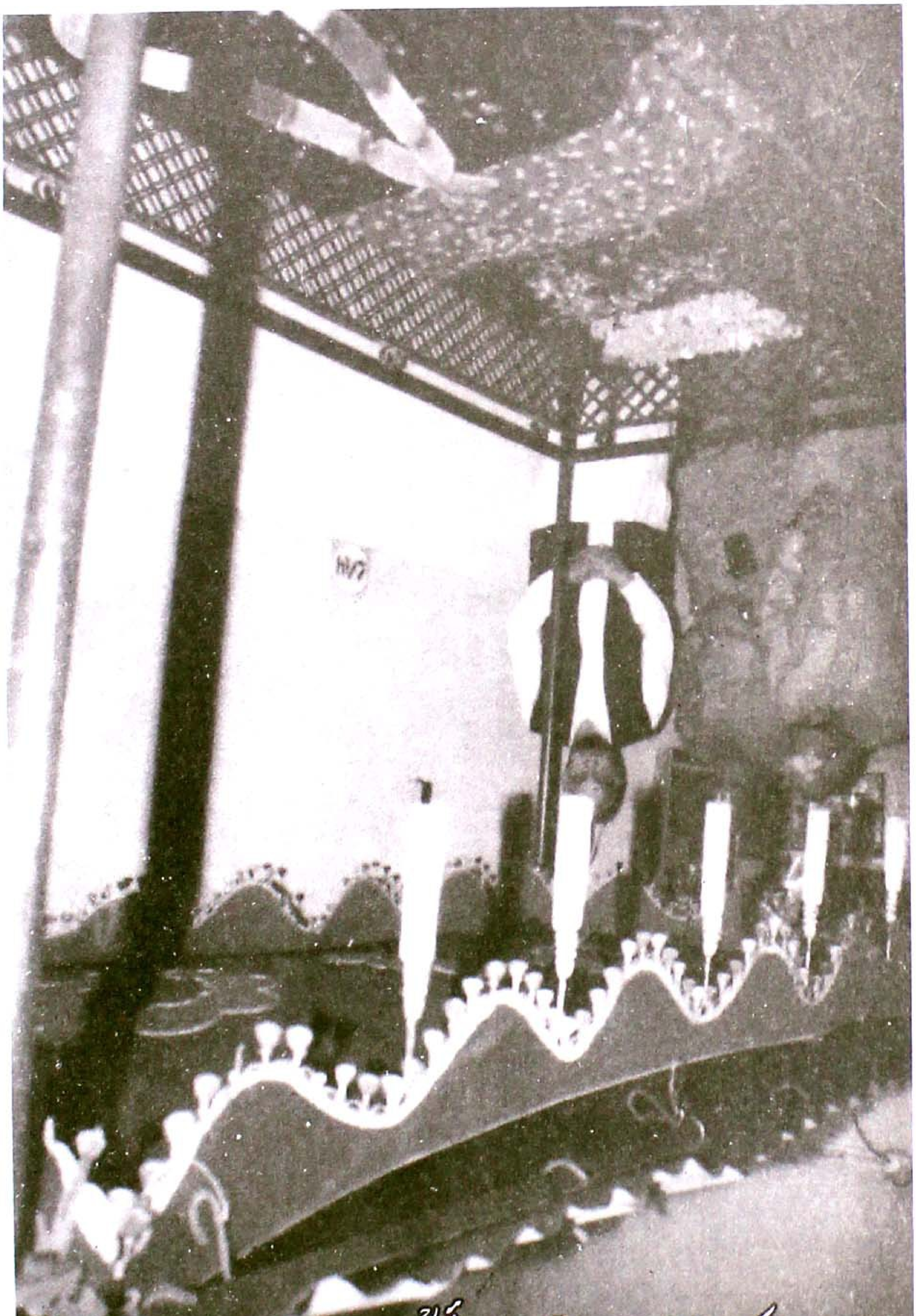

Marfat.com

درگاہ حضرت سید کمال ترمذیؒ (متصل انبکا دیوی مندر)

Marfat.com

شیشوں والی مسجد یعنی مسجد شیخ طیب

Marfat.com

20	مسجد خانقاہ شاہ ولایتؒ۔	
21	مسجد چھاپہ گراں۔	
22	مسجد پٹھانوں والی۔	
23	مسجد پٹواں والی۔	
24	مسجد قصاب دروازہ۔	
25	مسجد بڑ والی اندرون قصاب دروازہ۔	
26	مسجد چوک والی اندرون ریلوے گیٹ۔	
27	مسجد بڑی عیدگاہ سیوین دروازہ۔	
28	مسجد عیدگاہ ثانی قصاب دروازہ۔	
29	مسجد نائیاں والی اندرون ریلوے گیٹ۔	
30	مسجد بڑی عیدگاہ سیوین دروازہ۔	
31	مسجد بڑی عیدگاہ ثانی قصاب دروازہ۔	
32	مسجد منڈی میاں صاحب والی نزد کارخانہ مومن۔	
33	مسجد محلہ پیر جہانیاں جہاں گشت ریلوے روڈ۔	
34	مسجد مقبرہ رضیہ سلطانہ۔	
35	مسجد خانقاہ شاہ ابراہیمؒ۔	
36	مسجد خانقاہ شاہ ابراہیمؒ۔	
37	مسجد خانقاہ شاہ سکندرؒ۔	
38	مسجد اندرون کوٹ۔	

نوٹ:۔ تقریباً پچاس کے قریب مساجد ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......سید السادات حضرت سید کمال ترمذیؒ......

آپ ترکستان کے شہر ترمذ سے تبلیغ دین کے سلسلہ میں ہندوستان تشریف لائے سنہ ۱۱۹۱ء میں کچھ عرصہ قیام فرما کر تبلیغ دین کے لیے مناسب حالات نہ پا کر واپس لوٹ گئے۔ یا پھر محض اس خطے کا جائزہ لینا مقصود تھا۔ ایک دن آپ کو زیارت رسول کریم ﷺ ہوئی۔ اسی زیارت کے دوران رسول کریم ﷺ نے فرمایا "ہندوستان جاؤ چنانچہ آپ سلطان شہاب الدین غوری کے ساتھ ایک مرتبہ پھر وارد ہندوستان ہوئے اس دفعہ آپ کے ہمراہ آپ کے عزیز واقارب کے علاوہ چند اور درویش بھی تھے۔ آپ کا آبائی سلسلہ جنیدیہ ہے۔ اسی دوران، لاہور میں آپ کے چچازاد بھائی حضرت سید احمد توفتہ ترمذیؒ آ کر آباد ہوئے، جبکہ آپ نے خطہ کیتھل کو پسند کیا اس وقت یہاں کا حکمران راجہ پرتھوی راج تھا۔ آپ کیتھل پہنچ کر تالاب انبکا سے ملحقہ شاہی باغ میں قیام پذیر ہو گئے۔ چند دن بعد راجکماری انبکا جب سیر وتفریح کے لئے باغ میں آئی تو اس نے ایک اجنبی مسلمان درویش کو مصروف عبادت پایا۔ جب حضرت سے ہمکلامی کی نوبت آئی تو راجکماری انکی گرویدہ ہو گئی بعد ازاں آپکی نگاہ کیمیا کے اثر سے مشرف بہ اسلام ہو گئی۔ جب راجہ کو معلوم ہوا اور اس واقعہ کی اطلاع ملی تو بہت سیخ پا ہوا اور بہت بگڑا۔ آپ کو طرح طرح سے تنگ کیا نوبت جنگ وجدال تک پہنچی اور اس معرکہ میں آپ کے جاں نثار ساتھیوں نے جام شہادت نوش کیا تو آپ نے اس کے حق میں بددعا کی جسکی بدولت اس کی راجدھانی شہر سیلا کھیڑا زبردست زلزے سے تباہ وبرباد ہو گیا۔ راجہ اور اس کی رعایا سب ہلاک ہو گئے۔ سیلا کھیڑا کیتھل کے مضافات

Marfat.com

میں دریائے سرسوتی کے کنارے آباد تھا۔ زمانہ قدیم میں سیلا کھیڑا بڑا بارونق شہر تھا راجکماری ابکا[1] کی قبر آپ کے قدموں میں ہے۔

حضرت سید کمال ترمذیؒ حضرت امام زید شہیدؒ ابن حضرت امام زین العابدینؒ کی اولاد سے تھے۔ آپ کے گیارہ لڑکے ہوئے۔ آپ کی اولاد بہت پھیلی جو کیتھل کے علاوہ یوپی اور قنوج میں بھی آباد ہوئی۔ آپ کے چھوٹے بھائی سید جمال الدین ترمذیؒ بھی آپ کے ساتھ ہندوستان آئے تھے۔ بعد ازاں وہ کیتھل سے نہوڑ ضلع بجنور میں فروکش ہوئے۔ اس خاندان ترمذی نے اپنے دور میں ہندوستان میں بڑا عروج پایا۔ اس خاندان کے ایک فرد سید حسن جلال الدین احسن ترمذی نے غیاث الدین تغلق کے زمانے میں جنوبی ہندوستان، کرناٹک میں ایک خودمختار سلطنت کی داغ بیل ڈالی۔ حکومت معبر کے نام سے حکومت قائم کی۔ برصغیر کے مشہور مورخ ضیاء الدین برنی نے اس ترمذی خاندان میں اپنے ننھیال ہونے پر فخر کیا ہے۔ مشہور سیاح ابن بطوطہ نے سید جلال الدین احسن کی صاحبزادی سے شادی کی تھی۔ قادریہ سلسلہ کے شہرہ آفاق بزرگ حضرت شاہ کمال کے بیٹوں شاہ عماد الدینؒ، قطب الدینؒ، شاہ موسیٰ ابوالمکارمؒ کی کئی شادیاں بھی اسی خاندان ترمذی میں ہوئیں۔ حضرت شاہ سکندر وس اولیا محبوب الٰہیؒ اسی خاندان کے نواسے تھے۔ آپ رجب المرجب ۶۱۲ھ میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ مزار مبارک ابکا تالاب کے کنارے ملحقہ باغ میں واقعہ ہے۔ آپ چھٹی صدی میں اپنے عزیز و اقارب اور اپنے سینکڑوں ہمراہیوں کے ساتھ ہندوستان آئے اور اس ظلمت کدہ کو نور اسلام سے منور

[1] ابکا دیوی پتھوی راج کی بیٹی تھی۔

Marfat.com

کیا۔ آپکی اولاد میں بہت سے علماء و مشائخ پیدا ہوئے۔ آپ کے خاندان ترمذی کے اوصاف کا تذکرہ مولانا ضیاالدین برنی مولف تاریخ فیروز شاہی نے نہایت ادب واحترام سے کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

کرنال کے بانی راجہ، راجہ کرن کا ایک عادلانہ واقعہ

راجہ کرن بڑا عادل تھا۔ ایک روز ہاتھی پر سوار ہو کر شہر کی حالت دیکھنے کو نکلا۔ ہر طرف دیکھتا بھالتا پھرتا تھا کہ ایک حسین خوبصورت عورت پر اس کی نظر پڑی۔ دیکھتے ہی اس پر فریفتہ ہو گیا۔ ہاتھی کو اسی طرف لے جانا چاہتا تھا لیکن عقل سلیم نے اسے منع کیا۔ آخر کار وہ وہاں سے پھر کر اپنے محل میں داخل ہوا اور دوسرے روز اپنے درباریوں اور بڑے برہمن کو جمع کر کے راجہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جیتے جی اپنے آپ کو آگ میں گرا کر جلا ڈالوں۔ سب نے ہاتھ باندھ کر دریافت کیا تو راجہ نے کہا کہ کل مجھ سے ایسی حرکت ہوئی کہ پرائی عورت پر میرا دل بگڑا۔ یہ سن کر برہمنوں نے کہا کہ تم راجہ ہو کر ایسی پاپ کی کھوٹی نگاہ رکھو تو ہمیں بھی تمہارا جینا نہیں بھاتا۔ اب یہی بہتر ہے کہ ایسی بے دھرم زندگی سے اپنے آپ کو پھونک کر راکھ کر لو۔ آخر کار چتا چنی گئی اور آگ بھڑک اٹھی۔ تب راجہ نے ارادہ کیا کہ اس میں کود پڑے۔ بڑے برہمن نے ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ مہاراج تدارک ہو چکا کیونکہ بدن کی کچھ تقصیر نہ تھی۔ یہ سب آتما (ضمیر) کا گناہ تھا سو اس کو کافی سزا مل گئی جو اس کو اتنی دیر کوفت رہی۔ تب راجہ نے جان کے عوض بہت سا دھن خیرات کیا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت مخدوم امان اللہ خراسانیؒ

آپ کا تعلق سادات عظام خراسان سے اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔ آپ خراسان سے ہندوستان تشریف لائے اور کیتھل میں مسکون ہوئے آپ نے لوگوں کو وعظ ونصیحت کی اور خدائے واحد کو ماننے کی تلقین کی اور بتوں کی پوجا سے منع کیا۔ لیکن کفار برابر انکار پر اڑے رہے۔ جب آپ کی کشف وکرامات سے متاثر ہو کر لوگ مسلمان ہونے لگے تو مقابلہ پیش آیا۔ آپ نے جہاد کیا اور ایک معرکہ میں شہید ہوئے، اور جام شہادت نوش کیا۔ آپ چھٹی صدی ہجری کے بزرگوں میں سے ہیں۔ خواجہ عبدالرشید صوفی بدھنیؒ نے علوم ظاہری آپ سے حاصل کئے تھے۔ مزار مبارک خوبصورت مقبرہ کی صورت میں مرجع خلائق ہے۔ آپ کے نام نامی سے عام لوگ واقف نہیں ہیں۔ آپ عام طور پر صرف مخدوم صاحبؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ ساون کے مہینے میں آپکے مزار مبارک پر مسلسل چار جمعہ میلے لگتے تھے۔ ہر میلہ جمعہ کے دن ہوتا تھا۔ جس میں شہری آبادی کے علاوہ دیہات اور مضافات سے کافی لوگ بڑی تعداد میں جمع ہوتے تھے۔ عورتوں اور مردوں کی تعداد ہزاروں میں پہنچ جاتی تھی۔ بازار لگ جاتے تھے۔ ہر قسم کی کھانے پینے کی اشیاء اور پھل وغیرہ بکثرت بکتے تھے۔ مٹھائیوں کی دوکانیں زیادہ تر ہندوؤں کی ہوتی تھیں۔ الغرض جنگل میں منگل کا سماں ہوتا تھا۔ آپ کے مزار مبارک کا مخصوص تبرک چنے کی دال کی کھچڑی تھی۔ جو کہ غالباً آپ کی مرغوب غذا رہی ہوگی ان میلوں کی چہل پہل قابل دید ہوتی تھی۔ یہی چار جمعراتوں کا میلہ ساون میں حضرت شاہ کمال قادریؒ کی خانقاہ، باغ ہمایوں میں لگتا

Marfat.com

تھا۔ نظم، میتھن میں ساون بھادوں کے مہینے رنگینی بہار کے دن ہوتے تھے۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہواؤں کے ساتھ اودی اودی کالی کالی گھٹائیں رہ رہ کر گھر گھر کے آتیں اور چھا جوں برستیں۔ درختوں کے تلے کھچڑیوں کے پتیلے چڑھے ہیں اور درختوں پر جھولے پڑے ہیں گہنوں سے لدی زرق برق پوشاکوں میں سجی ہوئی حوا کی بیٹیاں لہک لہک کر گا رہی ہوتیں۔ یہی حضرت شاہ کمال صاحبؒ کی درگاہ پر ہوا کرتا تھا۔ ملبوسات شرابور ہیں لیکن سر پاؤں کا ہوش نہیں ہے۔ ہر چہار طرف برسات کے گیتوں سے ایک عالم بے خودی چھایا ہوا ہے۔ جیسے بہار کی کوئلیں کوک رہی ہوں۔ دوسری طرف قوال اور ارباب نشاط کی محفلیں بھی جمی ہیں۔ جگہ جگہ جھول داریاں لگی ہیں اور شامیانے اور قناتیں تنی ہیں۔ کہیں حال ہے اور کہیں وجد ہے۔ اور کہیں قال ہے کہیں اللہ ہو۔ جدھر دیکھو جمگھٹے اور جس طرف نظر اٹھاؤ رنگ و بو کا عالم ہے۔ پیچھے ہی پیچھے ہیں۔ یہ سب مناظر دیدنی ہوا کرتے تھے۔ تذکرۂ غوثیہ میں حضرت غوث علی شاہ پانی پتیؒ نے حضرت مخدوم صاحبؒ کا ایک واقعہ بیان کیا ہے۔

کیتھل کے ایک راجہ اودے سنگھ کو تعصب مذہبی بہت تھا۔ وہ ضدی اور اجڈ بھی تھا۔ ایک دفعہ اس نے حضرت مخدوم صاحبؒ کی قبر مبارک کے اوپر چوکی لگا کر اشنان کیا۔ اس کے درباریوں نے بہت منع کیا مگر وہ نہ مانا۔ اسی وقت اس پر فالج کا حملہ ہوا اور وہ گر پڑا نہانے کی نوبت نہ آئی اس کو فوراً ہی اس بے ادبی کی سزا ملی۔ بہت گھبرایا۔ نواب کنج پورہ سے راہ و رسم تھی۔ اسے پیغام بھیجا کہ آپ کے شہر میں سمی رام سنہا، ایک بڑا کیمیا گر رہتا ہے۔ اس سے چاول بھرا کسیر لے کر بھجوائے تاکہ میں اس موذی مرض سے نجات پاؤں۔ نواب کنج پورہ نے بہ صد مشکل اس فقیر سے قدرے

Marfat.com

اکسیر لے کر لیتھل بھجوائی۔ راجہ کو وہم ہو گیا کہ نہیں معلوم کہ یہ اکسیر اصلی بھی ہے، یا نہیں؟ استعمال سے پہلے امتحان کرنا چاہیے۔ چنانچہ تانبے پر وہ اکسیر مقدار کے موافق ترکیب ڈالی گئی تو سونا بن گیا۔ تب اس کو یقین ہو گیا اور دوبارہ نواب گنج پورہ سے درخواست کی تو یہاں کیمیا گر کو خواب میں حضرت مخدوم صاحبؒ نے متنبہ کیا کہ راجہ کو سزا بے ادبی کی ملی ہے۔ تم ہرگز اب اکسیر نہ دینا" نواب صاحب نے اس فقیر سے سوال کیا اسنے کہا راجہ غضب الٰہی میں مبتلا ہے۔ اس کو ہرگز دوا نہ دوں گا۔ اگر آپ کو اپنی ریاست اور امارت کا گھمنڈ ہو تو میں آج ہی یہاں سے چلا جاتا ہوں۔ میں اب دوا ہرگز نہیں دوں گا۔ نواب صاحب نے اس کیمیا گر کو تسلی دی۔ اور کہا اگر یہ بات ہے تو مت دو ہمکو کیا غرض راجہ ہے تو اپنے گھر کا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بھی پکڑ میں آجائیں ادھر ہر طرف سے مایوس ہو کر رانیوں نے چالیس دن متواتر مزار مبارک پر حاضر ہو کر قبر مبارک پر اپنے سر کے بالوں سے جھاڑو دی۔ اور روزانہ عرق گلاب سے مزار مبارک کو غسل دیا۔ اس دوران خواب میں حضرت نے فرمایا اب یہ ٹھیک نہیں ہو گا۔ البتہ چارپائی پر پڑے پڑے حکومت کرے گا اس کے بعد حکومت ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائے گی۔

ایک بڑی دلچسپ بات یہ ہوئی کہ راجہ کے اشنان کے بعد آپ کے مزار مبارک کا گنبد گر گیا۔ راجہ مذکورہ نے دوبارہ بنوانا چاہا تو آپ نے خواب میں منع کر دیا بعد ازاں تقسیم ہند سے قبل مخیر لوگوں نے ایک مرتبہ پھر گنبد کی تعمیر کرائی تو گنبد پھر گر گیا۔ آپ نے اس بار بھی خواب میں منع کر دیا کہ اسے اب ہرگز تعمیر نہ کرائیں۔

حضرت مخدوم امان اللہ شہیدؒ عنفوان شباب میں خراسان سے تشریف لائے

Marfat.com

اپنے والد کے علاوہ ایک مدت تک حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردیؒ کی خدمت میں رہ کر اکتساب فیض کرتے رہے۔ شہاب الدین غوری کے عہد میں کیتھل تشریف لائے۔ ان مذکورہ الصدور حضرات مشائخ سہروردیہ کے علاوہ آٹھویں صدی ہجری میں اس سلسلہ سے وابستہ اور بزرگ بھی یہاں تشریف لائے۔ اس ضمن میں حضرت شاہ ابراہیم کیتھلیؒ اور مخدوم سلیم آرام شاہ قابل ذکر ہیں۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شیخ صلاح الدین پیر بلخیؒ

آپ کا اسم گرامی حسن تھا اور کنیت ابوالحامد۔ آپ کے والد کا نام محمد الحسین ابوبکر تھا۔ آپ بلخ کے رہنے والے تھے ۵۹۸ ھجری میں کیتھل تشریف لائے۔ اور یہیں ۶۴۳ء ھجری میں جمعہ کے دن ۹ ذی الحج عرفات کے روز شہید ہوئے۔ اٹھ تھبا پیر کے نام سے آپ کا مزار مبارک مشہور تھا۔ آپکا مزار مبارک سیون دروازہ کے اندر واقع ہے اور اس سے متصل ایک مسجد ہے جو ہندوستان کی اولین مسجدوں میں شمار ہوتی ہے قیام پاکستان کے موقع پر، کیتھل سے ہجرت کے وقت اکتوبر ۱۹۴۷ء میں شہر سے مسلمانوں کا آخری قافلہ روانہ ہونے کو تھا کہ اس سے چند روز پہلے ایک عجیب واقعہ رونما ہوا۔ نیم کا ایک درخت جو آپ کے مزار پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ اس سے اچانک شعلے نکلنے لگے۔ یہ شعلے متواتر نکلتے رہے تا آنکہ درخت مذکور جلتا جلتا گر پڑا اور راکھ کا ڈھیر بن گیا۔ یہ واقعہ ان سب لوگوں نے دیکھا جو ہجرت کرنے والے تھے۔

پیر بلخی کے مزار میں سنگ مرمر کا ایک دالان ہے۔ جس کے آٹھ ستون ہیں۔ ان کے ستونوں کے گرد ایک جالی دار کٹہرا تھا جس کے آثار انیسویں صدی کے آخر تک قائم رہے۔ سکھ گردی کے عہد میں اس کو بہت نقصان پہنچا۔

لاہور کے عجائب گھر میں ایک عربی کتبہ موجود ہے۔ جس پر کوفی رسم الخط میں مندرجہ ذیل عبارت کندہ ہے۔ جو گردش زمانہ کے سبب لاہور کے عجائب گھر میں پہنچ گیا۔

هذا مقبره الشهيدا الشيخ ابو الحامد الحسن ابن محمد الحسن ابو بكر الذى البلخى رحمت الله و قد عاش ثمانيه و تسعين

Marfat.com

سنۃ وفات فی یوم الجمعۃ التاسع من ذی الحجہ وھی یوم عرفہ من ثلاثۃ و اربعین و ثمانیہ.

یہ مقبرہ الحامد حسن بن محمد الحسن ابوبکر الذکری البلخی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے۔ تحقیق وہ ۵۹۸ھ میں زندہ تھے اور ۶۴۲ھ میں جمعہ کے روز ۹ ذی الحجہ کو جو کہ عرفہ کا دن تھا شہید ہوئے۔

عبارت وہی ہے جو تذکرۃ الانساب میں شیخ محمد شاکر نے نقل کی ہے۔ بلخ پر جب چنگیز خان کا تصرف ہوا تو آپ یہاں آکر شہید ہوئے۔

حضرت پیر شیخ صلاح الدین بلخی کا مزار سیون دروازے کی طرف واقع ہے۔ کہا جاتا ہے کہ شیخ صلاح الدین بلخی جو شیخ بلخی کے نام سے معروف ہیں، بلخ کے شہزادے تھے۔ ۵۹۸ھ میں ہندوستان تشریف لائے۔ اور کیتھل کی ایک لڑائی میں کام آئے۔ یہ مزار شیخ بلخی کے پوتے نے بنوایا تھا۔ ستون اور گنبد کے اندرونی حصے میں عربی کلمات کھودے گئے ہیں۔ جن میں احادیث اور قرآنی آیات شامل ہیں۔ کیتھل کے ایک راجہ نے شیخ بلخی کے مزار کا تعویز اتار لیا تھا۔ لیکن کہا جاتا ہے کہ اسکا معاوضہ اسے جلد ہی مل گیا۔ اور وہ اپنے کیفر کردار تک پہنچ گیا۔ اس راجہ کا نام معلوم نہیں ہو سکا مزار کی تمام عمارت سنگ رخام سے بنائی گئی ہے۔

شیخ صلاح الدین بلخی و دیگر تتھن شہید

روضہ اش تعمیر کردہ انداز سنگ رخام

نزہۃ الخواطر کے مصنف نے لکھا ہے۔ کہ شیخ بلخی نے ۹۶ سال عمر پائی اور جمعہ کے روز ۹ ذی الحجہ کو وصال فرمایا۔

Marfat.com

......حضرت امام ناصر الدین سپہ سالار لشکر......

آپ بھی بسلسلہ تبلیغ دین اس خطہ میں تشریف لائے۔آپ حضرت امام موسیٰ رضاؒ کے پوتے ہیں۔جمیع الاولیاء آپ کا ذکر نہایت ادب واحترام سے کرتے تھے۔ایک مرتبہ حضرت بو علی شاہ قلندر پانی پتی بھی کیتھل تشریف لائے تو انہوں نے نہایت ادب سے آپ کے مزار پر حاضری دی۔آپ کا مزار اقدس محلّہ سادات میں، مسجد سادات کے ملحقہ قبرستان میں مرجع خلائق ہے۔اس قبرستان میں بہت سے شہیدوں کے مزارات ہیں۔تاریخ محمودی قلمی سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ امام صاحب کا پورا نام ناصر الدین محمود تھا۔آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اضلاع کرنال، کیتھل، سہارن پور اور مظفر نگر میں کفار کا مردانہ وار مقابلہ کیا۔تاریخ محمودی میں مرقوم ہے کہ آپ نے آتشیں ہتھیار استعمال کیے۔اور کفار کے خلاف جہاد کرتے ہوئے کرنال کے قریب کیتھل کے مقام پر امام موصوف کی انگشت مبارک شہید ہوگئی یا آپ کا دست مبارک شہید ہوگیا۔یہاں آپ کے پورے دست مبارک کو بڑے احترام سے دفن کیا گیا۔آپ کا سر مبارک جھنجھانہ میں دفن ہے اور جسم مبارک بڈھانہ میں مدفون ہے۔ان تینوں مقامات پر آپ کے الگ الگ مزارات موجود ہیں۔آپ نے سرزمین ہند میں جو معرکے لڑے ان معرکوں میں جلال الدین کاشغریؒ نے بڑی شجاعت کا مظاہرہ کیا۔وہ شاہ قتال کے لقب سے مشہور ہوئے۔ان کے ایک ساتھی امام رکن الدین ابوالفتح بھی بڑی بہادری اور بے جگری سے لڑے۔ان شہداء کے مزارات جھنجھانہ کے علاوہ اضلاع کرنال کے گردونواح میں موجود ہیں۔امام ناصر الدین محمود، سلطان شہاب

Marfat.com

الدین غوری سے ذرا پہلے ایک چھوٹے سے لشکر کیساتھ بغرض جہاد (اس) خطہ کیتھل میں آئے تھے۔مگران کے اس چھوٹے سے لشکر کی آمد کا کسی مورخ نے ذکر نہیں کیا۔ آپ خراسان سے آئے تھے۔اپنے سفرنامہ ہند میں پروفیسر محمد اسلم نے یہ انکشاف کیا ہے کہ "کتاب الشہادت" کے عنوان سے ایک مخطوطہ جھنجھانہ میں دریافت ہوا ہے۔ جس کا نام امام ناصرالدین محمود اور جھنجھانہ کے راجہ جھن جھن بدری پرشاد کے مابین ہونے والی جنگ کے ذکر کے ضمن میں آیا ہے۔اس کتاب میں امام صاحبؒ کے ساتھ شہید ہونے والوں کے نام بھی درج ہیں۔

ڈاکٹر تنویر احمد علوی استاد شعبہ اردو دہلی یونیورسٹی، جو فارسی کتابوں کو اردو کے قالب میں ڈھالنے میں خاص مہارت رکھتے ہیں، کتاب "الشہادت" کی نقل لے آئے ہیں۔انہوں نے تاریخ محمودی کے عنوان سے اس کا اردو ترجمہ ۱۹۴۱ء میں شائع کر کے تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ پانی پت کی تاریخ کے اوراق سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام بدرالدین بدر عالم کی سرکردگی میں ایک سو ساٹھ مجاہدین کا قافلہ جس میں ابواسحاق غازی ابوالقاسم اور سید علی اکبر شہید شامل تھے، پانی پت میں وارد ہوا۔اس خطہ میں ان سب مجاہدوں نے جام شہادت نوش کیا۔ پانی پت کی تاریخ کے اوراق کا مطالعہ کرنے سے یہ بات بالکل عیاں ہے۔ ۴۳۰ء ھجری میں خواجہ عبدالرحمن گازرونی سالار افواج غزنویہ نے پانی پت کو تسخیر کیا اور یہاں اقامت اختیار کی اور ان سے کچھ عرصہ پہلے ایک سو ساٹھ مجاہدین کے ایک قافلہ کی آمد کا ذکر بھی ملتا ہے۔اس طرح یہ بھی قرین قیاس ہے کہ امام ناصرالدین سالار اور ان کے ساتھیوں، جلال الدین کاشغری، شاہِ قتال، امام رکن الدین ابوالفتح کے مختصر لشکر نے

Marfat.com

افواج غزنویہ سے پہلے لشکر کشی کی ہو اور جام شہادت نوش کیا ہو۔

نوٹ:۔

قدیم تاریخ پڑھکر معلوم ہوتا ہے کہ شمالی ہندوستان پر افواج غزنوی کی عارضی فتح ۴۱۲ھجری ۱۰۲۱ء میں ہوئی ۴۳۳ھجری ۱۰۴۲ء میں انہوں نے تھانسیر کے قلعہ ہریش چندر کو فتح کیا بعد ازاں سرزمین کیتھل کو روندتے ہوئے بھٹنڈا اور ہانسی کے قلعے فتح کئے۔

امام موصوف حضرت امام موسیٰ رضاؒ کے پوتے ہیں۔ یہی بزرگ سب سے پہلے دعوت اسلام لیکر کیتھل اور خطہ کیتھل تشریف لائے اور جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ بہت سے بزرگوں کے علاوہ ایک مرتبہ قلندر صاحب جن دنوں کیتھل کے جنگلوں میں گھوم پھر رہے تھے۔ تو امام موصوف کے مزار پر حاضر ہوئے۔ بپاس ادب دور سے ہی فاتحہ پڑھی۔ علاوہ ازیں کیتھل میں بہت سے اور شہداء کے مزارات بھی ہیں جو مختلف جنگوں میں شہید ہوئے۔

امام علی رضا کے صاحبزادے کا مزار بھارت میں دریافت

پٹیالہ (اے این این) سرکار دو عالم حضرت محمدؐ کی پشت سے تعلق رکھنے والے امام علی رضا کے صاحبزادے مشہد علی (امام ناصر الدین) کا مزار بھارت میں دریافت ہوا ہے۔ بھارتی پنجاب کی مسلم گورننگ باڈی کے مطابق مزار پٹیالہ سے 28 کلومیٹر دور سمانیہ کے قصبے میں دریافت ہوا ہے۔ اس قصبے کا نام امام مشہد علی کی والدہ کے نام پر رکھا گیا تھا۔ وقف بورڈ نے دریافت مزار کو اسلامی تاریخ کے حوالے سے

Marfat.com

انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا ہے اور مزار کو زائرین کیلئے کھولنے پر غور کیا جارہا ہے۔ یہ پہلا موقع ہے کہ حضرت محمدؐ کے نسب کی پشت میں سے کسی متبرک ہستی کی قبر بھارت میں دریافت ہوئی ہے۔ اسلامی مورخین کے مطابق یہ مقبرہ تقریباً 400 سال قبل بادشاہ اکبر کے دور میں تعمیر کروایا گیا تھا۔

بشکریہ ''روزنامہ خبریں'' ملتان

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......شاہ ولایت حضرت خواجہ عبدالرشید صوفی بدھنی ؒ......

آپ کے والد بزرگوار حضرت خواجہ سید نصیر الدین مکی مکہ معظّمہ سے بموجب ارشاد نبوی ﷺ ہندوستان وارد ہوئے اور کیتھل کو اپنا مسکن بنایا۔ حضرت کی ننھیال مدنی ہے اس لئے آپ مکی مدنی کہلاتے تھے۔ آپکا تمام خاندان والدہ ماجدہ، والد بزرگوار اور آپ کے ماموں حضرت مخدوم علی احمدؒ یہاں چند درویشوں کے ساتھ تشریف لائے تھے۔ صوفی بدھنیؒ یہیں پیدا ہوئے۔ آپ کی پیدائش سے قبل حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکیؒ حضرت خواجہ معین الدین کے حکم پر آپ کے لئے ایک خرقہ اور دستار لیکر دہلی سے کیتھل آئے۔ بعد پیدائش خرقہ اور دستار آپکو پہنایا۔ تین روز آپ نے کیتھل میں قیام فرمایا پھر دہلی تشریف لے گئے۔ برصغیر کی تقسیم سے قبل بطور تبرک حضرت بختیار کاکیؒ کے بیٹھنے کی جگہ پر ایک مصلا نما نیلے پتھر کی سل لگی ہوئی تھی۔

آپنے تمام عمر کسی غیر محرم خاتون کی شکل نہ دیکھی اور نہ نکاح کیا، تمام عمر مجرد رہے۔ چہرہ مبارک پر ہر وقت ایک نقاب پڑا رہتا تھا صبح سے شام تک روزانہ دو قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے۔ رات بھر میں تین سو نوافل پڑھتے تھے۔ آپ حافظ قرآن تھے ایک دفعہ حضرت بختیار کاکی اور صوفی بدھنیؒ حج کے سفر پر تھے۔ انتہائے سفر بغداد کے نزدیک چنگیزیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گئے۔ چنگیزیوں کا دستور تھا کہ تمام قیدیوں کو بھوکا پیاسا رکھا جاتا تھا۔ حضرت بختیار کاکیؒ نے تمام قیدیوں کو اپنی بغل سے گرم اور تازہ روٹیاں نکال نکال کر قیدیوں کو تقسیم کیں اور صوفی بدھنی نے اپنے وضو کے لوٹے

Marfat.com

سے سب کو پانی پلایا تا آنکہ سب سیراب ہو گئے۔ اسی وجہ سے حضرت بختیار کا کی کا لقب کا کی پڑ گیا۔ ترکی زبان میں کا کی بمعنی روٹی ہے، اور آپ کو صوفی بدھنی کہا جانے لگا۔ کیونکہ عربی میں بدھنا بمعنی لوٹا مستعمل ہے۔ ایک دوسری روایت لقب صوفی بدھنی کی یہ ہے کہ قدیم زمانہ میں یہاں ایک ندی ''مدھوسروا'' بہتی تھی جس سے لوگوں کو بہت زیادہ تکلیف تھی۔ طغیانی پر آتی تھی تو بڑی تباہی پھیلاتی تھی لوگوں نے سال بہ سال اس آفت سے بچنے کے لئے آپ سے درخواست کی تو آپ نے خادم کو حکم دیا کہ اس لوٹے میں اس کا پانی بھر لاؤ اس کے بعد آپ کے روحانی تصرف سے اس ندی کا پانی خشک ہو گیا۔ آپ شہر میں شاہ ولایت کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ کی خانقاہ جس علاقہ میں واقع ہے وہ بھی آپ کی وجہ سے محلّہ شاہ ولایت کہلاتا ہے۔ اس ندی کی گزرگاہ میں آپکا عالیشان مزار مبارک بنا جبکہ رہائش بھی اسی جگہ تھی۔ بوقت وفات آپ نے وصیت فرمائی تھی کہ فقیر کے گھر کی جگہ مسجد تعمیر کریں۔ سبب وفات یہ ہے کہ کوئی سوداگر آپ کا مرید تھا اس نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ اسنے کچھ سامان تجارت خریدا ہے دعا فرمائیں کہ اس میں نفع ہو۔ وہ سامان تجارت بہ نفع کثیر فروخت کر کے حاضر خدمت ہوا تو اس وقت آپ محو استراحت تھے۔

اسنے جگانا مناسب نہ سمجھا اور چند اشرفیاں بطور نذر آپ کے بستر کے نیچے رکھ کر چلا گیا۔ بیدار ہونے پر ناگہاں آپ کی انگلی اشرفیوں سے چھوگئی آپ کی طبیعت کو بے حد رنج و ملال ہوا۔ کیونکہ آپ نے کبھی اپنی زندگی میں روپیہ پیسے کو ہاتھ نہیں لگایا تھا۔ یہ آپ کے تقویٰ کی انتہا تھی۔ اس معاملہ میں آپ کا طرز زندگی بالکل حضرت مسیحؑ کے مانند تھا۔ آپ نے فرمایا افسوس ہمارا ہاتھ نجس ہو گیا۔ آپ نے اپنی

Marfat.com

انگلی کوایک اینٹ پراس قدر رگڑا کہ جس سے آپ کا تمام ہاتھ متورم ہوگیا۔اور پھر اسی عارضہ میں وصال فرمایا۔مگر ہاتھ آپ کے وجود سے علیحدہ ہی رہا۔تدفین کے بعد قبر شق ہوگئی اور آپ کا دست مبارک باہر آگیا لوگ نہایت خوف زدہ ہوئے۔یہ تمام ماجرہ حضرت مخدوم امان اللہ شہیدؒ، جواس وقت حیات تھے، کی خدمت میں بیان کیا گیا حضرت مخدومؒ نے آکر اپنے لب مبارک سے اس ہاتھ کو جو حضرت کی نگاہ میں ناپاک ہوگیا تھا پاک کیا تب وہ ہاتھ جسم کے قریب ہوااس کے بعد پھر کبھی آپ کا ہاتھ قبر سے باہر نہ آیا۔

تجرید وتفرید میں شان بلند رکھتے تھے۔جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے وہ ظہور میں آجاتا۔ایک مرتبہ سلطان علاؤ الدین جہاں سوز کا گزر کیتھل سے ہوا یہاں ابھی تک اس محیر العقول واقعہ کا چرچا تھا۔یہ واقعہ سن کر وہ بہت متاثر ہوااور مزار مبارک پر حاضری دی۔ پھراس نے آپ کے اعزاز میں مزار مبارک اور مسجد کی تعمیر کرانے کے علاوہ خدام کے لئے مکانات کی تعمیر کا بھی حکم دیا۔اس واقعہ کی یادگار کے طور پر آج بھی مسجد کے درودیوار پر ''بعہد دولت سلطان علاؤ الدین جہاں سوز'' کی عبارت کندہ ہے۔

مزار، مسجد، نوبت خانہ اور دیگر عمارات کی رفعت شان سے ظاہر ہوتا ہے کہ بادشاہ کو آپ سے بڑی عقیدت تھی۔تقسیم ہند سے قبل نوبت خانہ کی عمارت میں جو آپکے مزار مبارک کے مقابل ہے، ایک پشتینی شہنائی نواز گھرانہ آباد تھا۔جو ہر جمعرات کو نوبت ونقارہ کے علاوہ شہنائی بجایا کرتا تھا۔وصال ۶۴۲ھجری ماہ صفر کی ۲۸ تاریخ کو ہوا۔آپ کے عرس مبارک کے موقع پر ان دنوں سماع کی محفلیں جما کرتی

Marfat.com

تھیں ۔ بڑی رونق اور چہل پہل ہوتی تھی ۔ عرس کے ایام میں روزانہ صبح وشام مقررہ اوقات میں نوبت بجتی تھی ۔ کہا جاتا ہے پیدائش سے قبل آپ کی والدہ ماجدہ کو خواب میں حضرت خواجہ عثمان ہارونیؒ نے فرمایا تھا کہ تمہارا بیٹا اولیائے کاملین میں سے ہوگا۔ اس کا نام عبدالرشید رکھنا۔ صوفی بدھنیؒ، حضرت شرف الدین بوعلی قلندرؒ، قطب جمال الدین ہانسویؒ اور شاہ فرخ گہانوی آپس میں خالہ زاد بھائی تھے۔

اخبار الاخیار میں آپ کی پیدائش ۶۳۹ ھجری اور وصال ۷۰۴ ھجری لکھا ہے۔ کسی اور تذکرہ میں ولادت ۵۹۵ ھجری درج ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

کیتھل کے سرمایہ افتخار کبیر ملک العشاق، شیخ آلافاق

......حضرت شاہ کمال قادری علیہ الرحمتہ......

اس خاندان غوثیہ کے مورث اعلیٰ حضرت شاہ کمال قادریؒ حضرت امام حسنؓ کی اولاد سے ہیں۔ آپ شہر کیتھل کے سب سے آخری عظیم بزرگ ہیں جو دیار غیر سے آکر خطہ کیتھل میں مع اہل وعیال مسکون ہوئے۔ آپ بلدہ، بغداد سے خشکی کے راستہ تشریف لائے اور کیتھل کو رشک افزائے ثبت بنایا۔ آپ عہد ہمایوں بادشاہ میں یہاں توطن پذیر ہوئے۔ ''کرامات الاولیاء'' سے روایت ہے کہ آپ کا وطن خاص بغداد ہے۔ ''شرائفہ غوثیہ'' سے منقول ہے آپ کوفہ سے تشریف لائے۔ حدیقتہ الاولیاء اور کرامت اولیاء کی روایات زیادہ مستند ہیں، کہ آپ کا وطن خاص بغداد ہے اور آپ بغداد سے ہی تشریف لائے۔ جب بغداد کے حالات بہت خراب ہوئے۔ تاتاریوں نے بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجادی اور قتل عام کیا تو اس افراتفری میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؓ کی اولاد نے بھی بغداد سے ہجرت کی۔ آپ کے جدامجد بھی کوفہ چلے گئے اور کوفہ میں اقامت اختیار کی۔ امن وامان کے بعد بغداد اور کوفہ دونوں جگہ خاندان کے افراد رہائش پذیر رہے۔ آپ کے چچا حضرت سید مرتضیٰؒ جو کہ آپ کے سسر بھی تھے کوفہ ہی میں رہے۔ آپ کے والد بزرگوار حضرت حاجی سید عمرؒ بغداد آگئے، جہاں آپ کی پیدائش ہوئی۔

آپ عہد ہمایوں بادشاہ میں تشریف لائے اور کیتھل آکر مقیم ہوئے۔ آپ سے اور آپکے پوتے حضرت شاہ سکندر روس محبوب الٰہیؒ سے متعلق قریباً تمام شاہان

Marfat.com

مغلیہ عہد کے جو فرامین ہیں وہ اب تک اس خاندان میں محفوظ ہیں۔ان سے یہ بات صاف عیاں ہے کہ اس خاندان ِ عالیشان کی عظمت شاہان وقت کے دل میں کتنی تھی۔ بزرگان کیتھل میں انہی مندرجہ بالا دو خاندان ترمذی سادات اور گیلانی سادات کے بزرگ ایسے ہیں جو یہاں آکر مستقل سکونت پذیر ہوئے۔اور جنہوں نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس خاک پاک کو عزت بخشی۔

تحقیق سے ثابت ہے کہ آپ ابراہیم لودھی کے آخری عہد میں ہندوستان تشریف لائے۔ اول ٹھٹھہ، سندھ اور ملتان میں قیام کے بعد بلوچستان، سندھ کے علاوہ پنجاب کے مختلف مقامات کو آپ آب وحدت سے سیراب کرتے ہوئے۔ ہمایوں کے عہد میں کیتھل میں توطن پذیر ہوئے۔دوران سفر بہت سے ہندو جوگیوں سے روحانی معرکے ہوئے۔آخرکار یہ جوگی آپ کے دست حق پرست پر مسلمان ہوئے۔آپکے عہد کے تمام بزرگ آپ کی عظمت وشان کے معترف ہیں۔طریقت میں آپ حضرت شاہ فضیل قادریؒ سے خلافت یافتہ ہیں۔۲۸ جمادی الثانی ۹۸۱ھ کو حق سبحانہ تعالیٰ کے جوار رحمت میں پیوستہ ہوئے۔

آپ کے تین بیٹے اور تین بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بڑے بیٹے حضرت شاہ عماد الدین دوسرے شاہ موسیٰ ابوالمکارم اور تیسرے شاہ نورالدین جو چھ سات سال کی عمر میں رحلت کر گئے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شاہ عبداللہ سکندر روٗس محبوب الٰہی لقب شاہ شاہاں

مرحبا محبوب ربّ ذوالجلال

از خدا آمد خطاب باکمال

حضرت شاہ عماد الدین کے ہاں صاحب سجادہ تولد ہوئے۔ اور دو دختر تولد ہوئیں۔ بوجہ ناراضگی والد بزرگوار حضرت شاہ عماد الدین کی جگہ آپ کے پوتے شاہ شاہاں حضرت شاہ سکندر روٗس الاولیا محبوبؒ الٰہی صاحب سجادہ ہوئے، اور نیابت غوثیہ حاصل ہوئی۔ حضرت شاہ عماد الدینؒ بعد از وصال والد بزرگوار در عہد فرزند کیتھل آئے۔ ۱۲ رمضان المبارک ۹۸۵ھ کو انتقال کیا۔ والد بزرگوار کے روضۂ مبارک کے متصل جانب مشرق مدفون ہوئے۔ شاہ شاہاں حضرت شاہ سکندر روٗس محبوب الٰہیؒ صاحب سجادہ، ماہ رمضان المبارک ۹۵۹ھ بروز شنبہ پیدا ہوئے۔ اور ۱۰ جمادی الاول ۱۰۲۵ھ کو وصال فرمایا۔

عمر مبارک ۶۶ سال تھی، تالاب بدھ کیار کے مشرقی کنارے پر آپکا روضہ مبارک دور سے نظر آتا ہے۔ برسات کے موسم میں جب یہ تالاب پانی سے بھر جاتا تھا تو اپنی وسعت کے لحاظ سے ایک بڑی جھیل سے کم نظر نہ آتا تھا۔ تب بڑا دل فریب منظر پیش کرتا۔ کہا جاتا ہے کہ اس تالاب کی سوت زمیں دوز ایک نال کے ذریعہ دریائے سرسوتی سے ملتی ہے۔

تقسیم ہند کے بعد بزرگان قادریہ کا عرس مبارک ۲۸ تا ۳۱ مارچ کو ہر سال منعقد ہوتا ہے۔ ہزاروں افراد بلا تفریق مذہب وملت اس میں شریک ہوتے ہیں۔

Marfat.com

زیادہ تفصیل اس کی آپ کو کتاب الکمال میں ملے گی۔ آپ دونوں بزرگوں کے مزارات شہر سے باہر کی جانب تالاب کے مشرقی کنارے، شاہراہ کرنال پر اپنی رفعت وشان کے لحاظ سے شاہان مغلیہ اور اُن کے اُمرا کی عقیدتمندیوں کی بہت دیرپا یادگاریں ہیں۔

اعلیٰ حضرت شاہ کمال قادریؒ کے مزار پُر انوار پر جمادی الثانی کے علاوہ ساون کے مہینے میں ہر جمعرات کو میلے لگتے تھے۔ جن میں قوالی کی محفلیں الگ ہوتی تھیں اور شہر کے ارباب نشاط کی محفلیں الگ جمتی تھیں، دنگل اور کشتیوں کا اکھاڑا الگ منعقد ہوتا تھا۔ تذکرہ غوثیہ سے منقول ہے کہ حضرت غوث علی شاہؒ پانی پتیؒ نے ارشاد فرمایا، مخدوم علاؤالدین صابرؒ اور حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کو اس قدر جلال تھا کہ جو شخص یا چیز آپ کے سامنے آتی سوختہ ہو جاتی تھی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ تجلی ذات ومشاہدہ ذات دوامی تھا۔ ایسا مشاہدہ اور جلال چند اولیاءاللہ کو حاصل ہوا ہے۔

حضرت شاہ سکندر روٗس اپنے عم بزرگوار شاہ موسیٰ ابوالمکارمؒ کے ہاں بی بی زینب خاتون سے بیاہے گئے۔ بی بی صاحبہ چند روز بعد فوت ہو گئیں۔ دوسری مرتبہ عم بزرگوار کی دوسری بیٹی بی بی دولت خاتون سے بیاہے گئے ان کے بطن سے دو بیٹے پیدا ہوئے۔ سید گدا رحمان عباسؒ، اور سید محبّ اللہ الیاسؒ ، سید گدا رحمان عباسؒ کے دو بیٹے سید شاہ محمد فلحال اور سید شاہ قطب منورؒ تھے۔ شاہ محبّ اللہ الیاس کے ہاں محمد شاہ علی پیدا ہوئے۔

والدہ ماجدہ حضرت شاہ سکندر روٗس بی بی سیدہ نصیبہ دختر سید علی اکبر ترمذیؒ بن سید خدائیہ بن سید عثمان، سید عبداللہ ابن ملک سید قطب الدین کا شجرہ نسب حضرت

Marfat.com

سید کمال ترمذیؒ سے جا ملتا ہے۔ ملک سید قطب الدین ترمذیؒ زہد اتقا میں یگانہ روزگار ہونے کے علاوہ ریاست و امارت کے حامل بھی تھے۔

روایت ہے کہ جب آپ کو مکتب میں داخل کرایا گیا آپکے استاد نے ''الف'' پڑھنے کو کہا آپ نے کہا ''الف'' پھر استاد نے کہا پڑھو ''ب'' آپ نے جواب دیا کہ الف پڑھ لیا ہے یہی کافی ہے۔ ب کی ضرورت نہیں پھر آپ نے ''الف'' کے اتنے معانی بیان کیئے کہ استاد کو سخت تعجب ہوا۔

آپ کی پیدائش ۹۵۹ھ میں ہوئی۔ دادا بزرگوار نے ان کا نام شاہ عبداللہ سکندر تجویز کیا بعد ازاں قدرت نے آپ کے سر پر رئیس اولیائی کا تاج رکھا گویا آپ کا پورا نام شاہ عبداللہ سکندر رؤس الاولیاؒ، شاہ شاہاں اور محبوب الٰہی آپ کے القاب ہیں۔

ابتدائے سلوک کے زمانے میں آپ نے بے انتہا ریاضت کی اکثر و بیشتر آپ سردیوں میں اپنے کپڑوں کو بھگو کر دل جمعی کے ساتھ عبادت میں مصروف ہوتے آپ نے کیتھل اور سامانے کے جنگلات میں بے انتہا ریاضت، کی اس زمانے میں آپ کی کیفیت یہ تھی کہ دن بھر روزہ رکھتے اور شام کو پانی سے افطار کرتے۔

حضرت شاہِ شاہاں ولایت میں غوث الثقلینؒ کے حقیقی وارث تھے۔ آپ کی اولاد میں بھی ولایت عزت و شرافت کا ورثہ بدستور قائم رہا۔

Marfat.com

جانشین:۔

حضرت شاہ سکندر روس اولیاء محبوب الٰہیؒ کے دو فرزند ہوئے۔ شاہ گدا رحمان عباسؒ اور شاہ محبّ اللہ الیاس زہدیؒ آپ کی خلافت دونوں کو ہی حاصل تھی حضرت خواجہ محمد معصوم سرہندیؒ آپ کا بے حد احترام کرتے تھے۔ مکتوبات معصومیہ دفتر اول کے دو مکتوب ۲۷ اور ۴۷ کے ایک ایک لفظ سے مکتوب نگار کی عقیدت و محبت ظاہر ہوتی ہے۔ خاندانی روایت کے مطابق تبلیغ و اشاعت میں بھی مصروف رہے۔

☆☆☆☆☆

......حضرت شاہ گدا رحمان عباس فرزند اکبر......

آپ کشف و مجاہدہ تزکیہ نفس میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ خورد سالی میں ہی مراتب عالیہ حاصل ہوئے۔ آپ کی ذات بابرکات سے خلق خدا کو بے شمار فائدہ ہوا۔ آپ دن کو حدیث اور فقہ کا درس دیتے اور شب کو طالبان حق کی تعلیم میں مصروف رہتے۔

آپ کا وصال ۱۰۳۱ھ میں ہوا۔ ھادی اعظم سے مادۂ تاریخ نکلتی ہے۔ آپ کا مزار مبارک والد بزرگوار کے پہلو میں ہے۔ آپ کے خلفاء میں سید حامد احمد آباد گجرات، شیخ حسام الدین بنوت، محمد شیخ اسحاق سندھیؒ، اور محمد ہاشم منڈل سامانہ مشہور ہیں۔ آپ کی اولاد میں حضرت شاہ محمد فلحالؒ، شاہ قطب منورؒ، شاہ محمد کمال روشن جمالؒ، سید شاہ محمد جعفر اور سید محمد عظیم قابل ذکر ہیں۔ آپکی اولاد زیادہ تر سامانہ میں آباد ہوئی ۱۹۴۷ء

Marfat.com

میں سید شاہ عبدالنبی اور سید محمد صدیق اس خاندان کے چشم و چراغ بقید حیات تھے۔

حضرت سید شاہ محمد جعفر قادریؒ ریاست پٹیالہ متاخرین بزرگوں سے تھے اور خاندان کمالیہ کے بڑے صاحب جذبہ بزرگ تھے۔ صاحب تذکرۂ غوثیہ حضرت سید غوث علی شاہ پانی پتیؒ نے آپ سے روحانی فیض حاصل کیا تھا۔

حضرت شاہ محمد عظیم قادریؒ ۱۹ ویں صدی کے بڑے صاحب فیض بزرگوں میں سے تھے۔ مہاراجہ آف پٹیالہ آپ سے بے حد عقیدت رکھتا تھا۔ ایک مرتبہ پٹیالہ کو چھاؤنی بنانے کی تجویز ہوئی راجہ کو معلوم ہوا کہ انگریز اس کو چھاؤنی بنانے لگے ہیں۔ تو یہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی آپ نے فرمایا چھاؤنی پٹیالہ کو بننا تھی مگر ایسا نہیں ہوگا کچھ عرصے کے بعد انبالہ چھاؤنی بنی۔

☆☆☆☆☆

......حضرت شاہ محبّ اللہ الیاس زہدیؒ......

آپ بچپن سے ہی صاحبِ کرامت اور محرم باطن تھے۔ ریاضت و عبادت میں اور مجاہدے میں کافی شہرت رکھتے تھے۔ آپ دن میں درس و تدریس، وعظ و نصیحت میں مصروف رہتے اور رات کو عبادت میں محو ہو جاتے۔ علم و فضل کا یہ حال تھا کہ آپ کے پاس دُور دُور سے لوگ آتے اور فلسفہ اور حکمت کے دقیق مسائل حل کراتے۔

ایک مرتبہ حاکم شہر حاضر ہو کر آپ کی بارگاہ میں دیر تک کھڑا رہا۔ آپ نے نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ آخر ایک مصاحب نے جب عرض کیا حضرت حاکم وقت

Marfat.com

آپ سے ملنے کے لئے آئے ہیں۔ آپ نے یکایک آنکھ کھولی اور فرمایا۔

بہ چشمان دل بین حضرت دوست

ہر چہ بینی بداں کہ مظہر اوست

حاکم کے دل پر اسکا اثر یہ ہوا کہ وہ قدم بوس ہو گیا۔

آپ نے یکم محرم ۱۰۸۶ھ، ۱۶۷۵ءکو انتقال کیا۔

مزار مبارک الگ احاطہ میں ہے۔آپ کے خلفاء میں سید سلیمان واسطی، شیخ تاج محمود شاہ آبادی، سید موسیٰ بخاری پالن پوری اور شیخ باقر قریشی شامل ہیں۔

☆☆☆☆☆

......حضرت سید محمد شاہ علی قادری علیہ رحمتہ......

آپ کا لقب زندہ ولی ہے۔آپ اپنے والد حضرت شاہ محبّ اللہ الیاس زہدیؒ کے خلیفہ اور جانشین تھے۔

علوم معقول ومنقول کی تحصیل مکمل کرنے کے بعد آپ مراتب عالیہ پر فائز ہوئے۔۱۹ برس کی عمر میں درس وتدریس کا سلسلہ شروع کیا۔آپ زیادہ تر مجاہدہ وریاضت میں مصروف رہتے تھے۔بسا اوقات استغراق بڑھ جاتا تو حجرہ میں گوشہ نشین ہو جاتے۔آپ نے بہت سے غیر مسلموں کو اپنے دست حق پرست پر مسلمان کیا۔ایک ہندو جوگی بال ناتھ جو تلاش حق میں سرگرداں تھا آپکی خدمت میں پہنچ کر مسلمان ہوا اس وقت اس کی عمر ستر سال تھی۔آپ نے اس کو شادی کا حکم دیا۔اسنے اپنی ضعیف العمری کا عذر کیا لیکن آپکے اصرار پر اس نے شادی کر لی۔آپ نے فرمایا

Marfat.com

ایک سیر آٹا لا کر ہمارے لنگر میں شامل کردو اللہ تعالیٰ ایک بیٹا عطا کرے گا۔آپ کی یہ پیشین گوئی پوری ہوئی۔ آیندہ سال آپ نے فرمایا کہ عبداللہ تری اولاد بڑھتی رہے گی جب تک ہمارے لنگر میں ایک سیر آٹا شامل کرتی رہے گی۔ اس نومسلم کی اولاد بہت پھیلی۔ یہ لوگ اپنے آپ کو جوگی کہلاتے تھے۔

آپ نے ۲۰ ذی الحج ۱۱۳۱ھ بمطابق ۱۷۱۷ء کو انتقال کیا آپ کا مزار مبارک ایک الگ احاطے میں واقع ہے۔ جہاں یہ شعر لکھا ہوا ہے۔

محمد شاہ علی روشن ضمیر است

زپا افتادگاں را دستگیر است

"زہے عاشق، عجب معشوق الٰہی" سے مادہ تاریخ وفات نکلتا ہے۔آپ کے خلفاء کی تعداد آٹھ بیان کی جاتی ہے۔ جن میں بہاولپور کے ملوک شاہ غازیؒ، عبداللہ جوگی، شاہ رحیم دہلوی، بابا دربار پوری، شیخ محمد شاکر، عبدالسلام اڑیسہ قابل ذکر ہیں۔

سب کچھ ہونے کے باوجود فقر وفاقہ کو محبوب جانتے تھے۔ ہزاروں کی فتوحات آئے دن آتیں لیکن کبھی جمع نہ کرتے جس دن جو کچھ آتا۔ اسی دن لوگوں میں تقسیم کردیتے۔ حضرت کبیر الدینؒ، جو عابدوں کی زینت اور اہل ارشاد کا فخر ہیں آپ اپنی کرامتوں کی وجہ سے مشہور ہیں۔آپ کے رُشد وہدایت کا چرچا تھا۔ اپنی بزرگی اور اہلیت کی بنا پر اپنے والد بزرگوار کی مسند پر فائز ہوئے تھے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت سید علی شاہ سید رحمۃ اللہ علیہ

شاہ محمد فلحالؒ، شاہ قطب منورؒ، محمد شاہ علی قادریؒ، شاہ کبیر الدین عابدؒ، شاہ محمد بالا ماہؒ، شاہ حسن الدینؒ، سید محمد علی شاہؒ، حضرت سید علیؒ شاہ، سید قبلہ عالم حضرت سید عبدالعلی شاہ قادریؒ اور حضرت سید علی احمد شاہ گیلانیؒ جنہوں نے اپنے فیوضات سے ایک عالم کو منور فرمایا۔

آپ انیسویں صدی میں درگاہ کمالیہ کے سجادہ نشین تھے۔ آپ علم تصوف اور معرفت کے جامع اوصاف اور صاحب ولایت بزرگ تھے۔ علماء و مشائخ دور دور سے آ کر ملاقات کرتے تھے۔ شیخ عبدالحق مفسر تفسیر حقانی نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں آپ نے عملی حصہ لیا۔ انگریزوں کے اصرار کے باوجود آپ نے عدم جہاد کے فتویٰ پر دستخط نہیں کیے۔ انگریزوں نے تعاون نہ کرنے پر آپ کی آبائی جاگیریں ضبط کر لیں۔ قائد ملت لیاقت علی خاں کے دادا نواب احمد علی خاں آپ سے ارادت رکھتے تھے۔ آپ نے ۶ رجب ۱۲۹۲ھ 17 جولائی ۱۸۷۵ء کو انتقال کیا۔ آپ نے نظم و نثر دونوں میں طبع آزمائی کی آپ فارسی کے علاوہ اردو میں بھی شعر کہتے تھے۔ آتش، ذوق، غالب، مومن اور ناسخ کے ہم عصر تھے۔ آپ کی شاعری کی سب بڑی خوبی آپ کے یہاں عشق حقیقی اور عشق مجازی کا بیان اس طرح کیا گیا ہے کہ وہ ایک ہو گئے۔ آپ کی غزلیات میں میر درد کا رنگ نمایاں ہے۔ جس زمانہ میں آپ پیدا ہوئے یہ زمانہ بڑی ابتلا اور ار کرب کا زمانہ تھا۔ انگریزوں نے ملک پر جو اثرات چھوڑے ان کو سید نے اپنے دل میں محسوس کیا۔ بعض اشعار اپنے دور کی

Marfat.com

ترجمانی کرتے ہیں آپ کا دیوان قندنبات ۱۹۹۳ء میں فخر برادرن شیخوپورہ نے شائع کیا ہے۔ (سید خورشید بخاری)

نمونہ کلام

فصل گل آمد دلا دیوانہ می باید شدن
یک سر از خلق خدا بیگانہ می باید شدن
ساقیا نزدیک آمد موسم پیمانہ شکن
باز اکنوں برسرِ پیمانہ می باید شدن
استخوان ہائے وجود خویش را کن حرف عشق
گر ترا در زلف خوباں شانہ می باید شدن
سیدا بر گفتۂ واعظ مکن ہر گز خیال
بے تامل جانب میخانہ می باید شدن

☆☆☆☆

نہ کر بادِ صبا شدت سے زلف یار کے ٹکڑے
ہوئے جاتے ہیں اس غم سے دل افگار کے ٹکڑے
میں وہ دیوانہ صحرائے وحشت ہوں خدا جانے
کف پا سے بنا ڈالوں ہزاروں خار کے ٹکڑے

Marfat.com

غنیمت جان اے بلبل کوئی دم صحبت گلشن
کریگی آخرش بادِ خزاں گلزار کے ٹکڑے
رہا کرتے تھے جن محلوں میں اہل تخت اور کشور
نظر آتے ہیں اب ہر سو درو دیوار کے ٹکڑے

☆☆☆☆

اخلاص کا کہیں بھی ٹھکانہ نہیں رہا
وہ آدمی نہیں وہ زمانہ نہیں رہا

جہل اور حسد کا گرم ہے بازار دہر میں
دیکھا جو غور سے کوئی دانا نہیں رہا

مخلوق ترے عہد میں اب درد مند ہے
اے چرخ تجھ کو یاد ہنسانا نہیں رہا

شاید ہوا ہے حرف خزاں مایۂ چمن
اب بلبلوں کا شور مچانا نہیں رہا

لیلیٰ کہے تھی رو کے یہ بعد ازفنائے قیس
تیر بلا کا ہائے نشانہ نہیں رہا

Marfat.com

کانٹوں کا ترے کوچہ میں جب سے نشاں نہیں
عاشق کو بیٹھنے کا بہانہ نہیں رہا

سید ہوا ہے جب سے شب غم میں مبتلا
دنیا میں اور کوئی فسانہ نہیں رہا

سید ہوا کم عشق بتاں روئے زمیں پر
خلقت کو بہت تنگ کیا قحط و وبا نے

کہاں ہے وہ مزا اے باغباں سیر گلستان میں
لطافت جو نظر آتی ہے مجھ کو کوئے جاناں میں

نافہ و عطر کا بازار ہوا بے رونق
کس کے کوچہ سے تو اے بادصبا آتی ہے
آن پہنچا ہے کہیں قافلۂ یار قریب
کس لئے کانوں میں آواز درا آتی ہے

جو شخص محبت میں قوی دل نہیں ہوتا
وہ سلسلۂ عشق میں داخل نہیں ہوتا

Marfat.com

اے زیب باغ، باغ میں جس دن سے تو نہیں
جس گل کو دیکھتا ہوں ، ذرا رنگ و بو نہیں

پیر مغاں کہاں گئی وہ شان میکدہ
ساقی نہیں ، شراب نہیں اور سبو نہیں

سید نہ مانگ خضر سے آب حیات کو
اے سادہ لوح اس میں تری آبرو نہیں

عبث رہے تیزی اقبال ہر خوشی سید
فتادہ خاک میں تاج سر شاہاں دیکھا

اگر خلوت نہ پکڑیں اے عزیز و ہم کدھر جائیں
کہ ہے اب عرصۂ آفاق میں اک شور و شر پیدا

سید چلو مدینے چلیں وہ ہے شہر امن
اب لطف ، اس دیار میں بالکل نہیں رہا

درد فراق قابل گفت و شنید نیست
مرہم کجا نیم کہ زخمی پدید نیست

Marfat.com

خوشا وہ عہد، خوشا وہ زمان خوش آغاز
کہ ساز گار رہا جب یہی جہان خراب

یہاں نصیب سے کچھ ملگئے تھے ایسے لوگ
کہ جن کا ڈھونڈے بھی کوئی ملے کہیں نہ جواب

وہ جن پہ ناز محبت کو بھی ہو ایسے حبیب
وہ جن پہ فخر ہو انسانیت کو ایسے جناب

وفا شعار و دل افروز و مونس و ہمدم
سپہر حسن طبیعت کے دلربا مہتاب

نظر فروز و دل افروز چارۂ غم زیست
اور اس عجوزہ دنیا کے لازوال شباب

جہاں سے ہوگئے گم باری باری زینت دل
وہ جو کہ زندگی کے مول تھے در نایاب

چھپائے کیسے اری خاک ایسے بدر منیز
کہیں جھلک نہیں ہیہات تیرے ایسے حجاب

Marfat.com

بہشت بنتی ہے دنیا ادا شناسوں سے
نہ ہوں یہ لوگ تو ہے زندگی عذاب عذاب

اس اپنی زیست کا اسلوب آکے یہ ٹھہرا
کہ ہیں کسی کے مخاطب نہ ہے کسی سے خطاب

رہیں گی عمر بھر اب زار نالیاں سید
یہ دل کو ہونا تھا سو ہوگیا خراب خراب

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت سید عبدالعلیؒ قادری

حضرت سید عبدالعلی قادریؒ حضرت شاہ کمالؒ کی گیارہویں پشت سے تھے۔ آپ نے ابتدائی عمر میں علم ظاہری کی تکمیل فرمائی ذہانت کا یہ عالم تھا کہ اساتذہ حیران رہ جاتے تھے۔ قرآن مجید کی تلاوت اور حدیث کے مطالعہ کا بہت شوق تھا۔ عشقِ رسولؐ کے نور سے قلبِ مبارک ہمیشہ پرنور رہتا تھا۔ تبلیغ اسلام کی دھن تھی۔ آپ کے دستِ حق پرست پر بہت سے لوگوں نے اسلام قبول کیا۔ علوم ظاہری کی تکمیل کے بعد اپنے والدِ ماجدؒ ہی سے شرفِ ارادت حاصل کیا اور اس قدر زبردست مجاہدے کئے کہ موجودہ دور میں مثال ملنا محال ہے۔ ہمیشہ روزے رکھتے تھے اور کوئی لمحہ یادِ الٰہی سے خالی نہ رہتا تھا۔

قبلۂ عالم حضرت سید عبدالعلیؒ قادری صاحب جلال بزرگ تھے۔ کوئی شخص آنکھ ملا کر بات نہ کرسکتا تھا۔ جس طرف نظر اٹھ جاتی سکوت طاری ہو جاتا تھا لیکن اس شان وجلال کے باوجود آپؒ بے انتہا بردبار اور منکسر المزاج تھے۔ کبھی کسی شخص پر ناراض نہ ہوتے تھے۔ اور اگر کوئی بات خلاف مزاج ہو بھی جاتی تو خاموشی اختیار فرما لیتے تھے۔

آستانۂ عالیہ پر بڑے بڑے امراء اور والیان ریاست حاضری کا شرف حاصل کرتے تھے لیکن آپ دنیوی دولت وشہرت سے متنفر تھے۔ ایک مرتبہ مہاراجہ جے پور نے ایک گاؤں آپکی خدمتِ اقدس میں نذر کیا لیکن جب فرمان کے ذریعے اس کی سند بارگاہِ عالی میں پیش ہوئی تو حضرت شاہ عبدالعلیؒ نے مہاراجہ کا فرمان چاک

Marfat.com

کر کے پھینک دیا اور فرمایا کہ ہم دنیا کی جاگیر کے طالب نہیں۔

ایک مرتبہ کسی ہندو کی بارات رخصتی کے بعد کیتھل سے گزر رہی تھی۔ سفر کے دوران سیون دروازہ کے باہر سلطانہ رضیہ کے مقبرے کے قریب رات کو پڑاؤ کیا۔ رات گئے دفعتاً شور بلند ہوا کہ دلہن پالکی میں نہیں ہے۔ اب ہر شخص عجیب الجھن میں گرفتار تھا۔ کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ اردگرد کا علاقہ چھان مارا لیکن کہیں کوئی سراغ نہ ملا ایک برہمن نے دلہا کے والد سے کہا۔ شہر میں ایک بہت بڑے بزرگ رہتے ہیں۔ بڑے اللہ والے ہیں۔ آؤ ہم سب ان کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ بیان کریں۔ ان کی دعا سے ہی یہ معاملہ ٹھیک ہوگا۔

چنانچہ وہ سب پریشانی کے عالم میں آپ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ بیان کر کے طالب استمداد ہوئے۔

آپ نے دریافت فرمایا کہ جہاں تم نے پڑاؤ کیا تھا کیا وہاں کوئی آندھی بھی آئی تھی؟

انہوں نے اس کا اثبات میں جواب دیا۔

آپ نے فرمایا ''یہ جنات کی شرارت ہے'' آپ نے ایک رقعہ جنات کے نام تحریر کیا اور کہا ''اس رقعہ کو اسی جگہ لے جا کر ہوا میں پھونک مار کر اڑا دو''۔ چنانچہ انہوں نے ہدایت پر عمل کیا۔ اس کے بعد یکا یک آندھی آئی اور جب آندھی ختم ہوئی تو دلہن کو پالکی سمیت وہاں موجود پایا۔ دلہن نے تمام ماجرا بیان کیا کہ مجھے جنات اٹھا کر لے گئے تھے اور وہ کسی قیمت پر بھی مجھے واپس کرنے پر تیار نہ تھے۔ دفعتاً ایک سفید ریش بزرگ آئے اور انہوں نے مجھے ان کی قید سے رہائی دلوائی۔

Marfat.com

کرنل آسکر ایسٹ انڈیا کمپنی کے انتظامی دورے پر کیتھل آیا۔ ان کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی۔ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ حضرت دعا فرمائیے کہ اولاد ہو جائے آپ نے دعا فرمائی اور کرنل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں لڑکا دے گا اس کا نام یوسف رکھنا۔ چنانچہ ان کے ہاں لڑکا پیدا ہوا تو انہوں نے اپنے بیٹے کا نام جوزف آسکر رکھا۔ کرنل آسکر نے بوقت رخصت حضرت سے نصیحت چاہی۔ آپ نے فرمایا۔

"کسی پر ظلم مت کرنا"۔

عوام کو آپؒ سے اتنی زبردست عقیدت تھی کہ بڑے بڑے مقدموں کے فیصلے دربار اقدس میں طے ہو جاتے تھے۔ فریقین سے کہہ دیا جاتا تھا کہ حضرت کی جائے نماز پر ہاتھ رکھ کر اپنے سچا ہونے کی قسمیں کھائیں اور جس فریق کو اپنی سچائی کا پورا بھروسہ ہوتا تو وہ آپ کی جائے نماز پر ہاتھ رکھ کر قسم کھا لیتا۔ مشہور تھا کہ کوئی شخص آپ کی جائے نماز پر ہاتھ رکھ کر جھوٹی قسم نہیں کھا سکتا تھا اور اگر جھوٹی قسم کھانے کی کوشش کرتا تو اس کی زبان گنگ ہو جاتی تھی۔

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم قائد ملت لیاقت علی خان شہید اور ان کے مورث نوابان کرنال کو سلسلہ عالیہ قادریہ کے اس سرچشمہ فیض سے بڑی عقیدت رہی اور ہر دور میں دربار قادریہ میں حاضر ہونا ان کے لئے باعث فخر رہا۔ اس خاندان کے مورثِ اعلیٰ نواب ابوالفتح علی خاں کو براہ راست حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے شرف ارادت حاصل تھا۔ کیتھل سے کئی میل دور وہ سواری سے اتر جاتے اور کافی طویل فاصلہ پا پیادہ طے کرتے تھے۔ مشہور ہے کہ حضرت شاہ کمال قادریؒ نے نواب ابوالفتح

Marfat.com

علی خاں کی عبادت وریاضت سے خوش ہو کر انہیں خرقۂ خلافت بھی عطا فرمایا تھا۔ اس خاندان کی ثروت، عزت اور شہرت حضرت شاہ کمال قادریؒ اور ان کے جانشینوں کے روحانی تصرفات کا نتیجہ یقین کی جاتی ہے۔

قائد ملت لیاقت علیخان شہید کے دادا نواب احمد علیخان کو سلطان العارفین حضرت شاہ سید علی قادریؒ سے شرفِ ارادت حاصل تھا۔ انہیں اپنے پیرومرشد سے اتنی زبردست عقیدت تھی کہ کبھی کیتھل کی طرف پاؤں کر کے نہیں سوئے۔ انہیں مرشد کے دربار کا پانی اس قدر عزیز تھا کہ نواب صاحب کی ایک لاری روزانہ مظفر نگر یا کرنال سے کیتھل آتی تھی اور نواب صاحب کے لئے پانی بھر کر لے جاتی تھی۔ مرشد کی وفات کے بعد ان کی نذر و نیاز پر فراخ دلی سے خرچ کرتے تھے۔ مرض موت میں انہوں نے اپنے فرزند نواب رستم علیخاں (نواب زاہد علی خاں، قائد ملت نواب لیاقت علی خان کے والد ماجد) کو تاکید کے ساتھ وصیت کی تھی کہ مرنے کے بعد انہیں خاندانی قبرستان کی بجائے ان کے پیرومرشد حضرت شاہ سید علی قادریؒ کے جوار میں دفن کیا جائے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے لواحقین کی مخالفت کے باوجود انکی وصیت پر عمل کیا گیا۔

قائد ملت لیاقت علی خاں کے والد ماجد نواب رستم علی خاں کو حضرت شاہ سید عبدالعلی قادریؒ سے شرف بیعت حاصل تھا۔ قدیم خاندانی روایات کے مطابق نواب رستم علیخاں کو بھی کیتھل شریف کے آستانہ قادریہ سے بے حد عقیدت تھی۔ جب آپ اپنے پیرومرشد کی زیارت کے لئے کیتھل شریف لاتے تو قصبہ سے دو تین فرلانگ دور رہ جانے پر سواری سے اتر پڑتے اور بھاری بھرکم لحیم شحیم ہونے کے باوجود پیدل چلتے

Marfat.com

جب کیتھل شریف ایک ڈیڑھ فرلانگ رہ جاتا تو جوتیاں اتار کر پابرہنہ ہو جاتے اور پشتینی رئیس و پروردۂ ناز و نعمت ہونے کے باوجود ناہموار راستے اور گلیوں کے صبر آزما نشیب و فراز، کانٹوں اور سنگریزوں کی زحمت بڑی خندہ پیشانی سے برداشت کرتے تھے۔

نواب رستم علی خاں مرحوم نے کبھی اپنے پیر و مرشد سے آنکھ ملا کر بات نہیں کی اور نہ ہی کوئی کام ان کی اجازت کے بغیر کرتے تھے۔

جب قائد ملت لیاقت علی خاں پیدا ہوئے تو نواب رستم علی خاں نے پیدائش کے چھٹے روز انہیں کیتھل لے جا کر حضرت شاہ عبدالعلی قادریؒ کے قدموں پر ڈال دیا۔ حضرت شاہ صاحب نے بچے کو بڑی محبت سے گود میں لیا پیار کیا سینے سے لگایا اور نواب رستم علی خان سے فرمایا کہ تمہارا بچہ حکمرانی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ تم تو محض نواب ہو انشاء اللہ تعالیٰ یہ بچہ کسی ملک کا بادشاہ بنے گا۔ کروڑوں آدمی اس کے سامنے سر جھکائیں گے۔ اور فوجیں سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہوں گی۔

حضرت شاہ عبدالعلی قادریؒ کی یہ بشارت حرف بحرف پوری ہوئی۔ کروڑوں انسانوں نے محبت و عقیدت سے ان کی قیادت کے سامنے سر جھکا دیا۔ وہ پاکستان کے پہلے وزیر اعظم مقرر ہوئے۔ جسے موجودہ جمہوری دور میں بادشاہ کا نعم البدل سمجھنا چاہیئے۔

نواب رستم علی خاں مرحوم کرنال کے ایک جاگیر دار تھے۔ قائد ملت نواب لیاقت علی خاں نے دنیائے اسلام کے سب سے بڑے ملک پاکستان پر حکومت کی اور اس کی پاک فوج نے جو دنیا کی بہترین فوجوں میں شمار کی جاتی ہے۔ قائد ملت کو سلامی

Marfat.com

دی اوران کے ہر حکم کی تعمیل کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہی۔

حضرت شاہ سید عبدالعلیؒ قادریؒ نے ۲۳ شعبان ۱۳۱۸ھ مطابق ۱۵ دسمبر ۱۹۰۰ء کو سفر آخرت فرمایا اور اپنے جد امجد حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ کے روضۂ اقدس کے احاطہ میں دفن کئے گئے۔ آج بھی آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔

حضرت شاہ سید عبدالعلیؒ قادری کے پردہ فرما جانے کے بعد حضرت مخدوم سید علی احمد شاہ قادریؒ اپنے جلیل القدر والد کے بعد مسندِ رشد و ہدایت پر فائز ہوئے۔ قیام پاکستان کے بعد ہجرت فرما کر کیتھل سے پاکستان تشریف لے آئے اور ڈیرہ غازی خاں میں رونق افروز ہوئے۔ جن کے دم سے ڈیرہ غازی خاں میں آج تک طریقت کی شمع روشن ہے۔ دسمبر ۱۹۶۲ء میں انہوں نے پردہ فرمایا یہاں آپ کا نہایت حسین اور پرشکوہ مقبرہ تعمیر ہو چکا ہے جو دربارِ قادریہ کے نام سے معروف ہے اور مرجعٔ خلائق ہے۔ (بشکریہ سیارہ ڈائجسٹ اولیاء کرام نمبر)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ذکر خیر' شیخ العارفین

حضرت قبلہ میاں سید علی احمد شاہ صاحب دام فیوضہم

یہ غالباً سال ۱۹۲۵ء کا ذکر ہے کہ میں سرکاری ملازمت کے سلسلے میں کرنال سے تبدیل ہو کر کیتھل تعینات ہوا۔ (یہ کیتھل ضلع کرنال کی تحصیل ہے) ابھی دس پندرہ روز ہوئے تھے کہ میرے ایک دوست نے مجھ سے کہا کہ آج حضرت سید علی احمد صاحب قادری مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ ہے آپ بھی چلیں۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ بزرگ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ موصوف مشہور و معروف پیر کامل ہیں۔ حضرت شاہ سکندر قادریؒ کی اولاد سے ہیں اور بارگاہ کے سجادہ نشین ہیں۔ عشاء کے بعد ہم دونوں حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے۔ حضرت قبلہ بڑی شفقت اور توجہ سے ملے۔ چند اور عقیدت مند بھی بیٹھے ہوئے تھے۔ جو اولیائے عظام اور صوفیائے کرام کے تذکرے میں مصروف تھے۔ ہم خاموش ان کی گفتگو سنتے رہے۔ دو گھنٹے اسی رنگ میں گذر گئے۔ مگر اس قلیل سی مدت صحبت میں مجھ کو بے حد قلبی راحت اور روحانی مسرت حاصل ہوئی اور میں دل ہی دل میں یہ کہہ رہا تھا کہ ایسے پرسکون اور پاکیزہ ماحول میں روز آنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ خوش بختی ہے۔ کہ کسی کو ایسی محفل مل جائے اور فی الواقعہ میں اسی تہیۂ اور ارادے سے واپس ہوا۔ اب یہ میرا معمول ہو گیا کہ روزانہ عشاء کے بعد حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور دو تین تین گھنٹے تک وہیں رہتا۔ حضرت قبلہ کی توجہ مجھ پر اس درجہ اثر انداز ہوئی کہ عشا کا وقت ہوتے ہی میرے دل کو حضرت قبلہ کی محفل کا تصور ہو جاتا۔

Marfat.com

افسوس کہ یہ صورت حال زیادہ عرصہ نہیں رہی۔ کیونکہ چھ سات ماہ بعد میرا تبادلہ کرنال کا ہو گیا۔ کرنال آجانے کے بعد بھی میرے دل پر حضرت قبلہ کی توجہ کا اثر رہا۔ جب کوئی شخص کرنال سے کیتھل جاتا۔ تو میں حضرت قبلہ کی خدمت میں اپنا عاجزانہ سلام بھیجتا۔ اور جب کوئی شخص کیتھل سے کرنال آیا ہوا مجھ سے ملتا تو میں اس سے حضرت قبلہ کا حال پوچھتا۔

آخر میری تمنا رنگ لائی۔ یعنی سال ۱۹۳۰ء میں میرا تبادلہ پھر کیتھل کا ہو گیا کیتھل پہنچ کر میرے دل کا عجب حال تھا۔ یہ محسوس ہو رہا تھا کہ مجھ کو ساری خدائی مل گئی ہے۔ اب کی بار میں شب کے علاوہ دن کو بھی حضرت قبلہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتا۔ اسی دوران میں گیارہویں شریف کا موقعہ آ گیا۔ یہ تقریب حضرت قبلہ سال میں ایک مرتبہ بڑی دھوم دھام سے منایا کرتے تھے۔ ہر طرف سے ہزاروں عقیدت مند پہنچ جاتے تھے۔ دن کو قرآن خوانی اور شب کو نعت خوانی اور حضرت پیران پیر دستگیرؒ کے سوانح حیات پر تقریریں ہوتی تھیں، یہاں پاکستان میں بھی حضرت قبلہ ہر سال بڑے پیمانے پر یہ تقریب سعید مناتے ہیں۔ (یہ مضمون حضرت قبلہؒ کی زندگی میں لکھا گیا تھا)۔

حضرت قبلہ سید علی احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی کی نسبت یہی شہرت ہے کہ آپ پیدائشی ولی کامل اور عارف باطن ہیں۔ اگرچہ یہ روحانی معاملہ ہے۔ مگر حضرت قبلہ کی ریاضت مجاہدہ، اخلاق، بے ریا و بے لوث معاملات پاکیزہ زندگی اور دیگر شواہد آپ کے تقدس اور آپ کی روشن ضمیری کی جانب اشارہ کرتے ہیں۔ میں سال 1925ء سے حضرت قبلہ کی خدمت بابرکت میں حاضر ہو رہا ہوں۔ اور اس وقت

Marfat.com

ہزاروں اشخاص ایسے بھی موجود ہیں ۔ جن کے سامنے حضرت قبلہ کی پوری زندگی گذری ہے اورانہوں نے حضرت قبلہ کی فیض رسانیوں کے بادلوں کو برستے دیکھا ہے وہ برملا کہہ رہے ہیں کہ حضرت قبلہ کی روحانی توجہ اوران کے جذب نظر میں بجلیوں کے کارنامے ہیں اوران کا قلبی تاثر اورتصرف ہواؤں میں کام کررہا ہے۔ کیتھل میں کوئی غیر مسلم بھی ایسا نہ تھا جو کسی نہ کسی صورت اور ضرورت کے سلسلے میں آپ کی خدمت میں حاضر نہ ہوتا ہو ۔ ہر صبح وشام سینکڑوں آدمی آپ کی دعاؤں کے لئے دردولت پر حاضر رہتے تھے اور ہزاردل سے آپ کی عظمت روحانی کے سامنے سرتسلیم خم کرتے تھے۔ آخرکوئی بات تھی جو مسلم اور غیر مسلم کو حضرت قبلہ کے روبرو رعایا عرض سلام کے لئے کشاں کشاں لاتی تھی اور سارے علاقے میں آپ کو پیر روشن ضمیر کہلوا رہی تھی۔

جیسا کہ گذشتہ اوراق میں بیان کیا گیا ہے۔ حضرت کبیر ملک العشاق شاہ کمال قادریؒ اور حضرت محبوب الٰہی شاہ سکندرؒ کے مزار شریف کیتھل میں ہیں ۔ اور کیتھل میں آپ کا خاندان جاری رہا ہے۔ اسی خاندان کے ممتاز افراد پشت بہ پشت مزار شریف کے سجادہ نشین ہوتے آئے ہیں۔ اب موجودہ وقت میں ممتاز الاصفیاء سرتاج العارفین رہبر روشن ضمیر حضرت قبلہ میاں علی احمد شاہ صاحب قادری کیتھلی ہیں عام ہجرت کے وقت آپ کیتھل سے پاکستان تشریف لائے۔ کچھ روز کوٹ قبولہ شریف قیام فرمایا۔ پھر ملتان تشریف لے گئے اور آخر ڈیرہ غازی خان میں مستقل طور پر قیام فرمالیا۔ اور اب ڈیرہ غازی خان سے سلسلے کی ترقی کے لئے انتظام وانصرام فرماتے ہیں۔

Marfat.com

جو پیاسیا جاتا ہے سیراب ہو جاتا ہے اور جو تمنا لے کر حاضر خدمت ہوتا ہے بامراد لوٹتا ہے۔ اہل سلسلہ اور اہل اشتیاق کی نگاہیں اب اسی طرف لگی ہوئی ہیں اور اسی دیارِ فیض و کرامت کی جانب دل کھچے جا رہے ہیں۔

مؤرخہ ۸ جنوری ۱۸۹۸ء کو آپ بمقام کیتھل شریف اس عالم ظہور میں تشریف لائے۔ تین سال بعد جب آپ کے والد بزرگوار کے وصال کا وقت آیا۔ تو حضرت قبلہ کے دادا کے چھوٹے بھائی میاں غلام رسول شاہ صاحب نے حضرت قبلہ کے والد بزرگوار سے دریافت کیا کہ آپ کے بعد کون جانشین ہوگا۔ انہوں نے فرمایا، ''علی احمد شاہ'' پھر آپ کو طلب فرمایا اور اپنے سینے پر لٹا لیا اور اپنی زبان مبارک حضرت قبلہ کے منہ میں ڈال دی اور فرمایا ''میرا ہاتھ علی احمد شاہ کا ہاتھ ہے''۔

آپ یا آپ کے اہل خانہ کو کسی نے ستایا تو نتیجہ اس کی خانہ خرابی ہوا اس کی ایک نہیں کئی ایک مثالیں ہیں۔

جے رام مہاجن کا واقعہ تو شہر کے بچے بچے کو معلوم ہے۔ جے رام کا مکان آپ کے مکان سے ملحق تھا۔ اس مہاجن نے اپنا مکان نئے سرے سے بنانا شروع کیا اور کھڑکیاں آپ کے مکان کی طرف رکھ لیں آپ نے اپنی والدہ صاحبہ کے کہنے پر مہاجن مذکور کو ایسا کرنے سے منع کیا۔ جے رام نے کہا یہ مکان ہمارا ہے آپ کا نہیں آپ کی والدہ کو اگر بے پردگی کا خیال ہے تو اپنی آنکھیں بند کر لیا کریں آپ نے فرمایا یہ مکان میرا ہے نہ تیرا بلکہ خدا کا ہے پھر فرمایا تمہاری آنکھیں بند ہو جائیں گی دوسرے دن جب وہ صبح ہی سو کو اٹھا تو اندھا ہو چکا تھا۔ اور باوجود دلی، کلکتہ اور بمبئی میں بڑے بڑے ڈاکٹروں سے علاج کرانے کے بھی تمام عمر اندھا ہی رہا اس وقت آپ کی عمر چھ

Marfat.com

سال تھی۔ وہ کہا کرتا تھا۔ میرے برے دن آئے میری تقدیر الٹ گئی سب کچھ خاک ہو گیا عزت کی جگہ ذلت اور دولت کی جگہ مفلسی نے لے لی۔

مختصر یہ ہے حضرت قبلہ سرکار کے کمالات و فیوض کا چرچا کیتھل اور اس کے نواح میں عام تھا۔ ہر شخص مسلمان ہو ہندو، عیسائی یا سکھ آپ سے عقیدت اور ارادت رکھتا تھا۔ میں نے ہمیشہ یہی دیکھا ہے کہ صبح شام سینکڑوں لوگ دعائے خیر کے لئے آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ یہ آپ کے روحانی کمالات اور اخلاق کا کرشمہ تھا۔

(ماخذ "دربارِ قادری" از محمود علی مائل کرنالی)

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......حضرت سید حامد علی نو بہار علیہ الرحمتہ......

آپ کا مزار اقدس کیتھل شہر کی جانب مغرب ،قصبہ گوملہ میں ہے۔آپ کے متعلق یہ روایت مشہور عام ہے کہ آپ دہلی میں ہجڑوں کے ہاں رہتے تھے۔ایک مرتبہ امساک باراں ایسا شدید ہوا کہ جس سے عوام وخاص نہایت درجہ پریشان ہو گئے بادشاہِ وقت آپ کا پتہ معلوم کر کے آپ کے محلّہ میں جا پہنچا۔شاہی سواری کا ہجڑوں کے محلّہ میں جا پہنچنا بڑی عجیب سی بات تھی۔تمام ہجڑے متحیر وحیران شاہی سواری کے گرد جمع ہو گئے۔بادشاہ نے کہا کہ ہم نو بہار سے ملنا چاہتے ہیں، بہت سے ہجڑے دوڑے اور نو بہار کو پکڑ کر لے آئے۔ان کا حلیہ یہ تھا کہ رنگین زنانہ کپڑے اور حنائی ہاتھوں میں چوڑیاں پہنے ہوئے چلے آرہے ہیں۔آتے ہی بادشاہ کے صدقے واری ہونے لگے۔بادشاہ سواری سے نیچے اُتر آیا،اور عرض کیا'' حضرت اس سانگ کو رہنے دیجئے سنجیدگی سے غور فرمایئے۔میں تو یہ التجا لے کر حاضر ہوا ہوں کہ نزول باران رحمت کی دعا فرمایئے۔مخلوق خدا بہت پریشان حال ہوگئی ہے۔'' کہتے ہیں، یا تو آپ نہایت خوش ومسرور نظر آرہے تھے۔یا اب یہ حالت ہوئی کہ یکدم آپ کا چہرہ زرد پڑ گیا۔اس سے پہلے چہرہ پر جو تبسم تھا وہ قطعاً غائب ہو گیا۔نظریں جھک گئیں۔پریشان حال کھڑے کے کھڑے رہ گئے قدرے انتظار کے بعد بادشاہ نے پھر اپنی التجا کو دہرایا۔آپنے نگاہیں اٹھائے بغیر صرف اتنا فرمایا'' آپ بھی دعا کیجیے'' میں بھی دعا کروں گا'' بیان کرتے ہیں کہ تھوڑی ہی دیر کے بعد بڑے زور کی آندھی آئی جو اپنے ساتھ بارش کو بھی لائی اور ایسی برسی کہ جل تھل ہو گیا مگر اس وقت کے بعد حضرت

Marfat.com

نو بہار کسی کو دلی میں نہ دکھائی دیئے۔ آپ کے مزار اقدس پر مئی جون کے دنوں میں بڑا عظیم الشان میلہ لگتا تھا۔ جس میں زائرین کی تعداد ہزاروں پر پہنچتی تھی۔ قوالیاں ہوتی تھیں اور کشتی کے دنگل لگتے تھے۔

☆☆☆☆☆

......حضرت مخدوم الہٰ دیاؒ......

ایک مرتبہ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ نے فرمایا تھا کہ ہندوستان میں میرے بہت سے خلفاء ہیں''۔ آپ کے نامور خلفاء میں شیخ بہاوالدین زکریا ملتانیؒ حضرت مخدوم نوح بھکریؒ تو سرفہرست ہیں مگران کے علاوہ بڑی تعداد دوسرے خلفاء کی بھی نظر آتی ہے۔ دہلی اور اس کے قُرب و جوار میں حضرت سید نورالدین مبارک غزنویؒ، حضرت شاہ ترکمان بیابانیؒ، حضرت شیخ ضیاءالدین رومیؒ، اور دیگر خلفاء کے علاوہ کیتھل اور خطہ کیتھل میں حضرت مخدوم امان اللہ شہید خراسانیؒ، مخدوم الہٰ دیا سہروردیؒ قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے یہاں تشریف لا کر احیائے ملت کے لئے کام کیا حضرت مخدوم الہٰ دیاؒ مضافات کیتھل مانسرا میں تشریف لائے۔ مخدوم اللہ دیاؒ حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ کے اخلاف میں ہیں۔ غالباً آپ کے پوتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ اپنے والد بزرگوار حضرت شاہ عبدالرحیم دہلویؒ کے ہمراہ آپ کے مزار مبارک پر حاضری دینے کے لئے دہلی سے مانسرا تشریف لائے تھے۔ اس کا انہوں نے اپنی کتاب انفاس العارفین میں تذکرہ کیا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت بہلیم بخت بالا بخشی اولیاءؒ ......

طرح اذان ڈالی باطل کے بت کدوں میں
انوار معرفت سے کی روشنی دلوں میں

بہلیم بخت بالا تم سے ہوا اجالا
محمودؔ کی نظر میں کیتھل کی ظلمتوں میں

آپ اپنے وقت کے مقتدائے زمانہ بزرگ تھے۔ عرب کے سادات گھرانے سے تعلق تھا۔ علوم ظاہری و باطنی کے جامع تھے۔ شجاعت و بہادری میں بینظیر تھے۔ کیتھل آمد کے وقت آپ کے ساتھ ایک بھاری جمعیت تھی۔ بخشی آپ کا خطاب تھا۔ بڑی دلیری اور شجاعت سے لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ آپ کے وعظ و نصیحت سے کافی لوگ مسلمان ہوئے۔ آپ کا مزار مبارک سورج کنڈ کے قریب ، ماتا دروازہ کے باہر ایک بلند ٹیلے پر ہے۔ جہاں کنکر ہر چہار طرف بکھرا ہوا ہے اور ہر کنکر میں سوراخ ہے۔ یہ روایت عام ہے اور ہندو اور مسلمان سب کا اعتقاد ہے کہ وہاں کا کنکر ایک دھاگہ میں پرو کر گلے میں ڈال لینے سے باری کا بخار جاتا رہتا ہے۔ ٹھیک ہونے پر وہی کنکر پھر وہیں پر ڈال دیا جاتا ہے۔ اور سوا روپیہ کی نیاز دلائی جاتی تھی۔ برصغیر کی تقسیم سے پہلے آپ کا عرس مبارک بڑے اہتمام سے منایا جاتا تھا۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......حضرت سید ابراہیم المعروف پیر گھوڑا رحؒ

آپ کا تعلق سادات عرب سے تھا۔ آپ ایک سو کے قریب ساتھیوں کے ہمراہ کیتھل تشریف لائے اور راہ حق میں سو گھوڑے خرید کر جہاد کے لئے تقسیم کئے۔ آپ ہر وقت سپاہیانہ انداز میں گھوڑے پر سفر کرتے تھے۔ اس کے سبب سے ''پیر گھوڑا'' کے نام سے مشہور ہیں۔ مزار مبارک پرانی سبزی منڈی کے قریب بازار میں واقع ہے۔ یہ بازار آپ کے نام پر پیر گھوڑا کہلاتا ہے۔ مزار سے ملحقہ ایک مسجد بھی ہے۔

......حضرت سید شہاب الدینؒ

بسلسلہ تبلیغ دین یہاں تشریف لائے اور سکونت اختیار کی۔ آپکا مزار مبارک محلّہ شاہ صاحب میں واقع ہے جو آپ کے نام سے مشہور تھا۔

اب کچھ اور بزرگوں کے متعلق مختصراً کچھ لکھا جاتا ہے۔ ان میں سے بعض بزرگان ایسے ہیں جن کے فقط اسمائے مبارک ہی معلوم ہو سکے ہیں۔ شہر میں بعض ایسے مزارات بھی تھے جن میں مدفون حضرات کے نام بھی معلوم نہیں تھے۔

......حضرت حاجی دریائیؒ

آپ کے نام پر ہی شہر کے اس محلہ کا نام تھا، جہاں آپ مدفون ہیں۔ اصل نام کا پتہ نہیں، اسی نام سے مشہور ہیں۔ حاجی دریائی کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نہایت فیاض دریادل اور سخاوت میں ممتاز تھے۔

Marfat.com

اہل محلّہ آپ کا عرس ۴ شعبان کو بڑے اہتمام سے منعقد کرایا کرتے تھے۔ قوالی کی محفل بھی ہوا کرتی تھی۔ دو دن مزار مبارک پر چراغاں کیا جاتا تھا۔ ہندو بھی بڑے اعتقاد سے حاضری دیا کرتے تھے۔

......حضرت خواجہ سید نصیر الدین مکیؒ......

آپ نے مکہ معظّمہ سے وارد ہندوستان ہو کر کیتھل کو اپنا مسکن بنایا۔ آپ اپنی زوجہ محترمہ اور اپنے برادرِ نسبتی حضرت مخدوم علی احمد کرمانی کے ساتھ یہاں تشریف لائے اور مستقل قیام کیا۔

آپ حضرت شاہ ولایت خواجہ عبدالرشید صوفی بدھنیؒ کے والد بزرگوار ہیں۔ صوفی بدھنیؒ کی پیدائش پر حضرت خواجہ بختیار کاکیؒ کیتھل تشریف لائے تو آپکے مہمان ہوئے تھے۔ غالباً خواجہ خواجگان حضرت معین الدین چشتی اجمیریؒ سے ارادت کا کوئی سلسلہ تھا۔ ان کے پہلو میں ایک مزار ننھے پیر کا تھا جو کمسنی میں ہی انتقال کر گئے تھے۔ ۶۲۰ھ میں وصال فرمایا۔ گیارہ شعبان کو آپ کا عرس ہوتا تھا۔

......حضرت سید شاہ ابراہیم المعروف بہرام سہروردیؒ......

آپ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشتؒ کے خلفاء میں سے ہیں۔ حضرت مخدوم نے ہی آپ کو کیتھل میں مسکون رہنے کی اجازت دی۔ نزہتہ الخواطر جلد دوم میں آپ کا مختصر سا ذکر ملتا ہے۔ شہر میں آپ شاہ بہرام کے نام سے زیادہ مشہور ہیں۔

Marfat.com

آپ نے حضرت شاہ رکن الدین ابوالفتح ملتانی سہروردیؒ سے اکتساب فیض حاصل کیا۔ شیخ منہاج الدین بیابانیؒ آپ کے خلفاء میں سے ہیں۔ آپ بڑے صاحب جلال بزرگ تھے۔ ۱۱ جمادی الثانی ۸۰۷ھ کو وصال فرمایا۔

آپ کا عرس بڑے اہتمام سے منایا جاتا تھا۔ تقسیم ہند کے بعد کسی سکھ نے آپ کے مزار مبارک کو گرا کر اپنا بنگلہ بنانا چاہا کیونکہ آپ کا مزار تالاب بدھ کیار کے کنارے پر واقع ہے، اسکو اس گستاخی کی سزا فوراً ملی۔ اور اس نے پھر سے از سر نو دوبارہ مزار مبارک تعمیر کرایا، جو آج بھی موجود ہے۔

......حضرت خواجہ سید علی شہیدؒ......

آپ کا شجرۂ نسب حضرت امام موسیٰ کاظمؒ سے ملتا ہے۔ خواجہ سید علی ابن سید حمزہؒ بن صدر الدین زریں کلاہؒ۔

آپ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیریؒ کے ہمشیر زادے ہیں۔ بچپن سے ہی اپنے ماموں کی صحبت میں رہے۔ آپ حضرت خواجہ اجمیریؒ کے ساتھ ہی ہرات سے اجمیر آئے۔ آپ کو شروع سے تیر اندازی کا شوق تھا۔ ہمہ وقت جہاد کے لئے اپنے آپ کو تیار رکھتے تھے۔ حضرت خواجہ معین الدینؒ کے حکم پر آپ خطہ کیتھل میں تشریف لائے اور تبلیغ دین کا فریضہ انجام دیا۔——— **آپ کے ہمراہ** درویشوں اور مجاہدین کا ایک قافلہ تھا۔ روایت ہے کہ حضرت خواجہ اجمیری صاحبؒ دہلی جانے سے پہلے سامانہ میں رہے اور بعد ازاں کیتھل میں خواجہ سید علیؒ کو

Marfat.com

ٹھہرا کر ایک شب قیام کے بعد عازم دہلی ہوئے بعد ازاں آپ اجمیر تشریف لے گئے۔

آپ نے وعظ ونصیحت اور اپنے اخلاق سے غیر مسلموں کو متاثر کیا۔ راجہ نے سخت مخالفت کی۔ اُس کے ساتھ ایک زبردست معرکہ میں شہید ہوئے۔ یہ معرکہ کیتھل کے مضافات دوال (دیوال) میں ہوا۔ آپ کے ہمراہ ساتھیوں نے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ آپ کے ایک ساتھی خواجہ تھن شہید بڑی بے جگری سے لڑ کر شہید ہوئے۔ آپ کے قریب ہی دوسرے احاطہ میں تھن شہید آسودۂ خاک ہیں۔ ان بزرگوں کا عرس یکم رجب کو منعقد ہوتا تھا۔

......حضرت سید حسین زیدیؒ المعروف پیر جھاڑی......

آپ حضرت سید کمال ترمذی متوفی ۶۱۲ھ کے برادر زادہ تھے۔ غالباً کسی معرکہ میں شہید ہوئے۔ تاریخ شہادت ۷۵۰ھ کے لگ بھگ ہے۔ آپ کے والد بزرگوار سید جمال ترمذیؒ ہنوز ضلع بجنور میں مدفون ہیں۔ آپ کا مزار شیر گڑھ کے راستے میں جنید روڈ پر واقع ہے۔

......حضرت امام سید حسینؒ محدث......

ابن حضرت امام زین العابدینؓ، آپ بہت صاحب اولاد تھے۔ آپ کی نسل قصبہ پونڈری، کیتھل سے جانب مشرق سات کوس پر آباد ہے۔

Marfat.com

حضرت سید علی رضا شہیدؒ ......

شہر کے قدیم بزرگوں میں سے ایک ہیں ۔ حضرت سید حسینیؒ شہیدؒ اور یہ دونوں بھائی اکٹھے ہی کیتھل تشریف لائے ۔ ان کے ساتھ آٹھ ، دس افراد کا ایک گروہ بھی ہمراہ آیا۔ بڑے خوش رو اور بڑے خوش گفتار تھے۔

مردانگی وشجاعت میں اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ کچھ لوگ ان کو دیکھکر ہی مسلمان ہو گئے ۔ اسی بنا پر حاکم وقت سے ایک لڑائی کے بعد آپ دونوں بھائی مع اپنے رفقاء کے شہید ہوئے ۔ آپ کی مشہور کرامت یہ تھی کہ جو کافر آپ کو دیکھتا وہ مسلمان ہو جاتا تھا۔ جو کافر ایک مرتبہ آپکی خدمت میں حاضر ہوتا وہ مسلمان ہو جاتا۔ مزار مبارک ان دونوں بھائیوں کا محلّہ شیخ طیب نزد مسجد شیخ طیب میں واقع ہے۔ ان دونوں بزرگوں کی یہ مشہور کرامت تھی کہ اگر کوئی ہندو ارتھی لیکر آپ کے مزار مبارک کے قریب سے گزرتا تو مردہ کو آگ مشکل سے لگتی تھی ۔ بالآخر اہل ہنود نے شمسان گھاٹ جانے کا وہ راستہ تبدیل کر دیا۔ پھر ان کی ارتھی فوراً آگ پکڑنے لگی ۔

حضرت میراں سید احمد کبیر رفاعیؒ ......

ابن سید ابوالحسن علیؒ

آپ کی والدہ سادات حسنی سے تعلق رکھتی تھیں اور انہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ ہمشیرزادہ فرمایا کرتے تھے۔ آبائی نسبت رفاعی ہے۔ مگر قادریہ سلسلہ

Marfat.com

میں براہ راست حضرت غوث اعظمؒ سے خلافت حاصل کی۔ اور انہیں کے حکم پر یہاں تشریف لائے۔ کہا جاتا ہے کہ آپ بڑے خوبصورت اور حسین تھے۔ عہد شباب میں ہی ہندوستان آئے۔ آپ کے دست مبارک پر سینکڑوں لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ ان دنوں قصبہ ہابڑی پر ایک ظالم راجہ حکمران تھا۔ رعایا اس کے ہاتھوں بہت تنگ تھی کسی کی بہو بیٹی کی عزت محفوظ نہیں تھی۔ ایک برہمن کی پکار پر آپ یہاں تشریف لائے، آپکی روز بڑھتی ہوئی مقبولیت کو دیکھکر راجہ نے آپ سے جنگ کی ۲۰ ذی الحج کو جہاد کرتے ہوئے اپنے رفقاء کے ساتھ شہید ہوئے۔ ہابڑی میں آپ کا شاندار روضہ دور سے نظر آتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک مسجد تھی۔ یاد رہے، ہابڑی کیتھل کے مضافات میں ایک قصبہ ہے۔ آپ کا شجرہ نسب مندرجہ ذیل ہے۔ مجاہد کبیر حضرت میراں سید احمد کبیر رفاعی بن سید ابوالحسن علی بن سید یحییٰ بن سید حازم بن سید محمد بن، سید علی، بن سید حسن علی بن سید سلطان الہدیٰ بن حضرت امام موسیٰ کاظمؒ۔

قطعہ تاریخ حضرت میراں سید احمد کبیر رفاعیؒ

سید احمد رفاعی سرور دور زماں

شہ چو از دنیائے فانی راہی خلد بریں

قطب کامل شاہ دیں۔ شہ سال ترحیلش رقم ۵۷۲ھ

ہم بگو احمد رفاعی سید ہادی دین ۵۷۲ھ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......حضرت سید زید شہید، سالار لشکرؒ......

ابن سید احمد بن سید حمزہؒ

حضرت زید سالار لشکر شہر ترمذ سے بہت سا لشکر اپنے ہمراہ لیکر ہندوستان آئے تھے۔ موضع (سیانہ) سوانا میں قیام فرمایا۔ راجہ سوانا آپکی روز افزوں مقبولیت دیکھکر بہت خائف تھا۔ چونکہ آپ کے ساتھ لوگوں کی ایک بڑی جمعیت تھی اس لئے وہ آپ سے کھلے عام جنگ کرنے سے باز رہا۔ مگر اس نے سازش سے آپ کو حالت نماز میں شہید کرا دیا۔ مزار مبارک موضع سوانا (سیانہ) خطہء کیتھل میں مرجع خلائق ہے۔ بعد ازاں آپ کے بیٹوں حضرت سید شاہ سلیمانؒ کفار شکن اور حضرت سید شہاب الدینؒ نے راجہ کے ساتھ جنگ کی اور فتحیاب ہو کر قصبے پر قبضہ کر لیا۔ سلطان شمس الدین التمش بادشاہ ہند نے ان کی جنگی مہارت اور بزرگی دیکھتے ہوئے اپنی ایک بیٹی سید شہاب الدین کے عقد میں دی۔

حضرت سید زیدؒ، حضرت سید کمال ترمذیؒ اور حضرت سید احمد توفتہ ترمذیؒ کے برادر زادہ تھے۔ اور حضرت سید احمد توفتہ ترمذیؒ نے اپنی پاک دامن بیٹی، بی بی تاج کا نکاح آپ سے کیا تھا۔

چشتیہ سلسلہ کے معروف بزرگ حضرت شاہ بھیکؒ آپ کی اولا د امجاد سے ہیں۔ جن کا مزار کڑام کے علاوہ میراں جی کے ٹھسکہ میں واقع ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

حضرت شیخ طیبؒ......

شیخ طیب کا شمار اعلیٰ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے مریدوں میں ہوتا ہے۔آپ نو مسلم تھے۔اعلیٰ حضرت کے ہاتھ پر ہی مسلمان ہوئے تھے۔آپ کا اصلی نام میدنی مل تھا۔اعلیٰ حضرت نے ہی طیب نام رکھا۔شہنشاہ اکبر کے درباریوں میں سے تھے، کسی صوبہ کے صوبہ دار تھے۔بہت عابد وزاہد شخص تھے۔آپ کے نام پر شہر میں ایک محلّہ کا نام محلّہ شیخ طیب تھا۔آپ نے ایک بہت ہی خوبصورت مسجد تعمیر کرائی تھی۔جسے مسجد شیخ طیب کہتے تھے ۹۸۲ھ میں انتقال کیا۔ان کا مقبرہ ریلوے لائن کے ساتھ واقع ہے۔اس مقبرہ کا سنگ بنیاد حضرت شاہ سکندر رؒ نے اپنے دست مبارک سے رکھا تھا۔مسجد شیخ طیب ایک بہت نفیس،شاندار اور قابل دید تھی۔

اسلام لانے سے قبل جو اولاد ہندو بیوی سے تھی۔وہ ''قانونگو'' کے لقب سے مشہور ہوئی۔اور مسلمان بیوی کی اولاد شیخ طیب کہلانے لگی۔دونوں ہی بیویوں کی اولاد بہت پھیلی۔قانون گویان کی آبادی تو شہر میں بہت ہی زیادہ تھی،جس کا برصغیر کی تقسیم تک ایک پورا گنجان محلّہ آباد تھا۔قانون گویان تعلیم و تعلم اور اعلیٰ عہدوں کے باعث بڑے صاحب وجاہت تھے اور اعلیٰ عہدوں پر فائز تھے۔

لیکن مسلمان بیوی کی اولاد تعداد کے لحاظ سے قانون گویان کے مقابلہ میں بہت کم تھی۔مگر ان کا بھی ایک محلّہ تھا جو شیخ طیب ہی کہلاتا تھا۔

ان کی ہندو اولاد میں دستور تھا کہ جب بھی کسی کی شادی ہوتی،اس موقعہ پر شربت کا ایک گھڑا مسجد شیخ طیب میں مع دیگر لوازمات کے پہنچایا جاتا تھا۔اور لڑکا لڑکی

Marfat.com

شادی کے بعد شیخ طیب کے مزار پر ضرور سلام کے لئے حاضر ہوتے۔ شربت کا ایک دوسرا گھڑا احتراما؛ حضرت شاہ کمال قادریؒ کی خانقاہ پر پہنچایا جاتا تھا۔ تقسیم ہند سے قبل تک یہ رسم جاری تھی۔ شہر میں ہندوؤں کے تین مشہور خاندانوں کھتریوں، کالسھوں، اور قانونگویوں کو خاندان کمالیہ سے عقیدت مندی کا شرف حاصل تھا۔ بلکہ خود والئی ریاست بھی اس خاندان کا نیاز مند تھا۔ مدتوں یہ رسم جاری رہی کہ مذکورہ ہندو خاندانوں کے بچوں کو کسی مکتب و مدرسہ میں داخل کرنے سے پہلے ان کی رسم ''بسم اللہ'' بطور برکت کمالی بزرگوں سے ادا کرائی جاتی تھی۔ ۱۹ویں صدی تک یہ رسم قائم رہی پھر آہستہ آہستہ ختم ہوگئی۔ ہماری دعا یہ ہے کہ آئندہ نسلیں بھی ہندوؤں کے ان خاندانوں کے قابل فخر اسلاف کے صحیح وارث و جانشین بننے کی سعادت سے کبھی محروم نہ رہیں۔ ۱۹۴۷ء میں سیٹھ ویربھان، پنڈت امرناتھ تواڑی ایم اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ، لالہ گنپت رائے ہانڈہ بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ (کھتری) سیٹھ ملیری، ارجن، دلیپ سنگھ وغیرہ کا برتاؤ اور حسن سلوک مسلمانوں سے بہت اچھا تھا۔ ایسے لوگ نادرہ روزگار ہوتے ہیں جن کو قدرت وقتاً فوقتاً اس دنیا میں اسلئے بھیجتی رہتی ہے کہ اچھائی اور برائی میں تمیز کہیں ختم ہی نہ ہوجائے۔

مذکورہ اصحاب قبلہ میاں صاحب حضرت سید علی احمد شاہؒ سے بڑی والہانہ عقیدت رکھتے تھے۔ انہوں نے تقسیم ہند سے قبل ہندو مسلم فسادات میں مسلمان دوستوں سے بالخصوص اور مسلمان عوام سے بالعموم محبت و ہمدردی کے اظہار کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنے آپ کو خطرہ میں ڈالنے سے گریز نہ کیا۔

Marfat.com

حضرت شیخ سجنؒ......

آپ اعلیٰ حضرت شاہ کمالؒ کے خادم خاص تھے۔آپ کو اپنے مرشد سے اس قدر تعلق خاطر تھا کہ اپنا گھر بار اور وطن سندھ چھوڑ کر مستقل آپ کی خدمت میں رہنے لگے۔سفر و حضر میں ہمیشہ ساتھ رہے۔مرشد بھی آپ پر خاص شفقت فرماتے تھے آپ کی زبان میں بے حد تاثیر تھی جو جذبہ میں آ کر بات کہہ دیتے وہ پوری ہو کر رہتی تھی۔آپ داروغہ مطبخ تھے۔لنگر خانہ کا انتظام آپ کے سپرد تھا۔لنگر کا کام بحسن و خوبی ادا کرتے یتمٰی بیوگان اور مساکین اور مہمانوں کی پوری خبر گیری رکھتے، جب تک سب کو کھلا کر فارغ نہ ہوتے تب تک خود کچھ نہ کھاتے۔مرشد کے وصال کے بعد ان پر کئی دن تک حزن و ملال چھایا رہا۔آپ کا آبائی وطن سندھ تھا۔ ۹۸۳ھ میں انتقال کیا۔مزار مبارک جنوبی حصہ میں ہے۔آپ کا تکیہ کلام سئیں تھا۔اس لئے آپ سائیں سجن کہلائے۔حاضر باش خادم تھے۔اعلیٰ حضرت کے بعد حضرت محبوب الٰہی کے معتمد علیہ بنے رہے۔

حضرت سید مبارک شہیدؒ......

آپ کا مزار اقدس منگورام کی حویلی محلّہ سادات کے جنوبی حصہ میں واقع ہے۔حالات کچھ معلوم نہیں۔عرس کے دن اس مزار پر کافی چہل پہل نظر آتی تھی۔مالیدے چڑھ رہے ہیں اور دیئے روشن کئے جا رہے ہیں۔ ہر طرف لوگوں کا ہجوم ہے۔فاتحہ خوانی کے بعد مالیدے کا تبرک محلّہ بھر میں تقسیم کیا جاتا تھا۔عرس شریف کی

Marfat.com

سادہ سی تقریبات میں ہندو بھی مسلمانوں کے برابر حصہ لیتے تھے۔

......حضرت سید رمضان غازی شہیدؒ......

ان کے حالات معلوم نہیں کب اور کہاں سے یہاں تشریف لائے اور کیسے شہید ہوئے؟

......حضرت شیخ زیرک عرف پیر میدانی علیہ الرحمۃ......

شیخ زیرکؒ بن شیخ تاج الدین چشتیؒ آپ حضرت شیخ فرید الدین گنج شکرؒ کی اولاد امجاد سے ہیں۔آپ کے دادا بزرگوار حضرت شیخ محمد درویشؒ نے پاکپتن سے ہجرت فرما کر جالندھر کے قریب ایک بستی بسائی تھی اور پھر جالندھر سے ملحق اسی بستی میں مقیم ہو گئے۔ حضرت شیخ زیرکؒ جالندھر سے بغرض سیر کیتھل تشریف لائے اور پھر یہیں رہائش اختیار کی۔اور یہاں کے مرد وزن کو نمازی پایا تو بے حد خوش ہوئے فرمایا کیتھل کی سرزمین بزرگان قادریہ کی بدولت بہت سی برکتوں سے مالا مال ہے۔ پھر آپ نے اپنے آپ سے فرمایا ''اے زیرک یہیں پر رہنا بہتر ہے''۔اس اثنا میں آپ کے والد بزرگوار آپ کی ہمشیرہ اور بہنوئی شیخ بدرالدینؒ آپ کی تلاش میں کیتھل پہنچ گئے اور یہیں رہنے لگے۔ جنگل اور ویرانہ میں سکونت اختیار کرنے کے باعث آپ پیر میدانی کے نام سے مشہور ہوئے آپ کا مزار مبارک شہری آبادی سے باہر تھا۔

آپ کے برابر ہمشیرہ صاحبہ اور بہنوئی شیخ بدرالدینؒ مدفون ہیں۔ حضرت شیخ تاج الدین چشتیؒ کا مزار مبارک گوشۂ مغرب میں ہے۔آپ کا مزار چندانہ گیٹ کے

Marfat.com

باہر چندانہ کے راستہ پر واقع ہے۔

......حضرت ننھے پیر علیہ الرحمتہ

محلّہ شاہ ولایت میں مزار سرراہ واقع تھا۔ جمعرات کی شام کو اہل محلّہ اکثر وہاں دیئے روشن کرتے تھے۔ اصلی نام معلوم نہیں ہوسکا، صرف ننھے پیر کے نام سے معروف تھے۔ غالباً حضرت شاہ ولائیت کے خورد سال بھائی تھے، اس سے زیادہ انکے حالات ہی کا پتہ نہیں چلتا ہے۔

ایک اور بزرگ کا مزار بھی محلّہ سادات کے باہر کوٹ کی مسجد کے مقابل، جانب شمالی گلی کے سرے پر واقع ہے۔ مبارک شہیدؒ کی طرح آپ کا بھی اسم مبارک اور حالات پردۂ اخفا میں ہیں۔ آپ کے مزار پر بھی جمعرات کو چراغ بتی ہوا کرتی تھی۔

☆☆☆☆☆

......وہ مشائخین کرامؒ جو مستقل قیام فرمانہ ہوئے......

اب ان بزرگوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جنہوں نے کیتھل اور خطہ، کیتھل کو وقتاً فوقتاً اپنے قدوم میمنت لزوم سے شرف بخشا یا پھر کچھ عرصہ یہاں قیام فرما کر آگے روانہ ہوئے، مگر مستقل قیام فرمانہ ہوئے۔ ان میں سرفہرست خواجہ خواجگان حضرت خواجہ معین الدین اجمیریؒ سلطان الہند ہیں۔

Marfat.com

......حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ......

آپ سیستان کے قصبہ سنجر میں ۵۴۱ ھ کے لگ بھگ پیدا ہوئے۔ سلسلہ، نسب حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ملتا ہے۔ بارہ برس کی عمر میں والد بزرگوار کا سایہ سر سے اٹھ گیا، ترکہ میں ایک باغ ملا، اس کی نگہبانی کرتے تھے۔ ایک روز حضرت ابراہیم قلندر نامی ایک مجذوب باغ میں آئے۔ خواجہ صاحب نے انہیں انگور پیش کئے لیکن انہوں نے نہ تناول فرمائے، بلکہ کوئی چیز دانتوں میں چبا کر خواجہ صاحب کے منہ میں ڈال دی۔ اس کے ساتھ ہی خواجہ صاحب کا دل انوار الٰہی سے معمور ہو گیا۔ آپ علائق دنیا سے برگشتہ ہو کر طلب خدا میں نکل کھڑے ہوئے۔ تحصیل علم کے بعد آپ نے نیشا پور کے قصبے ہارون میں مشہور بزرگ خواجہ عثمان ہارونی سے بیعت کی۔ خواجہ اجمیری کا سلسلہ ارادت ساتویں پشت میں حضرت اسحاق شامی چشتی تک پہنچتا ہے۔ اسلیئے خود بھی چشتی کہلائے۔ آپ دہلی سے ہوتے ہوئے اجمیر پہنچے اور وہیں قیام کیا۔ برصغیر میں خواجہ صاحبؒ کی ذات سے اسلام کی تبلیغ واشاعت کی راہیں بہت کشادہ ہوئیں۔ اجمیر کے ہندو راجہ نے بزور شمشیر آپ سے تعرض کرنے کا ارادہ کیا تو اسکی حکومت ہی شہاب الدین غوری کے ہاتھوں ختم ہوگئی۔ خواجہ معین الدین اہل اللہ میں بہت بلند مرتبہ کے حامل ہیں۔

......حضرت قطب الدین خواجہ بختیار کاکیؒ......

......۱۴ ربیع الاول ۶۳۴ ھ / ۱۵ نومبر ۱۲۲۶ء آپ کا وطن اوش تھا، جو فرخانہ (ترکستان) کا مشہور قصبہ ہے۔ آپکا نسب حضرت امام جعفر صادقؓ سے جا ملتا

Marfat.com

ہے ۔ ڈیڑھ سال کے تھے کہ والد کا انتقال ہوگیا۔ تعلیم پانے کے بعد حضرت معین الدین چشتی سے بیعت ہوئے۔ اور خلافت پائی حضرت خواجہ اجمیر میں مقیم ہوئے۔ اور قطب الاقطاب کو ہدایت خلق کے لئے دہلی میں قیام کا حکم دیا۔ آپ خواجہ عبدالرشید بدھنی رح کی ولادت کے موقع پر بحکم مرشد کیتھل تشریف لائے تھے۔ آپ سے فیض پانے والوں میں سرفہرست حضرت خواجہ فرید شکر گنج رح اور سلطان شمس الدین التمش ہیں۔

قطب الاقطاب کا مزار دہلی قدیم میں ہے، جہاں مسجد قوۃ الاسلام اور قطب مینار واقع ہیں۔

حضرت خواجہ سید محمد حسینی، بندہ نواز گیسودراز ......

...... ۷۲۰ھ / ۸۲۷ھ خواجہ النصیر الدین چراغ دہلوی کے مرید اور ایک وسیع حلقہ کے مرشد سلطان فیروز شاہ بہمنی کے عہد میں بہ ایمائے مرشد گلبرگہ پہنچے (۱۴۱۲ء)۔ وہیں انتقال ہوا۔ مزار زیارت گاہ عام ہے۔ عربی و فارسی میں کئی بلند پایہ کتابیں لکھیں۔ دکنی اردو میں بھی چند رسائل مرتب کئے۔ تصوف میں آپ کا رسالہ معراج العاشقین شائع ہو چکا ہے۔ بعض بیماریوں کے منظّم نسخے کچھ اشعار، اور ۱۲ بند کی ایک نظم چکی نامہ بھی آپ سے منسوب کی جاتی ہے۔

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رح سہروردی ......

آپکا نام جلال الدین حسین اور لقب جہانیاں جہاں گشت تھا۔ آپ حضرت سید جلال الدین سرخ بخاری کے پوتے اور سید احمد کبیر کے فرزند اکبر تھے۔ ۱۴ شعبان

Marfat.com

۷۰۷ھ کو اوچ میں پیدا ہوئے۔ سیر و سیاحت کا آپ کو بیحد شوق تھا اسی وجہ سے جہانیاں جہاں گشت کا لقب پایا۔ آپ نے زمین کے بہت بڑے حصے کا سفر کیا۔ آپ علم و فضل میں یگانہ روزگار اور روحانیت کے بہت بلند منصب پر فائز تھے آپ کے خلفاء کی تعداد سینکڑوں میں تھی۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ میں اپنی خوش بختی پر نازاں ہوں کہ میں حضرت شیخ سیدنا عبدلقادر جیلانیؒ کے دیکھنے والوں کو دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہوں۔

ایک روز سلطان دہلی غیاث الدین تغلق حضرت مخدوم جہانیاں کی خدمت میں حاضر ہوا اور نہایت شوق تمنا سے عرض کی کہ حضرت چونکہ حج کعبہ کو تشریف لے جاتے ہیں کیا ہی اچھا ہو جو مدینہ منورہ سے کوئی ایسا تبرک واپسی پر اپنے ہمراہ لائیں جس سے یہاں کے باشندے سعادت دارین حاصل کرتے رہیں۔ چنانچہ حضرت مخدوم جہانیاں نے مدینہ منورہ پہنچ کر جناب خیر الانام ﷺ کے حضور میں بادشاہ کی درخواست پیش کی اور حضور اقدس ﷺ کی اجازت سے قدمین شریفین کا نقش مبارک مع تحویلداراں جن میں حاجی محمد مدنی و حاجی شمس الدین مشہور تھے لے کر واپس ہندوستان پہنچے۔ جب بادشاہ کو خبر ملی تو فوراً پیادہ چل کر نقش مبارک کے استقبال کو پہنچا اور نقش مبارک سر پر رکھ کر نہایت عزت و تکریم سے شہر میں داخل ہوا۔ اس عزت و حرمت سے اسے اپنے پاس رکھا کہ کسی دوسرے سے ممکن نہ تھی۔ اسطرح ہندوستان میں نقش قدمین شریفین لانے کی سعادت حضرت مخدوم جہانیاں کے حصے میں آئی۔ بعد ازاں بادشاہ نے نقش مبارک کو اپنے بیٹے کی قبر کے تعویز پر از راہ فرط محبت نصب کروادیا اور اوپر ایک عالی شان حوض تعمیر بنوایا۔

Marfat.com

آپ کے نام پر کیتھل شہر میں ایک محلہ موجود تھا جو محلہ پیر جہانیاں کہلاتا تھا۔ اس محلہ میں انصاریوں کی آبادی تھی۔ یہ محلہ پونڈری دروازہ کے اندرون واقع تھی۔ اسی محلہ میں ایک چلہ گاہ آپ کے نام سے منسوب تھی۔ یہ چلہ گاہ ایک چھوٹا سا قبرستان ہے، جس کے گرد ایک پختہ چاردیواری ہے۔ آپ نے ۸۵ے ھ میں انتقال فرمایا۔ مزار مبارک اوچ شریف زیارت گاہ عام ہے۔

...... حضرت شیخ شرف الدین بوعلی قلندر پانی پتیؒ ......

ھندوستان کے بزرگ ترین اولیاء اللہ میں سے ایک، جن کے متعلق خیال ھے کہ انھوں نے ۷۲۴ھ۔۱۳۲۴ء میں وفات پائی۔ شیخ موصوف کے سوانح حیات کے بارے میں معتبر اطلاعات کی اتنی کمی ہے کہ آپ کے عہد کی ان تصنیفات میں جواب اب تک سلامت ھیں۔ آپ کا نام تک مذکور نہیں۔ سب سے پرانا حوالہ جو آپ کے متعلق ملتا ھے، عفیف کی تاریخ فیروز شاھی میں ھے۔ اسی تاریخ میں سلطان غیاث الدین تغلق کی آپ سے ملاقات کا حال بیان کیا گیا ھے۔ البتہ گیارہویں صدی ہجری میں آپ کی زندگی کے جو حالات قلمبند ہوئے ان کے مطابق آپ پانی پت کے رہنے والے تھے۔ جہاں آپکے والد ماجد سالار فخر الدین عراق سے آکر آباد ہوئے تھے۔ ابتداء میں آپ کی تعلیم و تربیت بطور عالم دین کے ہوئی لیکن آخر العمر آپ نے مدرسہ کو خیر باد کہا، اپنی کتابیں دریا میں پھینک دیں اور قلندر بن گئے۔ آپ کا شمار

Marfat.com

حضرت قطب الاقطاب بختیار کاکیؒ کے روحانی شاگردوں میں ہوتا ہے۔آپ کے بارے میں بیشمار روایات مشہور ہیں جو آپ کی کرامات، رندگی اور وفات کے متعلق بتاتی ہیں۔آپ بھی ان مشہور شخصیات میں شامل ہیں جو بطور مہمان کیتھل تشریف لائیں۔آپ کے نام سے منسوب ایک چلہ گاہ کیتھل شہر کے مشرق میں شاہراہ کرنال پر حضرت شاہ کمالؒ قادری کی خانقاہ کے عقب میں ایک پختہ چار دیواری میں واقع ہے۔آپ کے مزارات پانی پت، کرنال اور بڈھا کھیڑا میں مرجع خلائق ہیں۔خواجہ عبدالرشید صوفی بدھنیؒ آپ کے خالہ زاد بھائی ہیں۔

......حضرت سخی سرورؒ......

آپ کا سلسلہ نسب حضرت اسماعیل بن امام جعفر صادق سے ملتا ہے۔ آپ کے آباؤ اجداد عرب سے تعلق رکھتے تھے۔آپ کے والد بزرگوار حضرت سید زین العابدین بغداد سے برصغیر تشریف لائے اور ملتان سے متصل ایک گاؤں میں سکونت پذیر ہوئے۔آپ کا اصل نام سید احمد سلطان ہے مگر آپ سخی سرور کے لقب سے مشہور ہوئے۔آپ نے روحانی فیض بغداد میں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی سے حاصل کیا بعد ازاں شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی سے فیض حاصل کیا۔

بغداد سے واپسی پر پشاور اور دھونکل میں قیام کیا۔یہاں سے واپس اپنے گاؤں کا قصد کیا۔حاکم ملتان گھنو خاں کی صاحب زادی سے شادی کی۔حضرت کی شادی کے موقع پر انہیں بہت سا روپیہ ملا جسے آپ نے غریبوں میں تقسیم کر دیا۔اسی سخاوت کی بنا پر انہیں سخی سرور کے نام سے پکارا جاتا ہے۔آپ کا مزار مبارک ڈیرہ

Marfat.com

غازیخان میں مرجع خلائق ہے۔

آپ کے نام سے منسوب ایک چلہ گاہ کیتھل شہر میں گورنمنٹ ہائی سکول کے عقب میں واقع تھی۔ جو آپ کی کیتھل آمد کی یادگار تھی۔

حضرت شیخ چہلیؒ ......

آپ کا اصل نام عبدلرزاق ہے مگر آپ شیخ چہلیؒ کے نام سے مشہور ہیں۔ روایت ہے کہ آپ نوجوانی میں ہی تھانیسر آ گئے تھے۔ اور ہریش چند کے تاریخی قلعہ کے کھنڈرات میں دن رات عبادت کیا کرتے تھے۔ آپکو حضرت غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ سے خصوصی عقیدت تھی۔ براہ راست حضرت غوث اعظمؒ سے فیض یاب ہوئے۔ اور درجہ کمال کو پہنچے۔ ایک روز ارشاد غوثیہ کے مطابق حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ سے جا کر بیعت کی اور پھر حسب معمول تھانیسر کے کھنڈرات میں مصروف عبادت ہو گئے۔ آپ چہل کاف کے زبردست عامل تھے۔ جب سے آپ نے ہوش سنبھالا تو جنگلوں اور ویرانوں میں رہے۔ ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ دنیا اور اہل دنیا سے بالکل بیگانہ ہو گئے۔ لوگوں سے بہت کم ملتے تھے۔ کھانا بھی برائے نام کھاتے تھے۔ اسی لئے ان کے حالات کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ شاید ان کا کسی شاہی خاندان سے تعلق تھا۔ شیخ جلال الدین تھانیسریؒ آپ کے ہمعصر تھے۔ ان کی نماز جنازہ حضرت شیخ جلال نے ہی پڑھائی۔ آپ کا مزار مبارک تھانیسر میں ہے۔ آپ کے مزار مبارک کا شمار برصغیر کی بہترین عمارتوں میں ہوتا ہے۔ آپ کا مقبرہ میلوں دور سے نظر آتا ہے۔ طرز تعمیر ہمایوں کے مقبرہ سے ملتی ہے۔ جو کہ ایک قابل دید عمارت ہے۔ بھارت

Marfat.com

سرکار محکمہ آثار قدیمہ کے زیر نگرانی اس پر لاکھوں روپیہ سالانہ خرچ کرتی ہے۔ دور دور سے سیاح اس کو دیکھنے آتے ہیں۔

...... حضرت مجدد الف ثانیؒ

حضرت مجدد الف ثانیؒ کا نام برصغیر پاک و ہند میں تعارف کا محتاج نہیں۔ سلسلہ قادریہ سے آپ کی وابستگی بھی سب پر عیاں ہے۔ سلسلہ قادریہ کا خرقہ آپؒ کو حضرت شاہ سکندر قادری سے ملا تھا۔ اسی قدسی گھرانے سے عقیدت کی وجہ سے اکثر کیتھل آنا جانا رہتا تھا۔ آپکی نسبت سے ایک حجرہ تقسیم برصغیر سے پہلے تک شہر میں موجود تھا۔

...... حضرت سید محمد شریف نیاولیؒ

مراد آباد کے کسی قصبہ کے رہنے والے تھے۔ سولہ سترہ سال کی عمر میں حضرت بو علی شاہ قلندرؒ کے عرس مبارک پر پانی پت تشریف لائے عرس کے بعد جب آخری سلام کے لئے حاضر دربار ہوئے تو آپ نے روحانی اشارہ فرمایا "محمد شریف تم یہاں ٹھہر جاؤ" چالیس دن کے بعد قلندر صاحب نے فرمایا، "محمد شریف کیتھل جا کر حضرت شاہ کمال کی خانقاہ پر ایک رات شب باشی کے بعد رام پور جا کر خواجہ محمد ابراہیمؒ کے مرید ہو جاؤ۔ ہمارا فیض تم کو پہنچ چکا ہے۔ کیونکہ طالب کے لئے دست بدست بیعت ہونا ضروری ہے۔ آپ حسب الحکم رام پور آئے اور خواجہ صاحب کے ہاتھ پر بیعت کی اور وہیں رہنے لگے۔ آپ کو روزانہ مطلوبہ غذا مرغ اور پراٹھے لنگر

Marfat.com

سے آیا کرتے، اس پر کسی درویش نے شکایت کی کہ ہمیں تو تنور کی روٹی اور دال ملتی ہے اوران کو مرغ اور پراٹھے ملتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے۔ ارشاد ہوا کہ "ہمیں حضرت قلندر صاحب کی خاطر عزیز ہے۔" "یہ مجھ سے کچھ لینے نہیں آئے، بلکہ کچھ دینے آئے ہیں"۔ باآلاخر خلافت سے سرفراز فرمایا اور واپس پانی پت بھیج دیا اور عرض کیا کہ قلندر صاحبؒ آپ کی امانت آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ آپ پانی پت آگئے، حسب ارشاد حضرت قلندر صاحبؒ آپ صاحب ولایت قصبہ نیاول ہو کر وہاں آگئے۔ آپ کا مزار مبارک نیاول ضلع کرنال میں ہے۔

......حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ......

انفاس العارفین میں ہے کہ والد بزرگوار (شاہ عبدالرحیمؒ دہلوی، والد بزرگوار حضرت شاہ ولی اللہؒ) ایک دن قصبہ مانسرہ میں حضرت مخدوم اللہ دیاؒ کی زیارت کو گئے۔ رات کا وقت تھا۔ حضرت مخدوم صاحبؒ نے فرمایا ذرا ٹھہریئے کچھ کھا کر جایئے گا۔ اسی وقت ایک عورت خانقاہ میں آئی، کچھ پکے ہوئے چاول اور شیرینی کا طبق سر پر تھا۔ اس عورت نے کہا یہ سب حضرت مخدوم صاحب کی نذر کردو، میں نے نذر کی، اس نے کہا میرا خاوند عرصہ سے لاپتہ تھا۔ میں نے نذر مانی تھی کہ میرا خاوند آئے گا تو میں اس وقت کھانا پکا کر حضرت مخدوم صاحب کی خانقاہ پر حاضری دونگی۔ اب وہ گھر آیا ہے۔ اور میں نے نذر ادا کی ہے۔

اب ہم دوبارہ سرزمین کیتھل میں مدفون اولیا کرام کی طرف لوٹتے ہیں۔

......حضرت سید علی احمد کرمانیؒ ......

Marfat.com

ایران ان کا آبائی وطن تھا۔ حضرت شاہ نعمت اللہ کرمانیؒ کے بھائی تھے۔ آپ حضرت قلندر صاحبؒ، شرف الدین پانی پتیؒ اور حضرت شاہ ولایت، صوفی بدھنیؒ کے ماموں تھے۔ آپ حضرت خواجہ سید نصیر الدین مکیؒ کے ہمراہ کیتھل تشریف لائے۔ باقی حالات معلوم نہیں ہو سکے۔

......حضرت پیر سید نصیر الدینؒ......

آپ کے حالات زندگی پر بھی پردہ اخفا ہے۔ آپ کا مزار مبارک قصاب دروازہ کے باہر واقع تھا۔ آپ کا عرس ۷ اربیع الثانی کو ہوا کرتا تھا۔ آپ بھی صاحب تصرف بزرگوں میں سے ایک ہیں۔

......حضرت شیخ نظام الدین سہرورديؒ......

بن حضرت شیخ سلیم آرام شاہؒ

انکا مزار مبارک پونڈری دروازہ، چلہ گاہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت میں واقع ہے۔

......حضرت شاہ ولی اللہ ولی کیتھلی......

بن شیخ نظام الدین سہروردی

مزار مبارک بر تالاب بدکدار جانب جنوب نزد روضہ مبارک شاہ شاہاں واقع ہے۔ انکے حالات زندگی پر بھی پردہ اخفا ہے۔

Marfat.com

حضرت سید محمد یوسف بن خواجہ سبز خطؒ بن سید حامدؒ ترمذی

مزار موضع بھور میں واقع ہے۔ حالات زندگی معلوم نہیں ہو سکے۔

حضرت شیخ عبداللہؒ......

آپ کا مزار مبارک شہر سے باہر موضع گیونگ کے راستہ پر واقع تھا۔ آپ کا ختم ۱۳ ربیع الثانی ہوا کرتا تھا۔

حضرت عبداللہ خاںؒ......

مزار گمتھلا میں واقع تھا۔ سالانہ ختم ۱۲ رمضان کو ہوا تھا۔

حضرت پیر نوشا شہیدؒ......

کسی لڑائی میں شہید ہوئے تھے۔ ان کا مزار بھی گمتھلا میں واقع تھا۔

حضرت رمضان غازیؒ......

آپ بھی خطہ کیتھل میں شہید ہوئے، ۲۷ رمضان کو سالانہ عرس منایا جاتا تھا۔ مزار مبارک مضافات کیتھل میں واقع تھا۔

حضرت سید غالب شاہؒ......

مزار مبارک براستہ پہیوا واقع تھا۔ عرس سالانہ صفر میں منایا جاتا تھا۔

Marfat.com

حضرت پیر فرخ شاہؒ......

ان کا مزار بھی براستہ پہیوا واقع تھا۔ ۱۴ رمضان شریف کو سالانہ عرس کی تقریبات منعقد ہوا کرتیں تھیں۔

حضرت سید عبداللہ شاہؒ......

مزار موضع بھاگل میں واقع تھا۔ جو کیتھل کے مضافات میں ایک قصبہ تھا۔ سالانہ عرس ۱۶ محرم کو منایا جاتا تھا۔

حضرت مردان شاہ غیب غازیؒ......

خطہ کیتھل کے قدیم بزرگوں میں سے ہیں، لیکن حالات زندگی کسی تذکرہ میں نہیں ملتے۔ مزار مبارک کیتھل کے مضافات موضع ہابڑی ضلع کرنال میں واقع تھا۔ ہر سال ۱۴ شعبان کو آپ کا عرس قصبہ ہابڑی کے لوگ بڑی عقیدت سے مناتے تھے۔

حضرت سید عمر شاہؒ......

مزار مبارک موضع گمتھلا گھڑو میں واقع ہے۔ عرس مبارک ۱۰ ذی الحجہ کو ہوتا تھا۔ یہ بزرگ مضافات کیتھل سے تعلق رکھتے تھے۔

حضرت سید نورنگ شاہؒ......

مزار مبارک کیتھل کے نزدیک قصبہ سیون میں واقعہ تھا۔ عرس ۱۸ ذوالحجہ کو ہوا کرتا تھا۔ انکے حالات زندگی بھی معلوم نہیں ہو سکے۔

Marfat.com

حضرت طالب مولیٰؒ ......

مزار مبارک موضع باکل میں واقع تھا۔ ۱۹ محرم کو سالانہ عرس ہوا کرتا تھا۔

حضرت خواجہ شہید ......

یہ بھی ارض کیتھل کے قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ تبلیغ دین کے سلسلہ میں یہاں تشریف لائے۔ دین کی خاطر بڑی مصیبتیں جھیلنے کے بعد جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ مزار مبارک اندرون محلّہ قصاب میں واقع تھا۔ ۱۵ شعبان کو اہل محلّہ ان کا ختم دلاتے اور عرس مناتے تھے۔

حضرت پیر نوگزا ......

انکا مزار کیتھل سے براستہ موضع موہنہ واقع تھا۔ ہر سال ۱۳ شعبان کو ان کا ختم آتا تھا۔

حضرت غائب غازیؒ ......

یہ بھی قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ اصلی نام ظاہر نہیں۔ غائب غازی کے نام سے مشہور ہیں۔ زندگی میں کبھی کبھی غائب ہو جایا کرتے تھے۔ مردان رجال الغیب میں سے تھے۔ مزار مبارک محلّہ پنساریان میں واقع تھا۔ انکا عرس شریف ۵ ربیع الثانی کو ہوتا تھا۔

حضرت شاہ مبارک ترت مراد ......

Marfat.com

اگرچہ شہر کے مشہور بزرگوں میں سے تھے مگر مزار مبارک کس جگہ واقع تھا معلوم نہیں ہو سکا۔

......حضرت پیر غازی غائب شہیدؒ......

اصلی نام پردہ اخفا میں ہے۔ پرانے بزرگوں میں سے ہیں۔ خراسان سے تشریف لائے۔ اور یہاں آکر مسکون ہوئے۔ آپ بھی مردان رجال الغیب میں سے تھے۔ مزار مبارک متصل موری دروازہ مرجع خلائق ہے۔ عرس ہر سال ۱۰ ربیع الاول کو منایا جاتا تھا۔

......حضرت شاہ مبارک ثانی شہیدؒ......

آپ بھی شہر کے قدیم بزرگوں میں سے ایک تھے۔ روایت ہے کہ بیمار اور اپاہج آپ کی خدمت میں آتے تو آپ کی نظر کیمیا اثر سے شفا پاتے تھے۔ مزار مبارک مسجد نجاراں کے قریب واقع تھا۔ ختم ۱۴ محرم کو ہوتا ہے۔

......حضرت خواجہ غلام بھیک چشتیؒ......

آپ عہد متاخرین کے بزرگوں میں سے ہیں۔ سلسلہ چشتیہ صابریہؒ کے صاحب اثر بزرگوں میں سے تھے۔ علوم ظاہری و باطنی میں یگانہ روزگار تھے۔ مزار مبارک محلہ افغانان میں واقع ہے۔ آپ کا عرس ۲۲ ربیع الاول کو ہوا کرتا تھا۔

......حضرت الٰہی بخش شہیدؒ......

Marfat.com

شہر کے قدیم بزرگوں میں سے تھے۔ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ مزار مبارک پڑاؤ بازار میں واقع ہے۔ ۱۹ صفر کو عرس ہوتا ہے۔

......حضرت سید قطب الدینؒ......

آپ اکثر حضرت شاہ کمال قادریؒ کی خانقاہ پر چلہ کشی کیا کرتے تھے۔ اکثر روزہ رکھتے تھے۔ مزار مبارک بر تالاب اندھاؤ واقع ہے۔

......حضرت نوشہ شہیدؒ......

قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ اصلی نام کا کچھ پتہ نہیں حضرت نوشہ کے نام سے ہی مشہور تھے۔ مزار مبارک تلہائی میں واقع ہے۔ کسی معرکے میں شہید ہوئے۔ ۷ رجب کو اہل محلّہ ختم دلاتے تھے۔ آپ کسی لشکر کے عہدہ دار تھے۔ کفار کے ساتھ کسی لڑائی میں شہید ہوئے۔

......حضرت شیخ بلاول عرف بلو پیرؒ......

اصل نام کا کوئی پتہ ہیں۔ بلو پیر کے نام سے مشہور تھے۔ حضرت شاہ کمال قادریؒ کے روضہ مبارک پر جاروب کشی کیا کرتے تھے۔ دن رات مساجد میں جا کر پانی کے مٹکے بھرا کرتے تھے۔ مزار مبارک پختہ چاردیواری میں ایک چبوترہ پر تھا جو بیرون ڈوگراں دروازہ واقع تھی۔ سالانہ ختم ۱۴ رجب کو ہوتا تھا۔

Marfat.com

حضرت ابو بکر تھاوڑی چشتیؒ ......

آپ تھاوڑ سے یہاں آئے۔ سماع بہت سنتے تھے۔ مزار مبارک محلہ ڈوگراں میں واقع تھا۔ عرس ۲۴ شعبان کو ہوتا تھا۔

حضرت پیر مہتاب شاہ ......

المعروف بہ حافظؒ

آپؒ نہایت پابند شرح اور میر مدرس تھے۔ قرآن پاک کی تلاوت بڑے سوز و گداز سے کرتے تھے۔ حضرت شاہ سکندر روسؒ کے دامن ارادت سے وابستہ تھے۔

حضرت سید نظام الدینؒ ......

انہوں نے بھی حضرت شاہ سکندر روس سے فیض پایا تھا۔ مزار مبارک کیمری والا قبرستان میں واقع تھا۔ سالانہ ختم ۱۴ جمادی الثانی کو ہوتا تھا۔ بڑے صوفی اور باصفا بزرگ تھے۔

حضرت پیر کول شاہؒ ......

آپ زہد و عبادت میں مشہور تھے۔ آپ حضرت محمد شاہ علی نبیرہؒ شاہ شاہاں حضرت شاہ سکندر روس سے فیض یاب تھے۔ مزار مبارک چندانہ دروازہ میں ہے۔ اہل محلہ ان کے مزار کی چراغ بتی کیا کرتے تھے۔ ختم ۱۳ رجب کو ہوتا تھا۔

حضرت شاہ بیگؒ ......

Marfat.com

بڑے صاحب کرامات بزرگ تھے۔ بزرگان قادریہ یعنی حضرت شاہ کمال قادریؒ اور حضرت شاہ سکندر روٗس محبوب الٰہیؒ کی زیارت کرنے علاقہ ہریانہ سے یہاں آئے اور پھر یہیں کے ہو رہے۔ محلّہ چھاپہ گراں میں مدفون تھے۔

...... حضرت شاہ جمال قادریؒ

بزمانہ شاہ جہاں، کیتھل آئے اور حضرت شاہ کمال قادری وحضرت شاہ سکندر روٗس محبوب الٰہی کے چشمہ فیض روحانی سے فیض یاب ہوئے۔ مزار، محلّہ شیخ زادگان میں ایک بلند چبوترہ پر واقع تھا۔ ختم ۳ جمادی الثانی کو ہوتا تھا۔

...... حضرت سید رستم علی شاہؒ

آپ بڑے صاحب کرامت بزرگ تھے۔ شاہ شاہاں حضرت شاہ سکندر روٗس محبوب الٰہی کی مجلس کے حاضر باش مصاحب تھے۔ باہر سے آئے تھے۔ مرشد کی محبت میں یہیں پر آسودہ خاک ہوئے۔ مزار مبارک نزد چوک باڑہ، قصاب دروازہ واقع تھا۔ ختم ۱۲ ذالحجہ کو ہوتا تھا۔

...... حضرت سید شاہ محمدؒ

سادات گھرانے کے بڑے صاحب جذب بزرگ تھے۔ عبادت و ریاضت میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ اکثر جنگل میں قیام رکھتے تھے۔ حضرت شاہ محبّ اللہ زہدی کے خلفاء میں سے تھے۔ مزار مسجد محلّہ کمہاراں میں واقع تھا۔ یکم شوال کو ختم ہوتا تھا۔

Marfat.com

حضرت سید وزیر شاہؒ ......

کس دور کے بزرگ تھے؟ علم نہیں ہو سکا۔ مزار محلہ کمہاراں میں واقع تھا، ختم ۱۵ رمضان کو ہوتا تھا۔

حضرت ضمیر شاہؒ ......

ان کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کہ کب آئے اور کہاں سے آئے؟ کب وصال فرمایا؟ ان تمام سوالات کا جواب کسی تذکرہ میں نہیں ملا۔ مزار مبارک محلہ مضافات گورو دروازہ میں واقع ہے۔ ختم ۴ محرم کو ہوتا تھا۔

حضرت پیر بیدیاؒ ......

انکا اصل نام کسی کو معلوم نہیں، پیر بیدیاؒ کے نام سے مشہور تھے۔ ۱۴ رجب کو ختم ہوتا تھا۔ مزار ٹبہ لب سڑک براستہ موضع پاٹلہ ٹبی کھوت، میں واقع تھا۔

حضرت سید فخر الدین شہیدؒ ......

ان کے متعلق مشہور ہے کہ یہ بزرگ مشہد ایران سے آئے تھے۔ چھٹی صدی ھجری کے قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ ان کے ساتھ سات آدمیوں کی جمعیت آئی تھی۔ مزار مبارک محلہ عمر کوٹ میں تھا۔ ۷ شوال کو ان کا عرس ہوتا ہے۔

حضرت سید شمس الدین شہیدؒ ......

قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ بڑے صاحب جذب بزرگ

Marfat.com

تھے۔ بلخ پر جب چنگیز خاں کا تصرف ہوا تو آپ نے ہجرت کی اور کیتھل میں قیام فرمایا کسی معرکہ میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ مزار مبارک شہید بلخیؒ کے قریب تھا۔ ۱۱ محرم کو آپ کا ختم ہوتا تھا۔

......حضرت شاہ جمال الدین شہیدؒ......

تبلیغ دین کے سلسلہ میں تشریف لائے۔ ۷ اربیع الاول کو ختم ہوتا تھا۔ جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ مزار محلّہ معماران میں تھا۔

ان بزرگوں کے علاوہ شہر کے مختلف ہندو مسلم محلوں میں سینکڑوں اور مزارات بھی واقع تھے۔ جن کے متعلق کچھ علم نہیں کہ کون بزرگ تھے۔ کہاں سے آئے تھے اور ان کے نام کیا تھے۔ مگر ان مزارات پر دیئے جلتے تھے۔ اور پھول بھی چڑھتے تھے۔ اور ان کے عرس بھی ہوتے تھے۔

......ہفت شہدا......

یہ تقریباً 120 افراد تھے جو ولایت عرب سے دعوت اسلام کیلئے ہندوستان آئے اور کیتھل کے قریب ایک جنگ میں لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ چونکہ سات بھائی ایک ہی قبر مدفون ہیں اس لئے ہفت شہدا کے نام سے مشہور ہیں ان کا مزار تالاب دیوی نال پر جانب شرق واقع ہے۔

......بابا سیتل پوری

اصل نام سیتل داس ہے مگر بابا سیتل پوری کے نام سے مشہور ہیں۔ آپ

Marfat.com

بمقام لدانہ پیدا ہوئے۔ بچپن سے درویشی اور فقر اختیار کیا، جنگلوں اور صحراؤں میں پھرا کرتے تھے اور گھنٹوں ریاضت میں مستغرق رہتے۔

استغراق کا یہ عالم تھا کہ کسی غیر کی اصلاً خبر نہ ہوتی اپنی ذات میں گم رہتے تھے۔ بابا صاحب اپنے زمانہ کے کامل بزرگ تھے۔ حضرت شاہ کمال قادری سے ارادت تھی اور ان سے انتہائی عقیدت رکھتے تھے۔ آپ مرشد کی محفل کے حاضر باش تھے۔ مرشد راز و نیاز کی باتیں اور منازل سلوک کے سربستہ راز آپ کو اپنا محرم راز سمجھ کر بتایا کرتے تھے۔ آپ مولانا روم کا یہ شعر اکثر پڑھا کرتے تھے۔

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم

تا غلام شمس تبریزی نہ شد

کبھی کبھی آخری مصرع میں تھوڑا تصرف کر کے یہ پڑھتے، تا غلام شاہ کمال بغدادی نہ شد۔

واقعہ:

ایک مرتبہ حضرت شاہ کمال علیہ رحمۃ شیر پر سوار ہو کر بابا صاحب کی ملاقات کے لئے ان کے ڈیرے پر آئے اس وقت بابا صاحب ایک دیوار پر بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کو حکم دیا کہ تو بھی استقبال کے لئے چل۔ وہ دیوار آپ کے حکم کی تعمیل اور حضرت شاہ کمالؒ کی تعظیم میں دس قدم چلی۔ مذکورہ دیوار تا حال موجود ہے۔

آپ نے ۹۸۶ھ بمطابق ۱۵۷۸ء میں انتقال کیا۔ مزار تالاب بدھ کیار کے مشرقی کنارے پر واقع ہے۔

Marfat.com

آپ ہندوستان میں 160 گدیوں کے پیشوا ہیں۔

☆☆☆☆☆

......کرامات اولیائے کیتھل......

حضرت امام الدین ناصر الدینؒ

تاریخ محمودی کے مصنف پروفیسر ڈاکٹر تنویر احمد علوی نے ایک مخطوطہ کتاب ''الشہادت'' سے نقل کیا ہے۔ اس مخطوطے سے حضرت امام ناصر الدین کے بارے میں چند مزید باتوں کا علم ہوا ہے۔ آپ کا اصل نام محمود اور کنیت ناصر الدینؒ ہے۔ وطن سبزوار خراسان ہے۔ آپ کے والد کا نام حضرت امام محمد اور کنیت مسعود تھی۔ امام ناصر الدین کے جد امجد سیدنا امام علی منظرؒ نبیرہ امام محمد باقرؓ ۱۵۳ ہجری میں سالار فوج ہو کر سبزوار آئے تھے۔ آپؒ آبائی نسبت کے علاوہ سلسلہ شطاریہ سے تعلق رکھتے تھے امام ناصر الدین کی شہادت ۱۲ محرم ۵۸۸ ہجری کو ہوئی۔

☆☆☆☆

ایک مرتبہ شہر میں طاعون کی وبا پھوٹ پڑی اور لوگ دھڑا دھڑ مرنے لگے۔ مرنے والوں کی تعداد بڑھنے لگی تو مخلوق خدا کی یہ پریشانی دیکھتے ہوئے ایک بنئے کی فریاد پر آپ نے فرمایا ہمارے وضو کا بچا ہوا پانی جو پیئے گا وہ شفایاب ہوگا۔ وہ پانی ایک کنوئیں میں ڈالا گیا، اس کنوئیں سے جس نے پانی پیا وہ شفایاب ہوا۔

Marfat.com

در ذکر مخدوم امان اللہ شہیدؒ

☆☆☆☆

روایت ہے ایک بیوہ کا بیٹا مر گیا وہ روتی ہوئی آپ کے سامنے سے گذری آپ نے اس کے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے بتایا اس کا ایک ہی بیٹا تھا رات کو بھلا چنگا تھا صبح کو مردہ پایا گیا، آپ از راہ ہمدردی اس کے ساتھ اسکے گھر گئے میت کو دیکھا اور اس کے کان میں کہا ''یا حی یا قیوم قم باذن اللہ وہ قدرت خداوندی سے زندہ ہوا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔ یہ واقعہ دیکھ کر بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔

در ذکر حضرت خواجہ سید علی شہیدؒ

☆☆☆☆☆

آپ کی خدمت میں دو شخص، ایک قوت گویائی سے محروم اور دوسرا نابینا۔ بغرض امتحان لائے گئے ان کے ساتھیوں نے عرض کی آپ انہیں اچھا کر دیں تو ہم سب ایمان لے آئیں گے۔ آپ نے اپنا ہاتھ نابینا کی آنکھوں پر لگایا تو وہ بینا ہو گیا یعنی دیکھنے لگا۔ پھر گونگے کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا کلمہ پڑھ جوں ہی آپ نے کلمہ کے الفاظ پڑھے بے اختیار کلمہ اس کی زبان پر جاری ہو گیا۔ اس واقعہ سے بہت سے لوگ حلقہ بگوش ہو گئے۔

در ذکر حضرت مخدوم امان شہیدؒ

☆☆☆☆

ایک بنیا مر گیا اس سے آپ کا کچھ حساب کتاب تھا۔ جب اس کی ارتھی آپ کے سامنے سے گذری تو فرمایا ہمارا حساب کتاب تو کرتے جائیں۔ وہ بنیا زندہ ہو گیا

Marfat.com

اور حساب کتاب سمجھا کر پھر مر گیا۔اس کھلے عام واقعہ کو دیکھا سب کے سب بڑے حیران ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

درذکر حضرت خواجہ سید نصیر الدین مکیؒ

ایک دودھ فروش اکثر دودھ لے کر آپ کے مزار کے سامنے سے گذرتا تھا۔ ایک دن جب یہاں سے گذرا۔ پیشاب کرنے بیٹھ گیا۔آپ کے مزار مبارک کی دیوار کی طرف منہ کر کے پیشاب کر کے اٹھا ہی تھا کہ اس پر لرزہ طاری ہو گیا اور بخار نے آلیا۔ دودھ بھی گر گیا بہ مشکل تمام گھر پہنچا قوت گوئی ختم ہو گئی۔ جب علاج معالجہ سے کوئی فائدہ نہ ہوا تو آپ کے مزار پر اس کے گھر والے روزانہ آنے لگے اور معافی کے خواستگار ہوئے اور آپ کی قبر کو دھو کر اس کا پانی پلانے لگے چند دن میں ہی وہ تندرست وتوانا ہو گیا روزانہ مزار مبارک پر چراغ بتی کرنے لگے۔

درذکر حضرت بہلیم بخت بالاؒ

طرح اذان ڈالی باطل کے بت کدوں میں انوار معرفت سے کی روشنی دلوں میں
بہلیم بخت بالا تم سے ہوا اجالا محمود کی نظر میں کیتھل کی ظلمتوں میں

ایک مرتبہ پیاس کی شدت میں دوران سفر آپ ایک کنویں پر پہنچے۔ پانی بھرنے والی عورتوں نے آپ کو ڈول بھر کر پانی پلایا اور درویشوں نے بھی پیا۔قریب کھڑے ہوئے لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا تو ان عورتوں کو برا بھلا کہا اور کہا ان کو پانی پلانے سے پانی کا ڈول ناپاک ہو گیا ہے۔ پھر انہوں نے طیش میں آکر آپ کو زخمی کر دیا درویشوں نے انتقام لینا چاہا مگر آپ نے منع کر دیا۔ان پر آپ کے معافی دینے کا ایسا اثر ہوا کہ وہ بیساختہ قدموں پر گر پڑے اور حق شناس ہو گئے۔

Marfat.com

درذکرحضرت سید کمال ترمذیؒ

☆☆☆☆

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ آپ کا گذر دہلی سے واپسی پر کرنال سے ہوا کیونکہ ضلع کرنال اور پانی پت کا علاقہ حضرت شرف الدین بوعلی قلندرؒ کی ولایت میں شامل ہے۔کوئی صاحب ولایت یہاں سے گذرتا تو اس کی نسبت سلب ہو جاتی تھی۔ جب آپ کا گذر کرنال سے ہوا تو حسب دستور حضرت قلندر صاحبؒ کی روح مبارک ظاہر ہوئی اور فرمایا ''اس راستہ سے گذرنے کا محصول ادا کیا جائے حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ نے کہا ''میں حاضر ہوں'' کچھ توقف کے بعد قلندر صاحبؒ نے فرمایا جاؤ''۔

درذکرحضرت شاہ کمال کیتھلیؒ

☆☆☆☆

حضرت شاہ عماد الدین حجامت بنوا رہے تھے کہ اس دوران آپ کو بشارت ہوئی کہ دور سمندر میں کوئی جہاز ڈوب رہا ہے اور اس جہاز کے مسافروں میں آپ کا ایک مرید بھی تھا جو سوداگر تھا۔اس نے غوث اعظم کا واسطہ دے کر شاہ کمال کو پکارا یہ آواز غیب آپ کو سنائی دی اور آپ فوراً مدد کے لئے لپکے واپس آئے تو کپڑے بھیگے ہوئے تھے۔نائی خوف زدہ ہو گیا تھوڑی دیر بعد والد بزرگوار اپنے حجرہ سے باہر آئے بیٹے کو اس حالت میں دیکھ کر ناراض ہوئے۔فرمایا کیا تم نے امر مشیت دیکھ لی تھی؟ اس پر ان کی نسبت سلب کر لی اور یہ آپ کے ڈر اور خوف سے گھر سے نکل گئے۔آپ کی وفات کے بعد واپس آئے۔آپ سونی پت میں رہنے لگے۔اس اثنا میں آپ نے ہاشمی خاندان کی ایک بیوہ خاتون بی بی بہیلی،ام جمال سے نکاح کیا اس کا بیٹا جو پہلے

Marfat.com

شوہر سے تھا اس کی کفالت آپ نے کی۔ اس لڑکے کا نام شیخ جمال قریشیؒ تھا۔ شیخ جمال نے حضرت شاہ سکندر روسؒ سے خلافت حاصل کی اور ان کو اعلیٰ حضرت شاہ کمال قادریؒ کی خانقاہ کی دیکھ بھال اور چراغ بتی کے لئے مقرر کر دیا۔ اور ہر طرح سے کفالت کی اور چابی بردار کا شرف بھی ان کو بخشا۔ ان کی اولاد پیرزادہ کہلاتی ہے۔

☆☆☆☆

حاکم سامانہ نے ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں عرض کی کہ سامانہ میں جو جگہ پسند فرمائیں وہاں آپ کے ٹھہرنے کے لئے ایک مکان تیار کیا جائے۔ آپ نے اہل سامانہ کی خواہش پر رہنا پسند فرمایا۔ اوائل عمر میں آپ اکثر سامانہ کے جنگلوں میں رہ کر عبادت و ریاضت میں مصروف رہا کرتے تھے۔ بعد ازاں آپ کی اولاد امجاد میں حضرت شاہ گدا رحمان عباسؒ کی نسل سے کچھ افراد نے سامانہ میں رہائش اختیار کی۔

سامانہ میں شرف الدین نامی ایک مجذوب سالک رہا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حالت سلوک میں ان کو جذب ہو گیا انہیں دنوں آپؒ سامانہ تشریف لائے۔ ایک روز شور و غل ہوا کہ شرف الدین لوگوں کو پتھر مار رہے ہیں اور بچے ان کو چھیڑتے ہیں آپؒ ان کے پاس چلے گئے۔ انہوں نے آپؒ کو آتے دیکھا تو پتھر ہاتھ سے گرا دیئے اور قدم بوس ہو گئے۔ آپؒ نے ان سے مخاطب ہو کر درج ذیل شعر پڑھا اور غلبہ توحید کی بشارت دی۔ جس کے بعد وہ حالت سلوک میں لوٹ آئے۔

عشق اول عشق آخر عشق کل　　عشق شاخ و عشق نخل و عشق گل

درذکر حضرت شاہ سکندر روسؒ محبوب الٰہیؒ

☆☆☆☆

Marfat.com

درذکر حضرت شاہ محمد بالا ماہؒ

حضرت شاہ محمد بالا ماہ (بالائے ماہؒ) فرزند حضرت شاہ کبیر الدین عابدؒ۔

سردار آلا سنگھ ابن رام سنگھ ابن پھول سنگھ اکثر آپ کی خدمت میں دعائیں لینے کے لئے حاضر ہوا کرتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے اس کو ریاست اور امارت کی بشارت دی تھی۔ بعد ازاں وہ پٹیالہ کا حکمران بنا۔

☆☆☆☆

حضرت خواجہ سید علی شہیدؒ کا شجرہ نسب حضرت امام موسیٰ کاظمیؒ سے ملتا تھا۔

خواجہ سید علی شہیدؒ بن سید حمزہؒ بن سید صدر الدین زریں کلاہؒ بن سید موسیٰؒ بن سید صفی الدین شہید ابن امام موسیٰ کاظمؒ۔

درذکر حضرت خواجہ سید علی شہیدؒ

☆☆☆☆

حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی کی اولاد برصغیر پاک و ہند میں آکر سکونت پذیر ہوئی۔ حضرت مخدوم عماد الدین سہروردیؒ کی اولاد رسول پور کیتھل کے علاقہ میں آباد ہوئی۔ مخدوم الہٰ دیاؒ ان کی اولاد میں سے تھے۔ مخدوم حماد الدین سہروردیؒ ابن ابو نجیب سہروردیؒ کی اولاد سنام میں قیام پذیر ہوئی۔

درذکر حضرت مخدوم الہٰ دیاؒ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ہابڑی Habri اور تھاروا ٹہ ضلع کرنال کے دو بڑے قصبات ہیں ۔ کسی زمانہ میں یہ راجہ تھارو کی ریاست میں شامل تھے ۔ اس کے نام کی مناسبت سے اردگرد کے دیہات اور بہت سے گاؤں تھاروا کہلاتے تھے ۔ ہابڑی میں اس کا راج محل تھا۔ تھاروٹہ اس کے نام سے منسوب ایک بڑا قصبہ ہے ۔ اس کی راجدہانی میں یہ دستور تھا۔ کہ ہر کنواری دلہن کو رخصتی سے پہلے اپنی پہلی رات راج محل میں لازمی گذارنا پڑتی تھی ۔ اگر کوئی اس کی خلاف ورزی کرتا تو اس کو سخت سزا دی جاتی ۔ یہ قواعد وضوابط اس کی عیش پسندی کے لئے بنائے گئے تھے مگر ان سے اس کی رعایا بہت تنگ تھی ۔ ایک بڑے برہمن اور پنڈت کی فریاد پر آپ اپنی والدہ سے اجازت لیکر ایک جماعت کیساتھ بغداد سے یہاں تشریف لائے آپ کے متعلق یہاں کے لوگوں میں بہت سے واقعات زبان زدعام ہیں ۔ زبردست لڑائی کے دوران آپ کا سر مبارک تن سے جدا ہو گیا ۔ مگر آپ بدستور گھوڑے پر سوار برابر لڑتے رہے ۔ لوگوں نے دیکھ کر حیرت کا اظہار کیا جس پر آپ کے جسد مبارک سے حق حق کی آواز بلند ہوئی اور آپ زمیں بوس ہو گئے ۔

کہا جاتا ہے کہ اس برہمن کی بیٹی کی آبرو بچ گئی وہ برہمن خاندان مدتوں آپ کے روضہ مبارک کی دیکھ بھال کرتا رہا ۔

درذکر حضرت میراں سید رفاعی احمد کبیرؒ

☆☆☆☆

حضرت شاہ گدا رحمان عباس اور شاہ محبّ اللہ الیاسؒ آپ کے فرزند و جانشین تھے ۔ بمصداق ضرب المثل کہ ہر درخت اس کے پھل سے پہچانا جاتا ہے ۔ آپ کے رفیع الشان خلفا اور اخلاف ہی آپ کی عظیم شخصیت اور علوم مرتبت ہونے کی شہادت ہیں ۔

Marfat.com

رکھتے تھے۔

آپ نے ۲ رجب ۱۲۹۲ھ ۷ اجولائی ۱۸۷۷ء کو انتقال کیا۔ آپ نے نظم و نثر دونوں میں طبع آزمائی کی آپ کی تصانیف میں رسالہ حفظ الایمان، نور الایمان دیوان قند بنات قابل ذکر ہیں۔ آپ کا دیوان ۱۹۹۳ء میں فخر برادران نے شائع کیا ہے۔ ذیل میں نمونہ کلام کے چند اشعار فارسی اور اردو ہدیہ قارئین ہیں۔

فصل گل آمد دلا دیوانہ می باید شدن
یک سراز خلق خدا بیگانہ می باید شدن

(درذکر سید علی سیدؒ)

☆☆☆☆

قدیم تاریخ پڑھ کر معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سالار مسعود غازیؒ کے والد حضرت سالار ساہوؒ سلطان محمود غزنوی کے بہنوئی تھے۔ ۴۰۰ھ میں جب سلطان محمود کو معلوم ہوا کہ ہندوؤں نے اجمیر کے قلعہ میں بہت سے مسلمانوں کو قید کرلیا ہے تو سلطان نے قیدیوں کی رہائی کے لئے سالار ساہوؒ کو ایک فوج دے کر اجمیر بھیجا اور انہوں نے دشمنوں کو مار بھگایا اور قیدیوں کو چھڑانے میں کامیاب ہوگئے مگر اس کے بعد سالار ساہو غازیؒ کے حملے جاری رہے۔ سالار مسعود غازیؒ نے ۴۲۴ھ میں شہادت پائی۔

Marfat.com

ایک انگریز مورخ مسٹر اے ایم سٹوؤ نے اپنی کتاب میں جو انہوں نے بندوبست کے سلسلہ میں ڈسٹرکٹ کرنال میں تصنیف کی تھی، حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ اور حضرت شاہ سکندر قادریؒ کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے آپ کی اولاد کو عزت و شرافت کی عظیم الشان یادگار تسلیم کیا اور لکھا کہ آپؒ کا گھرانہ ہمیشہ سے عقیدت مندوں اور ارادتمندوں کی محبت اور امیدوں کا مرکز رہا ہے۔

آپ کی اولاد امجاد میں شاہ محمد فلحالؒ، شاہ قطب منور، شاہ محمدؒ علی قادریؒ، شاہ کبیر الدین عابد، شاہ محمدؒ بالا ماہ، شاہ حسن الدینؒ، سید محمد علی شاہؒ، قبلہ عالم سید علی شاہ سید گیلانی، حضرت سید عبد العلی شاہؒ اور حضرت سید علی احمد شاہ گیلانیؒ قابل ذکر ہیں۔ جنہوں نے ایک عالم کو اپنے فیوضات سے مستفید فرمایا۔

درذکر حضرت سید محمد شاہ علی قادریؒ

☆☆☆☆

انیسویں صدی میں قبلہ عالم حضرت سید علی شاہ گیلانی درگاہ کمالیہ کے سجادہ نشین تھے۔ آپ علوم تصوف اور معرفت کے جامع اوصاف اور صاحب ولایت بزرگ تھے علماء اور مشائخ دور دور سے آ کر آپ سے ملاقات کرتے۔ شیخ عبدالحق مفسر تفسیر حقانی نے آپ سے استفادہ کیا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ انگریزوں کے اصرار کے باوجود آپ نے عدم جہاد کے فتویٰ پر دستخط نہیں کئے۔ انگریزوں سے تعاون نہ کرنے پر آپ کی آبائی جاگیریں ضبط کر لی گئیں مگر آپ نے ان کی بحالی کے لئے کوئی پیروی نہیں کی۔ ایک موقع پر آپ کو تحصیلداری کی پیش کش ہوئی مگر آپ نے قبول نہ کی۔ قائد ملت کے دادا نواب احمد علی خاں آپ سے ارادت

Marfat.com

......رسالہ تذکرۃ السادات......

از شیخ احمد بن محمود اکبر آبادی سے منقول ہے کہ حضرت سید زید شہیدؒ بن امام زین العابدینؒ کی اولاد میں سے متعدد افراد نے جن میں حضرت سید حسین ابوعبداللہ محدثؒ شامل تھے نے ترمذ کو اپنا وطن بنایا۔ انہیں بزرگوں کی اولاد میں حضرت سید کمال ترمذی بن سید عثمان ترمذی نے ۱۱۸۰ء میں ترکمانیہ سے ہندوستان کا رخ کیا۔ سید کمال الدین ترمذی ان اولین اولیائے کرام میں سے تھے جو بارہویں صدی میں بلخ اورغزنی سے ہوتے ہوئے لاہور ٹھہرے پھر دوآبہ گنگا جمنا کی طرف چلے گئے۔ اثنا راہ میں انہیں ایک علاقہ سرسبز و شاداب نظر آیا معلوم ہوا کہ یہ قصبہ کیتھل ہے۔ یہ علاقہ دریائے سرسوتی کے کنارے اہل ہند کی ایک مشہور زیارت گاہ اور بت خانہ ہے۔ کیتھل کا میدان کوروکشیتر کا ہی علاقہ کہلاتا ہے۔ یہاں عہد قدیم میں ایک زبردست جنگ لڑی گئی تھی۔

بہر حال بمقام سیلا کھیڑا، تالاب انبکا کے کنارے کیتھل شہر میں اقامت اختیار کی اور تبلیغ دین کا کام شروع کیا۔

چند سال کیتھل میں قیام کے بعد پدر بزرگوار سے ملنے کی خاطر دوبارہ عازم ترکستان ہوئے۔ دوبارہ ۱۱۹۳ء میں بیوی بچوں اور رفقاء کے ہمراہ ہندوستان کا قصد کیا۔ راہ میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک لشکر جرار درہ خیبر کی طرف رواں دواں ہے یہ سلطان شہاب الدین غوری کا لشکر تھا۔ سلطان مع مقربین آکر آپ سے ملا اور عرض کی اس بے سروسامانی میں برائے تبلیغ دین ہندوستان جانا خالی از ملال

Marfat.com

نہیں۔ آپؒ نے فرمایا فقیر کو تائید ایزدی حاصل ہے اور سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے اور تمہیں نوید فتح و کامرانی ہو۔ بعد ازاں آپ نے اپنے فرزند جرار سید ابراہیمؒ کو سلطان کی فوج کے ہمراہ کیا۔ سلطان نے نشان اسلام مع خطاب سید ابراہیم کو تفویض کیا سامانہ پہنچ کر کیتھل کی راہ قلعہ ہانسی کی طرف سلطان نے سید ابراہیم کو روانہ کیا اور فتح حاصل کی۔ سید ابراہیم مع رفقاء شہید ہوئے مزاران کا قلعہ ہانسی کے اندر موجود ہے جو خانقاہ نشانچی کے نام سے مشہور ہے۔

فتح دہلی کے بعد یہ سلطان شہاب الدین غوری کے ہمراہ دہلی تشریف لائے بعد ازاں آپ نے سلطان سے اجازت لے کر کیتھل میں دوبارہ قیام فرمایا۔ آپ کی توجہ سے ایک ہزار آدمی مشرف بہ اسلام ہوئے۔ خود بھی ایک مقامی جنگ میں شریک ہو کر شہید ہوئے۔ آپ کے ہمیشر زادے خواجہ سبز خطؒ بھی ترمذ سے کیتھل آئے تھے اور یہ قصبہ صوفیائے کرام اور اہل اللہ کا مسکن بنا۔

آپ کے گیارہ فرزند تھے جن میں سب سے بڑے سید حسام الدین تھے۔ ان کی اولاد کیتھل کے علاوہ فیض آباد گجرات میں ہے کیتھل کے مشہور سید نصیر الدینؒ نے برائے تبلیغ ملک بنگالہ کا سفر کیا۔ میر قاسم نواب بنگال سید نصیر الدین ترمذی ابن حضرت سید کمال الدین ترمذیؒ کی نسل دختری ہی سے تھے۔

ملک سید ابراہیم جو قلعہ ہانسی میں مدفون ہیں۔

سید علیم الدین ۱۱۹۴ء میں سلطان شہاب الدین غوری نے جب قنوج فتح کیا علیم الدینؒ بھی دوسرے صوفیاء کیساتھ قنوج پہنچے۔ اور یہاں عہدہ جلیلہ پر فائز ہوئے۔ مشہور صوفی بزرگ سید شہاب الدین قنوجیؒ سید علیم الدین ترمذی کی اولاد میں

Marfat.com

سے تھے ان کے اخلاف زیادہ تر ضلع بارہ بنکی میں آباد ہوئے۔

سید جلال الدین غازیؒ کے اخلاف میں روہیل کھنڈ میں جا کر بسے۔ سید اشرف گنج بخش، سید احمد، سید محمد اور سید حسن عسکریؒ اور سید ضیاء الدین سرکار سنبھل میں چار ہزاری تھے۔ نہوڑ میں تعینات تھے۔ قرۃ العین حیدر مشہور ناول نگار انہی کی اولاد سے ہیں سید ضیاء الدین ترمذی ایک معرکہ میں کام آئے اور جیا شہید کہلائے۔

مشہور قادری بزرگ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ بن حضرت شاہ عماد الدینؒ ابن شیخ الافاق حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ میر سید کمال الدین ترمذیؒ کی نسل دختری ہی سے تھے

1 ابنکا دیوی پرتھوی راج کی بیٹی تھی۔

2 ملک سید ابراہیمؒ ابن سید کمالؒ ترمذی سلطان شہاب الدین غوری کی فوج کے ایک دستہ کے سالار تھے۔

ماخذ

کار جہاں دراز ہے

از قرۃ العین حیدر

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......در ذکر حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ......

مختلف تذکروں میں آپ کی ایک اور کرامت مذکور ہے۔ وہ یہ کہ ایک مرتبہ جب آپ لاہور قیام فرماتے۔ تو کچھ سامان کیتھل بھیجنے کی ضرورت پیش آئی۔ اس مقصد کے لئے چند خچر مہیا کئے گئے۔ خچروں پر جب وہ سامان بار کر دیا گیا۔ تو ان کے ساتھ جانے کے لئے محافظ تجویز ہونے لگے جب آپ نے سنا تو منع فرما دیا۔ اور فرمایا کہ خچر خود یہ سامان کیتھل پہنچا دیں گے۔ ان کے ساتھ کسی محافظ کے جانے کی ضرورت نہیں۔ پاس ادب سے کسی کو رائے دینے یا سوال پوچھنے کا حوصلہ نہ ہوا۔ اور خچر بلا کسی محافظ و نگراں جانب کیتھل روانہ ہو گئے۔ خچروں کو جب لوگوں نے راہ پر لگا دیا۔ تو آپ نے ان خچروں کی طرف مخاطب ہو کر اتنا ضرور فرمایا کہ ''یہ سامان کیتھل پہنچانا ہے۔ ذرا احتیاط سے لے جانا'' لاہور سے کیتھل تک کا فاصلہ اڑھائی سو میل سے کم نہیں۔ راہ میں صحرا جنگل اور دریا راستے کی سبھی مشکلات آئیں۔ چور اور راہزن بھی ملے۔ لیکن نہ ان خچروں کو پکڑنے کی کسی کو جرات ہوئی۔ اور نہ وہ سامان اتارنے کی ہمت ہوئی۔ خچر بعافیت تمام کیتھل پہنچ گئے۔ آپ نے وہ سامان اپنے رفقاء کو عنایت فرمایا۔ جن کی بیٹیاں بالغ تھیں اور شادی کے قابل تھیں۔ اس سامان سے کئی ہزار لڑکیاں بیاہی گئیں۔

☆☆☆☆

Marfat.com

......در ذکر حضرت شاہ سکندرؒ کیتھلی......

حضرت سکندر روس الاولیاء محبوب الٰہی رحمۃ اللہ علیہ صاحبزادہ اعلیٰ حضرت کے پاس کیتھل میں فقط آپ کے پوتے رہ گئے یہ بڑے صاحبزادہ شاہ عماد الدینؒ کے فرزند تھے۔ آپ کے بچپن میں بڑے عجیب وغریب عادات واطوار دیکھ کر معلم تک آپ کی تعظیم کرنے لگے تھے۔ ملا حسینی کہا کرتے تھے کہ "یہ صاحبزادے خلق خدا کے بہت بڑے رہنما ہوں گے"۔ شہر بھر میں چرچا تھا کہ اعلیٰ حضرت کے گھر میں ایسے فضائل کا بچہ پیدا ہوا ہے جو رمضان المبارک میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔ اپنی زندگی میں ہی دادا بزرگ نے انہیں اپنا جانشین مقرر کیا اور خرقہ خلافت سے نوازا اور اپنی زندگی میں ہی سلسلہ کا تمام کاروباران کے سپرد کر دیا۔ آپ کی اولاد کیتھل اور سامانہ دو جگہ آباد ہوئی۔ انیسویں صدی میں حضرت سید علی شاہ گیلانیؒ اور قبلہ عالم حضرت سید عبد العلی شاہ قادریؒ بڑے بزرگ گذرے ہیں جب کیتھل کے گلی کوچوں سے ان کا گذر ہوتا تھا تو لوگ زیارت کے لئے اُمڈ پڑتے۔

اللہ تعالیٰ جس طرح قلم کے ذریعہ علم ظاہر کی دولت سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔ وہ جب چاہتا ہے قلم کے سوا بھی جس کے سینے کو چاہے انوار وتجلیات کی جلوہ گاہ بنا دیتا ہے بغیر کسی واسطہ کے اس کا دل علم کی روشنی سے بقعۂ نور بن جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆

Marfat.com

ذیل کے نقشے میں یہ دکھایا گیا ہے کہ کیتھل شریف جہاں حضرات
کبیر ملک العشاق شاہ کمال قادریؒ اور رئیس الاولیاء شاہ سکندر
قادریؒ استراحت فرما ہیں کہاں واقع ہے :-

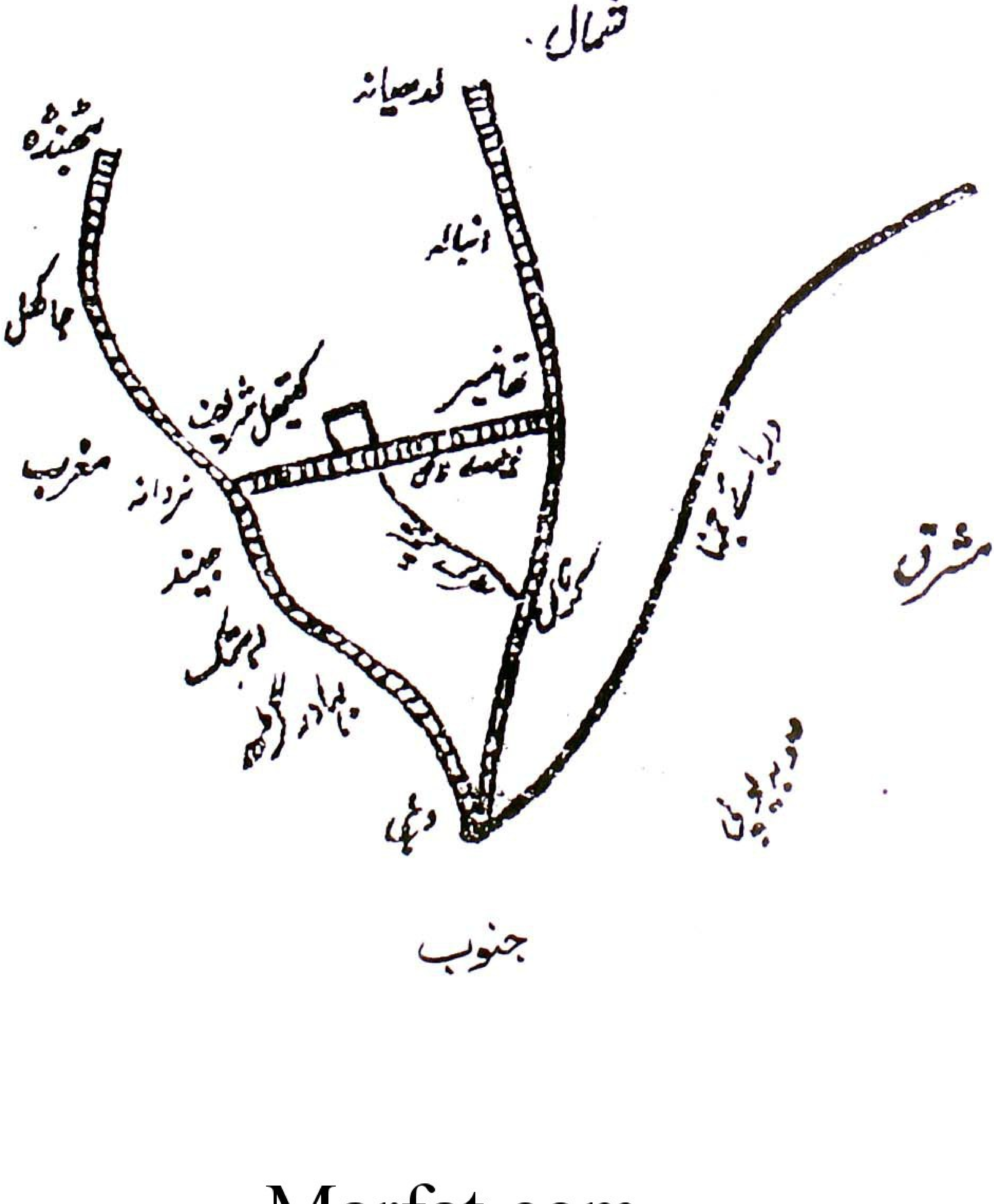

خاندان کمالیہ میں موجود تبرکات

1: حمائل شریف، از دست مبارک حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

2: نقش قدم مبارک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

3: خرقہ غوثیہ یعنی خرقہ معراجیہ

5: کلاہ مبارک حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ

6: بیرگن (برائے مراقبہ)

7: پارچہ جاتِ مبارکہ

8: عکس تحریر حضور غوث پاکؓ

☆☆☆☆☆

Marfat.com

......شاہی فرامین......

اعلیٰ حضرت شاہ کمال کیتھلیؒ کے خاندان کے نام اور حضرت شاہ سکندر محبوبؒ الٰہی اور ان کے وابستگان کو شاہان مغلیہ اور دیگر راجگان، رؤساء اور نوابین کی طرف سے دی گئی جاگیرات اور نذرات سے متعلق شاہی فرامین واسناد کی مختصر نقول درج ذیل ہیں۔ فرامین کے علاوہ عقیدت نامے اور اسناد و تاریخی تحریریں ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔ جو تاریخ سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے نہایت مفید ہونگی۔

اخلاق احمد قادری

☆☆☆☆☆

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جو کہ صاحبزادہ حضرت سید غلام رسول شاہ خلف الصدق حضرت سید محمد علی شاہ ثانی
رحمۃ اللہ علیہ اولاد امجاد ابوالبرکات کہیر ملک العشاق حضرت سید شاہ کمال قادری کیتھلی
وقطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبداللہ سکندر بروس محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
خاندان ماہنڈلان نوشیروانی کی پیر و مرشد قدیمی ہیں یعنی خاندان ماہنڈلان قدیم
اس خاندان عالیشان حضرات غوثیہ و کمالیہ و سکندریہ کی ہنوز مرید باارادت و خادم
بانسبت چلی آتی ہیں۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب موصوف نے ازراہ اسناد نوابان کرنال
وبرادران شہر سامانہ کی پاس اینجانب بمقام حیدرآباد دکن تشریف لائی۔ بموجب ادا
نذرانہ معمولی حسب رسم قدیم ترخص عمل میں آیا لہذا یہ سند بنابر یادداشت بخدمت حوالہ
صاحبزادہ صاحب موصوف کی گئی تحریر ۱۲ شعبان المکرم ۱۳۲۰ھ بروز پنجشنبہ

[illegible]

منڈل خاندان کے نوابان کرنال حضرت شاہ کمال صاحبؒ سے بیعت
تھے۔ لیاقت علی خاں مرحوم وزیراعظم پاکستان بھی اسی خاندان سے تھے۔

Marfat.com

۲۸۶
۲۲

باعث تحریر این سطور آنکه صاحبزاده سید عبدالسلام رسول شاه خلف سید محمد علی شاه مرحوم [illegible]

اولاد امجاد حضرت ملک الحاق ابو برکات پیر سید شاه کمال قادری و خلیفه [illegible]

سید شاه عبید الله سکندر رؤسی محبوب الهی [illegible] اور خاندان [illegible]

[illegible] مرشد قدیمی این نیاز حسب درخواست صاحبزاده موصوف کی [illegible]

[illegible] کی گئی تاکہ سند ہو المرقوم ۵ ماه شوال ۱۲۹۷ هجری یوم [illegible]

[illegible] رکن الدوله نواب محمد [illegible] خان صاحب [illegible]

Marfat.com

فرمان جلال الدین محمد اکبر بادشاه غازی

چون موازی سیصد بیگه زمین [illegible]

از ابتدای [illegible] بموجب فرمان عالیشان

از اشرف [illegible] رسید در وجه مدد معاش [illegible]

[illegible] الیه و بعد [illegible] در سواد [illegible]

[illegible] از [illegible] باشی [illegible]

موازی [illegible]

Marfat.com

[illegible] گواهی الصدق [illegible] شاه محمد الدین [illegible]

[illegible] ساداتِ [illegible] و مشایخ کرام [illegible]

[illegible]

[illegible] شاه محمد الدین [illegible] این سایل [illegible]

[illegible]

در ایام [illegible] و خیانت [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شاه [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

[illegible] حکم رسید [illegible]

مقرر [illegible] که [illegible] از [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جوکہ صاحبزادہ حضرت سید غلام رسول شاہ خلف الصدق حضرت سید محمد علی شاہ گیلانی

رحمۃ اللہ علیہ اولاد امجاد ابوالبرکات کبیر ملک العشاق حضرت سید شاہ کمال قادری کیتھلی

و قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبد اللہ سکندر روئس محبوب الٰہی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

خاندان مانڈلان نوشیروانی کی پیر و مرشد قدیمی ہیں یعنی خاندان مانڈلان قدیم

اس خاندان عالیشان حضرات غوثیہ و کمالیہ و سکندریہ کی ہنوز مرید باارادت و خادم

باعقیدت چلی آتی ہیں۔ چنانچہ صاحبزادہ صاحب موصوف بذریعہ اسناد نوابان کرنال

و برادران شہر سامانہ کی پاس اینجانب بمقام حیدرآباد دکن تشریف لائی۔ سو بعد

نذرانہ معمولی حسب رسم قدیم ترخص عمل میں آیا لہذا یہ سند بنا بر یادداشت تحریر ہو کر حوالہ

صاحبزادہ صاحب موصوف کی گئی تحریر ۱۴ شعبان المکرم ۱۳۴۳ ہجری روز پنجشنبہ

فضیلت علی [illegible]

[illegible]

Marfat.com

فرمان جلال الدین محمد اکبر پادشاه غازی

... فهم کرام ...

... الاحترام ...

... می باید که حکام ...

... بجمل ...

... مهرانه ...

Marfat.com

[illegible] پرگنه [illegible]

[illegible]

[illegible] پرگنه [illegible]

[illegible] حسب الضمن [illegible]

[illegible] و اگر

[illegible] در این باب [illegible] حسب المسطور بعمل آرند

[illegible]

Marfat.com

[illegible]

باعث تسوید این منظور آنکه ... [illegible] ... دستگاه

دا ... [illegible] ... محمد ... از این ... [illegible]

می ... [illegible] ... تاریخ ... [illegible]

بمضمون که ... [illegible] ... قطب ... [illegible]

تعلق بسلاله ... شاه ... [illegible] ... متعلق ... [illegible]

[illegible]

درای انور ... [illegible] ... مخدوم ... [illegible]

مسمی الیه محمد ... [illegible] ... مذکور ... دارد ... اقرار خود ... [illegible]

... [illegible] ... حضرت شیخ محمد ... [illegible]

حضرت شیخ محمد معصوم ... رضی الله عنهما ... دستخط ... [illegible]

در ... [illegible]

[illegible]

... [illegible] ... برادر ... [illegible]

... سره ... [illegible] ... اولاد ... آن ... هر دو بزرگ مغفور ... [illegible]

... [illegible] ...

Marfat.com

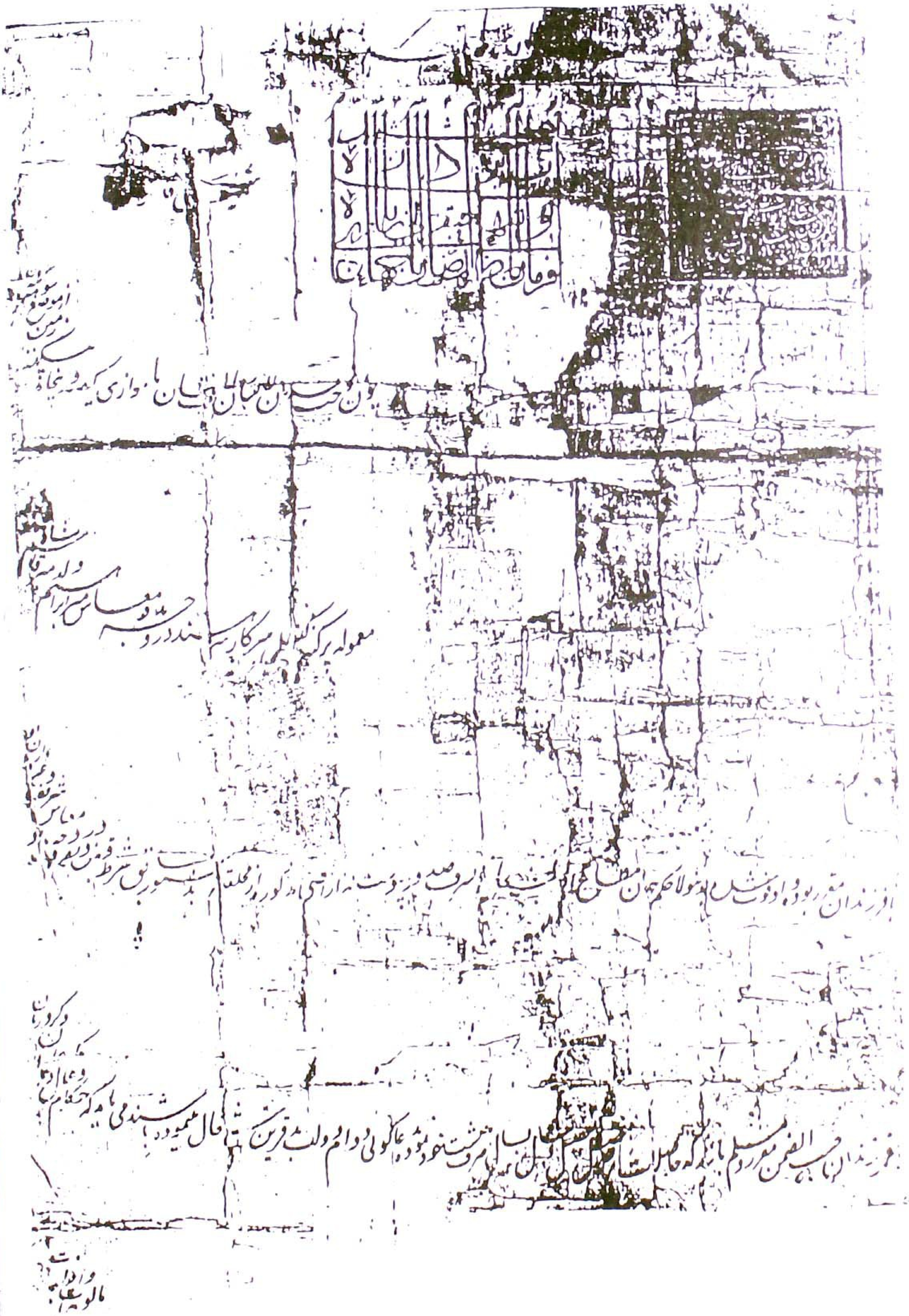

Marfat.com

...... پانی پت کے نام ......

پانی پت اے مرجع اہل صفا و علم فن — تیرا شہرہ تھا جہاں میں انجمن در انجمن
تجھ کو ارجن نے بسایا خونِ آمعیل سے — ساتھ ہی اٹھیں گے دونوں صورِ اسرافیل سے
شیخ کالو پنج پیراں سید روشن علی — شیخ بو اسحاق غازی حضرت سرور سخی
خاک میں پنہاں ہیں تیری قاسم دبدروشہید — صاحب تخت ولایت گاذرونی سعید
کھینچ لائی سید محمود کو تیری زمیں — آنکھ کی ٹھنڈک عراقی کو ملی آکر یہیں
شاہ شرف الدین قلندر صاحب جذب و سلوک — فخر سے قدموں میں جس کے سر جھکاتے تھے ملوک
تیری آغوش محبت میں وہ لعل بے بہا — پرورش پاکر بنا تھا زیب تاج اولیاء
شوق کے عالم میں جب ہوتا تھا وہ نغمہ سرا — دل پہ کھل جاتا صورت سرمدی کا ماجرا
اس کا اندازِ تغزل قدسیوں کو بھا گیا — شعر کے پردے میں اسرار جنوں سمجھا گیا
خواجہ شمس الدین کلیر سے بسے آکر یہاں — ان کا فیض نور سارے ہند پر ہے ضوفشاں
شہ جلال الدین کبیر الاولیاء مخدومِ ما — سالکِ راہ طریقت مخزن جود و سخا
مظہر نورِ حقیقت مرکز علم و یقیں — جگمگا اٹھی تھی ان کے دم سے یہ تیری زمیں
خوشہ چینی کے لئے پیر ہرات آئے یہاں — پیر مکی نے اسی گلشن سے کیں گل چینیاں
قادر و شبلی علیم و عبد قدوس و نظام — شیخ مودو دو سراج الدین ماں عبدالسلام
شہ نصیر و شہ زماں حاجی ولی احمد حسن — شہ مبارز شہ کبیر و غوث علی و گل حسن
پیر کینیا سید سلطان اولاد نبی — درسِ زہد واتقا تھی جنکی ساری زندگی
احمد اللہ رحمت اللہ حضرت قاضی ثنا — مخزن علمِ شریعت منبع صدق و صفا
سید داؤد قنبر مولوی احمد حسن — یہ بزرگانِ زمانہ تھے ترے سرو چمن
قاری لالہ عبدالرحمن فخر قراء جہاں — ہیں یہ سب آسودۂ خواب آج بھی تیرے یہاں
شیر افگن بخشی و خواجہ معین الدین دلیر — خان صادق خان راسخ ذکریا خان اور شیر
حاتم ثانی مقرب خاں وزیر بادشاہ — سایۂ دولت میں جس کے لوگ پاتے تھے پناہ
شیخ بینا شیخ زینا اور حکیم اللہ دیا — چاک دامن جن شفا دستوں نے صحت کا سیا

Marfat.com

یادگاریں ان کی تجھ میں آج بھی موجود ہیں / جانشینوں کیلئے ان کے مگر مسدود ہیں
مقبرہ اودھی کا کابل مسجد اور وہ کالا آم / ذرہ ذرہ ہے بڑا مشہور تاریخی مقام
شمع آزادی میں جلتا تھا حسینی کا لہو / ایسے بطل حریت کو کیا بھلا سکتا ہے تو
ابتدائے جنگ آزادی ہوئی اقبال سے / غلغلہ اٹھا وطن میں تیرے ہی اس لال سے
حضرت ملا مسیح ، مجروح ، حالی و سلیم / شاعری کا طور تھا تو اور یہ تھے تیرے کلیم
مجلسیں قائم تھیں شعر و شاعری کی کوبکو / تیرے علم وفن کا شہرہ تھا جہاں میں چارسو
اب کہاں باقی ہے وہ ماحول وہ شعر وسخن / خواب ہوکر رہ گئیں ساری روایات کہن
گود نے پالے تھے تیری کس قدر اہل کمال / تجھ کو بخشا تھا انہیں لوگوں نے اوجِ لازوال
اب نہ پیدا ہونگے یہ بطل جلیل اس خاک سے / نام روشن تیرا ہم رکھیں گے ارضِ پاک سے
غیر بھی آتے تو سینے سے لگاتا تو انہیں / بے تعلق کیوں ہے ہم سے دوست رکھتا تھا جنہیں
حسن کی گرمی محفل اس کے دیوانوں سے ہے / رونقِ شمع شبستان یعنی پروانوں سے ہے
آج ناجنسوں سے اپنی آشنائی یاد کر / پھر اگر فرصت ہو ہم سے بیوفائی یاد کر
صبر کر اس سے بھی بدتر وقت آئیگا کبھی / اپنی تہذیب وتمدن پر نہ کر ماتم ابھی
مٹ نہیں سکتا کبھی سینے سے تیرے غم کا داغ / ڈھونڈتا پھر اب ہمیں تو لیکے ہاتھوں میں چراغ
دل چلتا ہے کہ آؤں دیکھنے کو ایک بار / وہ چمن جس میں گزارے تھے کبھی لیل ونہار
تیرے کوچوں میں پھروں باغوں میں گھوموں روز وشب / سر کے بل روضوں پہ حاضر ہوسکوں حسبِ طلب
تیری الفت سے مرا دل آج بھی معمور ہے / طور ہے سینہ مرا اور تو چراغ طور ہے
تیری الفت میری غیرت برسرِ پیکار ہے / دید کی طالب ہے وہ یہ نام سے بیزار ہے
ہاں مگر آثار ماضی کا تعلق آج بھی / ہم میں باقی ہے جو تو رکھے گا اسکی لاج بھی
یہ بزرگوں کے مقابر اک امانت ہیں مری / یاد رکھنا امتحان گاہ دیانت ہے تری
رابطہ قائم رہیگا ہم ہیں گو ہو مختصر / یادگاریں سب رہیں محفوظ تیرے پاس اگر
بس فصیح اللہ کا یہ آخری پیغام ہے / دے سکے تو اس کی الفت کا یہی انعام ہے

Marfat.com

در مدحِ حضرت شاہ سکندر کیتھلیؒ

مولانا حبیب اللہ سرہندی مصنف حدیقۃ الاولیاء نے چند اشعار حضرت شاہ سکندر کیتھلی کی مدح میں کہے تھے جو ان کی کتاب حدیقۃ الاولیاء میں محفوظ ہیں یہاں قارئین کے لئے نقل کئے جاتے ہیں آپ مولانا بدرالدین سرہندی کے بھانجے ہیں۔

اشعار

شاہباز تیز پرواز آشیانس لامکان
طائر قدسی نشاں عنقاز مغرب کن فکاں
نیر چرغ ولادت والی ملک ابد
آفتاب در ہدایت مہدی صاحب زماں
پرتو شاہِ کمالیؒ مظہر غوث الوریٰؓ
بلکہ نور ذات مطلق در جبنش شد عیاں
ہر کہ یک جرعہ چشید از جام عشق او ز دل
تا ابد مخمور ماندہ تا قیادت سرگراں

ترجمہ:

1 تیز اڑنے والا شہباز جس کا آشیانہ لامکاں ہے
ملائکہ صفت پرندہ مغرب سے عنقا ہو کر ظاہر ہوا

2 آسمان ولایت کے آفتاب ہیں اور ملک ابد کے والی
ہیں ہدایت میں آفتاب ہیں زمانہ کے ہادی ہیں

3 حضرت شاہ کمالؒ کے پرتو ہیں حضرت غوث اعظمؒ
کے مظہر ہیں بلکہ ذات مطلق کا نور ان کی پیشانی سے ظاہر ہوا ہے

4 جس نے بھی دل سے اس کے عشق کے جام سے ایک
گھونٹ چکھ لیا وہ ابد تک مخمور رہا اور قیامت تک مگن رہا

Marfat.com

کتابیات

تذکرۃ انساب — محمد شاکر قریشی قلمی

عہد گل — مہر سید فیاض حسین زیدی

دربار قادری — محمود علی مائل کرنالی

رسالہ گلچھتر — سید ریاض حسین زیدی

الکمال — پروفیسر سید خورشید حسین بخاری

تذکرہ شاہ سکندرؒ — پروفیسر سید خورشید حسین بخاری

قصر عارفاں — مولوی احمد علی چشتی

نزہتہ الخواطر — مولانا سید عبدالحی لکھنوی

گزٹیرڈسٹرکٹ کرنال

منہاج الصوفیہ — منہاج الدین صدیقی قلمی

اخبار الاخیار — مولانا عبدالحق محدث دہلویؒ

انفاس العارفین — شاہ ولی اللہؒ محدث دہلوی

عہد گل — مہر سید فیاض حسین زیدی

☆☆☆☆☆

Marfat.com

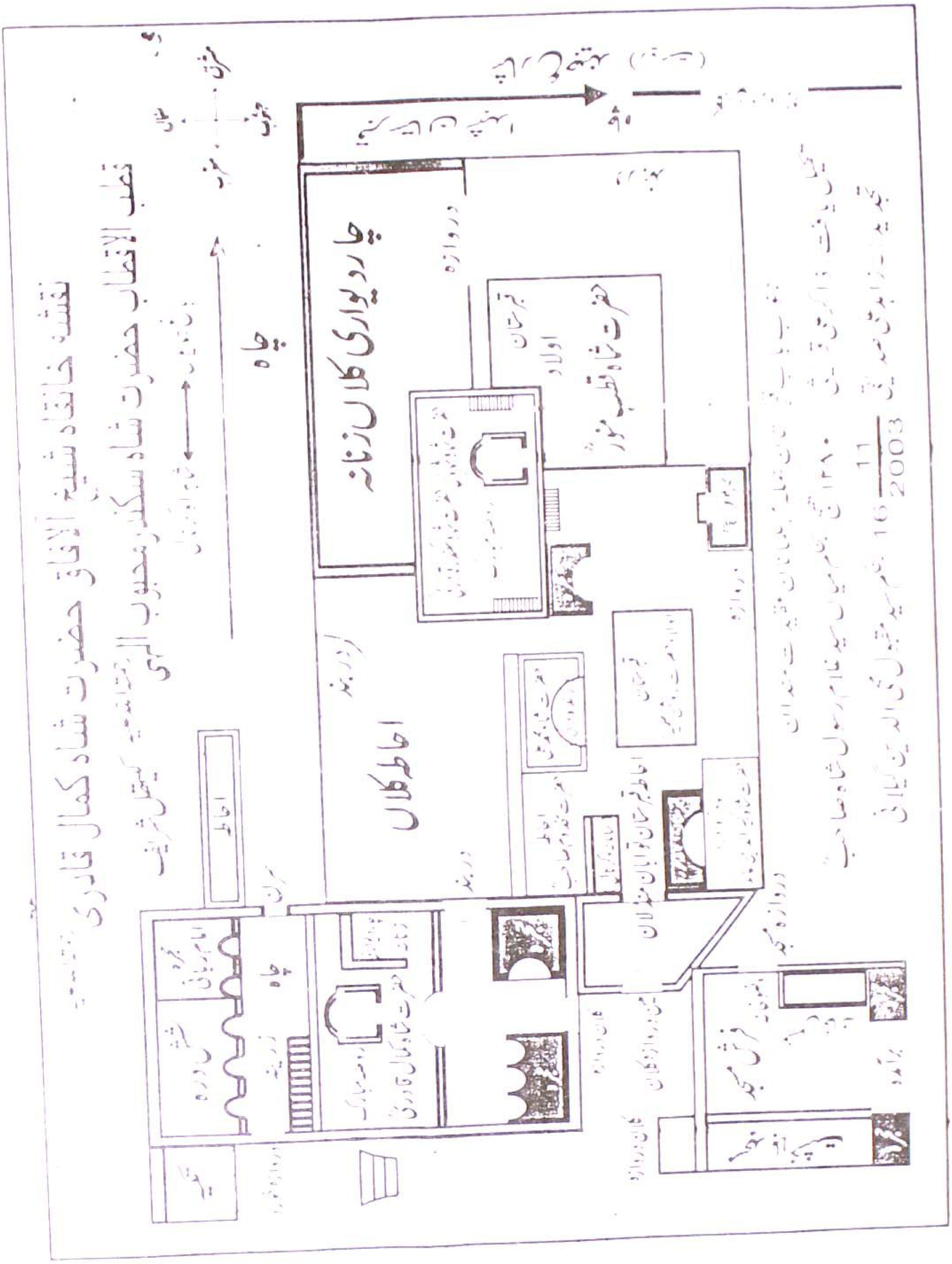

نقشہ خانقاہ شیخ الآفاق حضرت شاہ کمال قادری
قطب الاقطاب حضرت شاہ سکندر محبوب الہی
چار دیواری کلاں زنانہ
احاطہ کلاں
چاہ

Marfat.com

فاصلہ

لاہور سے دہلی 311 میل

لاہور سے کیتھل 255

لاہور سے تھانیسر (کوروکشیتر جنکشن

کیتھل سے دہلی براستہ پانی پت کرنال 124

کرنال سے کیتھل 40 میل

تھانیسر سے دہلی 87 میل

کرنال سے دہلی 84 میل

سرہند سے کیتھل ۲۰۰

☆☆☆☆☆

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com